آپ شہزادوں کے عقد میں شامل ہوں۔ چنانچہ وہ بغداد سے نکلے اور قتل [illegible]
بہانے سے ایک کے بعد دوسرا گروہ بلایا گیا اور قتل کیا گیا۔ پھر خلیفہ کے [illegible]
قتل کیے گئے۔ پھر خلیفہ کی سب اولاد قتل ہوئی۔

خلیفہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ کافر ہلاکو نے اسے رات کے وقت [illegible]
کیں۔ پھر اس کے قتل کا حکم دیا۔ ہلاکو ظالم سے کہا گیا کہ اگر خلیفہ کا خون گرایا [illegible]
ہو جائے گی اور تیرا ملک تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ کے چچا کی اولاد [illegible]
خلیفۃ اللہ ہے۔ اس پر وہ سنگدل حکیم نصیر الدین طوسی کھڑا ہوا اور کہنے لگا [illegible]
کا خون نہ گرایا جائے۔ چنانچہ بتاریخ ۲۸۔ محرم ۶۵۶ھ اس بے چارے کو ایک [illegible]
ہتھوڑوں سے مار ڈالا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے لاتوں سے مار ڈالا گیا۔ اور [illegible]
کو بھی زندہ نہ چھوڑا گیا۔ پھر شہر بغداد میں خونریزی شروع ہوئی۔ اکثر [illegible]
دن سے کچھ اوپر قتل جاری رہا۔ کہا گیا ہے کہ مقتولین کی کل تعداد [illegible]

اس کے بعد امان دی گئی جو لوگ چھپے ہوئے تھے ان میں سے [illegible]
طرح طرح کی مصیبتوں سے مر گئے۔ جو زندہ نکل آئے انہوں نے بڑی [illegible]
کو کھود کر بے شمار دفینے نکالے گئے۔ پھر نصاریٰ بلائے گئے تاکہ علانیہ [illegible]
گوشت کھائیں اور مسلمان بھی ان کے ساتھ شریک ہوں۔ ستم گر ہلاکو [illegible]
آیا اور حرم کی بے آبروئی کی۔ وہ محل ایک عیسائی کو دیا گیا۔ مسجدوں میں [illegible]
مسلمانوں کو علانیہ اذان دینے سے منع کیا گیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ [illegible]

یہ سب کچھ صرف بغداد میں ہوا۔ بغداد کے علاوہ اور جگہ بھی [illegible]
کیا۔ اسی واسطے کہا گیا کہ تاتاریوں کے فتنہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی [illegible]
خلیفہ مستعصم باللہ کے ساتھ خاندان عباسیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ بلکہ یوں [illegible]
روئے زمین سے اٹھ گئی جو قرب قیامت کے آثار میں سے ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ (متوفی ۶۹۱ھ) نے جو حادثہ بغداد [illegible]
باللہ کا ایک نہایت دردناک مرثیہ لکھا ہے۔ جس میں سے چند اشعار ذیل میں [illegible]

۱۔ آسمان را حق بود گر خوں ببارد [illegible]
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

آسمان پر واجب ہے کہ امیر المومنین مستعصم کی سلطنت کی [illegible]
برسائے۔

۲۔ اے محمد گر قیامت را بر آری سر ز خاک
سر بر آور دیں قیامت در میان خلق بیں

(ترجمہ) اگر آپ قیامت کو تربت شریف سے نکلیں گے تو ابھی نکل کر خلقت [illegible]
دیکھ۔

۳۔ نازنینان حرم را خون خلق نازنین
ز آستان بگذشت ما را خون دل از آستیں

[illegible] نازپروردوں کا خون ڈیوڑھی سے بہہ گیا۔ اور ہمارے دل کا خون آستین سے

۴۔ زینہار از دور گیتی و انقلاب روزگار
در خیال کس نہ گنجد کاینچناں گردد چنیں

[illegible] گردش اور دنیا کے انقلاب سے پناہ مانگنی چاہیے۔ یہ بات کسی کے خیال میں نہ [illegible] ہو جائے گا۔

۵۔ دیدہ بر دار اے کہ دیدی شوکت بیت الحرام
قیصران روم سر بر خاک و خاقان بر زمیں

[illegible] تو نے بیت الحرام کی سی شان و شوکت دیکھی ہے۔ جہاں روم کے قیصر [illegible] اور چین کے خاقان زمین پر جھکتے تھے۔

۶۔ خون فرزندان عم مصطفیٰ شد ریختہ
ہم بر آں خاکے کہ سلطاناں نہادندے جبیں

[illegible] دیکھ کہ حضرت مصطفیٰ کے بنی عم کا کون اس خاک پر بہایا گیا ہے۔ جہاں [illegible] سجدہ کرتے تھے۔

۷۔ دجلہ خونابست زیں پس گر نہد سر در نشیب
خاک نخلستان بطحا را کند باغوں عجیں

[illegible] دجلہ پانی خون ہو گیا ہے۔ اگر پستی کی طرف بہے گا تو نخلستان بطحا کی خاک کو [illegible] دے گا۔

کعبہ شریف کی حجابت

[illegible] میں اس کے متعلق حضرت عثمان بن طلحہ کی روایت نقل کر آئے ہیں جس

میں تین پیشین گوئیاں ہیں۔ ایک یہ کہ ہجرت سے پہلے حضور اقدس ﷺ
فرمایا تھا کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ سو اسی کے مطابق
دوسری یہ کہ آپ نے قریش کی نسبت فرمایا تھا کہ وہ اس دن بچائے ہلاک
عزت پائیں گے۔ اسی کے مطابق فتح مکہ کے دن واقع ہوا۔ قریش نے
میں حیات طیبہ حاصل کی اور عزت پائی۔ واقع میں وہ اس سے پہلے ذلت
کہ ان بتوں کے آگے سر جھکاتے تھے جنہیں خود انہیں کے ہاتھوں نے
ذلت سے نکل گئے اور ان کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا شرف
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان بن طلحہ کو کنجی دیتے
تمہارے پاس رہے گی۔ ظالم کے سوا کوئی اسے تم سے نہ چھینے گا۔ چنانچہ
سال ہو چکے ہیں کہ خانہ کعبہ کی کنجی حضرت عثمان بن طلحہ کے خاندان
نے جو سلوک اس خاندان سے کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی
اللہ ﷺ ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل سے اس
دے۔ آمین ثم آمین۔

محاسن ظاہری و باطنی

حضور اقدس ﷺ کے اوصاف جمیلہ و اخلاق جلیلہ
آپ کی طلاقت آپ کا حسن منظر اور آپ کا اعتدال صورت ایسا تھا کہ
جب روئے مبارک کو دیکھتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے۔ ھذا الوجہ لیس
چہرہ نہیں ہے) ان شمائل کے ساتھ آپ کے حسن اخلاق و آداب پر
کی ولادت ایسے شہر میں ہوئی جہاں کوئی ذریعہ تعلیم نہ تھا۔ نہ آپ نے
دوسرے شہر میں جا کر علم حاصل کیا بلکہ امیوں ہی میں یتیمی کی حالت
معارف سے قطع نظر یہ مکارم اخلاق اور محاسن آداب آپ نے بحر وحی الٰہی
الغرض جو شخص بنظر انصاف آپ کی صورت، آپ کی
آپ کے احوال کا مطالعہ کرتا ہے اسے آپ کی نبوت کی صحت میں ذرا بھی
اوصاف آپ میں مجتمع تھے۔ وہ آپ سے پہلے یا آپ کے زمانہ میں کبھی
قیامت تک ہوں گے۔

نصاریٰ کا اعتراض

اور قرآن میں پایا جاتا ہے مگر کوئی آیت ایسی نظر نہیں آتی جس سے یہ
ﷺ نے معجزے دکھائے ہیں۔ بلکہ بہت سی آیتیں ایسی ہیں جن میں
درج ہے اور بعض ایسی بھی ہیں جن میں وہ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ میں
کیا گیا۔ سورۂ عنکبوت میں یوں مرقوم ہے:۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ۔

اس کے خدا کی طرف سے کوئی نشانی اس پر نازل نہ ہوگی تو ہم ایمان نہ
آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں خدا کے پاس ہیں میں تو ایک نصیحت کرنے

اسرائیل میں لکھا ہے:۔
وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ۔
مانع نہیں ہوئی کہ تجھے معجزوں کے ساتھ بھیجیں۔ مگر یہ کہ اگلے پیغمبروں
بھیجا تھا تو انہیں لوگوں نے جھٹلایا۔
کو طویل کرنا ضروری نہیں۔ اس لئے کہ قرآن کا ہر بے تعصب پڑھنے والا
کہ اکثر محمدی (مسلمان) مصنف معجزوں کا ذکر کر کے محمد ﷺ سے
بات خود محمد ﷺ کی باتوں کے خلاف ہے۔ کہ بالکل قابل اعتبار نہیں
بلیس بک سوسائٹی لدھیانہ امریکن مشن پریس ۱۸۹۰ء صفحہ

مسلمانوں پر اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں مگر انہیں اپنے گھر کی بھی خبر
السلام کے معجزات کی نسبت جو کچھ اناجیل اربعہ میں آیا ہے اس کا خلاصہ یہ

آیت ۳۸۔۳۹ میں ہے کہ بعض فقیہوں اور فریسیوں نے مسیح سے ایک
جس کے جواب میں آپ نے فرمایا:۔
اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوا
جائے گا۔ کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہے ویسا ہی

ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔"

اسی طرح متی باب ۱۶۔ آیہ ۱۔ ۴ میں ہے کہ فریسیوں اور [illegible]
لئے حضرت مسیح سے آسمانی نشان طلب کیا مگر یہاں بھی آپ نے وہی [illegible]
نشان کے سوا کوئی اور نشان انہیں نہ دکھایا جائے گا۔ اگر بنظر غور دیکھیں تو [illegible]
نہیں۔ کیونکہ سوال تو آسمانی نشان کا تھا اور جواب میں زمینی نشان کا وعدہ دیا [illegible]
ریسمان۔ باوجود اس کے اسی انجیل میں مسیح علیہ السلام سے بہت سے [illegible]
ہیں۔ چنانچہ پانچ روٹیوں سے چار ہزار آدمیوں کا پیٹ بھرا (باب ۱۴۔ آیہ [illegible]
پانیوں سے چلے (باب ۱۴۔ آیہ ۲۵) پھر سات روٹیوں سے چار ہزار کو کھلایا [illegible]
دو اندھوں کو بینا کیا (باب ۲۰ آیہ ۳۰۔ ۳۴) پھر انجیر کے درخت کو [illegible]
وغیرہ۔ اسی طرح جب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے حضرت [illegible]
اختیار کی بابت پوچھا (باب ۱۲۔ آیہ ۲۳۔ ۲۴) تب بھی آپ نے کچھ [illegible]

2۔ مرقس باب ۸۔ آیہ ۱۱۔ ۱۲ میں ہے کہ فریسیوں نے مسیح [illegible]
سے کوئی نشان چاہا۔ اس نے اپنے دل سے آہ کھینچ کر کہا۔
"اس زمانے کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں۔ میں تم سے [illegible]
لوگوں کو کوئی نشان نہ دیا جائے گا۔"
یہاں یونس نبی کے نشان کا کوئی ذکر نہیں۔ بایں ہمہ اس [illegible]
کرنا چار ہزار کے سات روٹیوں سے سیر کرنا کوڑھی کو چنگا کرنا [illegible]
طرف منسوب کئے گئے ہیں۔

3۔ لوقا باب ۱۱۔ آیہ ۱۴۔ ۱۶ و ۳۰ میں ہے کہ مسیح نے ایک [illegible]
اس معجزے کو تسلیم نہ کیا بلکہ آزمائش کے لئے ایک آسمانی [illegible]
کے نشان کا وعدہ فرمایا۔ اس انجیل میں اور بھی بہت سے معجزات [illegible]
گئے ہیں۔ مسیح نے ہیرودیس کو کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ [illegible]
معجزات دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ آپ سے اس نے بہتیری باتیں [illegible]
جواب نہ دیا۔

4۔ یوحنا باب ۶۔ آیہ ۳۰ میں ہے کہ یہودیوں نے حضرت [illegible]
دکھانا ہے تاکہ ہم دیکھ کر تجھ پر ایمان لائیں۔" یہاں بھی [illegible]
نہیں دکھایا۔ بلکہ یونس نبی کے نشان کا بھی وعدہ نہ فرمایا [illegible]

[illegible] حضرت مسیح سے منسوب ہیں۔
[illegible] اس کے تحقیقی جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں
[illegible] اس قدر معجزات دکھائے کہ کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں دکھائے۔ اور
[illegible] سے ثابت ہیں کہ دنیا کے کسی اور مذہب میں اس کی نظیر نہیں پائی
[illegible] کے ناظرین پر روشن ہے) مگر کفار قریش کے منکرانہ کا یہ عالم تھا کہ وہ
[illegible] معجزے ہی نہ تھے۔ اس لئے سرکشی و عناد کے سبب انہوں نے اور
[illegible] کی تھیں۔ جن دو آیتوں سے معترض نے استدلال کیا ہے۔ ان میں ایسی
[illegible] مذکور ہے جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

[illegible] مَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا
[illegible] اِلَّا تَخْوِيْفًا۔

(بنی اسرائیل۔ ع ۶)

[illegible] نشانیاں بھیجنے سے کسی شے نے مگر یہ کہ جھٹلایا ان کو اگلوں نے اور ہم نے
[illegible] کو پھر اس کا حق نہ مانا۔ اور ہم نہیں بھیجتے نشانیاں مگر ڈرانے کو۔

[illegible] تفسیر یہ ہے کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریش جو باوجود معجزات کثیرہ
[illegible] کوہ صفا کا سونا ہو جاتا۔ مکہ کے پہاڑوں کا دور کیا جانا تاکہ زمین قابل
[illegible] کا جاری ہونا تاکہ باغات لگ جائیں) طلب کرتے ہیں۔ ان نشانیوں
[illegible] ہم نے روکا ہے کہ اس قسم کی نشانیاں ہم نے پہلی امتوں کو طلب کرنے پر
[illegible] اور ہلاک ہوئے۔ چنانچہ قوم ثمود نے جن کی ہلاکت کے آثار بوجہ
[illegible] جاتے دیکھتے ہیں۔ حضرت صالح علیہ السلام سے نشانی طلب کی اور ہم
[illegible] نشانی نکالی۔ مگر اس قوم نے اس سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس کے پاؤں
[illegible] لوگ ہلاک ہو گئے۔ ہماری عادت یوں ہی جاری ہے کہ ہم کسی قوم کے
[illegible] عذاب استیصال سے ڈرانے کے لئے بطور پیش خیمہ بھیجا کرتے ہیں۔
[illegible] نہ لائے تو ہم ضرور ان پر عذاب استیصال نازل کر دیتے ہیں۔ اسی طرح
[illegible] پر وہ نشانیاں ہمارے حبیب کی دعا سے عطا کی جائیں تو یہ بھی انہیں
[illegible] کریں گے اور عذاب استیصال کے مستوجب ہوں گے۔ مگر ہم نے
[illegible] اس امت کو عذاب استیصال سے محفوظ رکھا ہے۔ لہذا ہم نے وہ نشانیاں
[illegible]

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَإِنَّمَا
يَكْفِيهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَ
يُؤْمِنُونَ۔ (عنکبوت۔ ع ۵)

(ترجمہ) اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے
اعتقاد میں اللہ کی۔ اور میں تو سنا دینے والا ہوں کھول کر۔ کیا ان کو
کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے۔ بیشک اس میں بڑی رحمت ہے اور
ان آیتوں کا خلاصہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفار
عناد کے سبب سے ہمارے حبیب پاک کی نسبت کہتے ہیں کہ ان پر ایسی
جیسا کہ ناقہ صالح اور عصائے موسیٰ اور مائدہ عیسیٰ ہیں۔ اے
دیجئے کہ ایسی نشانیاں اللہ کی قدرت و حکم میں ہیں۔ وہ ان کو جس
میرا کام تو یہ ہے کہ ان آیات کے ساتھ جو مجھے ملی ہیں کفار کو ڈراؤں۔
عناد و تعنت سے طلب کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کفار کی
کرتے ہیں یوں فرماتا ہے۔ کیا ان کو ایک نشانی کافی نہیں جو تمام نشانیوں
ہے یعنی قرآن کریم جو ہم نے تجھ پر اتارا ہے۔ وہ ایک زندہ معجزہ ہے
جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے ان کے ساتھ رہے گا۔ اس میں بڑی رحمت
کے لئے نہ ان کے لئے جو عناد رکھتے ہیں۔

اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ آیات بالا سے معجزات کی
باوجود کثرت معجزات ان خاص نشانیوں کے نہ ملنے کی وجہ بیان ہوئی
طلب کیں۔ لہٰذا عیسائیوں کا یہ کہنا کہ قرآن میں کوئی آیت نظر نہیں آتی
آنحضرت ﷺ نے معجزے دکھائے صرف عناد پر مبنی ہے۔
(یہوداء۔ ۱۶)۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا (کہف۔ ع ۱)

(ترجمہ) کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہے ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے۔

...ت ﷺ کے فضائل و خصائص کا بیان

...والسلام کے فضائل و کمالات کا احاطہ طاقت بشری سے خارج ہے۔
...ہاں عاجز ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ صالح بن مبارک بخاری خلیفہ خواجہ
...بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ انیس الطالبین ص ۹ میں لکھتے

...ست کہ صدیقیت نزدیک ترین مقامے و مرتبہ ایست بہ نبوت و سخن
...ں او یزید بسطامی است قدس سرہ کہ آخر نہایت صدیقیان اول احوال
...کلمات قدسیہ و ایشانست کہ نہایت مقام عامہ مومنان بدایت مقام
...مقام اولیاء بدایت مقام شہیدان است و نہایت مقام شہیدان بدایت
...و نہایت مقام صدیقان بدایت مقام انبیاء است و نہایت مقام انبیاء
...رسل است و نہایت مقام رسل بدایت مقام اولوالعزم است و نہایت مقام
...مقام مصطفیٰ است ﷺ و مقام مصطفیٰ را نہایت پیدا نیست جز حق جل و
...مقام ہمے راند اند و در روز ازل مقام ارواح و بر روز میثاق ہم بریں مراتب
...شد و در روز قیامت ہم بریں مراتب باشد۔

...ں امر پر اتفاق ہے کہ نبوت کے سب سے نزدیک مقام و مرتبہ
...ر سلطان العارفین ابو یزید بسطامی قدس سرہ کا قول ہے کہ صدیقوں
...نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور ان کے کلمات قدسیہ میں سے ہے
...کے مقام کی غایت اولیاء کے مقام کی ابتدا ہے اور اولیاء کے مقام کی
...کے مقام کی ابتداء اور شہیدوں کے مقام کی غایت صدیقوں کے مقام
...صدیقوں کے مقام کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے اور نبیوں کے
...والوں کے مقام کی ابتدا ہے اور رسول کے مقام کی غایت اولوالعزم کے

مقام کی ابتدا ہے اور اولوالعزم کے مقام کی غایت حضرت مصطفیٰ
ﷺ اور حضرت مصطفیٰ کے مقام کی کوئی انتہاء نہیں اور حق
آپ کے مقام کی انتہا نہیں جانتا روز ازل میں میثاق کے دن
پر تھا جو مذکور ہوئے اور قیامت کے دن بھی ان ہی مراتب پر ہو
شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (متوفی روز عاشورہ ۴۲۵ھ) یوں
"سہ چیز را غایت ندانستم۔ غایت درجات مصطفیٰ ﷺ
ندانستم۔ وغایت معرفت ندانستم۔" (نفحات الانس)

(ترجمہ) مجھے ان تین چیزوں کی غایت وحد معلوم نہ ہوئی۔ حضرت مصطفیٰ
مگر نفس معرفت۔

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے
فرماتے ہیں:۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ
فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ

(ترجمہ) چھوڑ کر دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی چاہو جو مانو اس
شرف چاہو کرو منسوب اس کی ذات سے کوئی عظمت کیوں نہ ہو ہے منزلت
نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل عجم۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں یوں فرماتے
ہر رتبہ کہ بود در امکان بدوست شتم
ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ

(ترجمہ) اے صاحب جمال اے سید البشر آپ کے روشن چہرہ سے چاند روشن

خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔
کمالات وفضائل دیگر انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین میں جدا جدا
تھے ظاہر یا ان سے بھی بڑھ کر حضور انور بالی ہووای کی ذات شریف میں مجتمع

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مجمع صرف چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:۔

سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ

سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اسماء کے علاوہ مسمیات کا بھی علم دیا جیسا کہ حدیث طبرانی ومسند فردوس کے حوالہ سے پہلے آچکے ہے۔ آپ پر اللہ اور اللہ کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں اور مومنین بھی سلام ودرود بھیجتے ہیں۔ یہ شرف اتم واکمل ہے۔ کیونکہ سجدہ تو ایک دفعہ ہو کر منقطع ہو گیا اور درود وسلام ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور اعم بھی کیونکہ سجدہ تو صرف فرشتوں سے ظہور میں آیا اور درود میں اللہ اور فرشتے اور مومنین شامل ہیں۔ علاوہ ازیں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس لئے سجدہ کا حکم دیا تھا کہ نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں آسمانوں کے اوپر مقام قاب قوسین تک اٹھایا۔

۳۔ حضرت نوح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو غرق ہونے سے نجات دی۔

۴۔ ہود علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی۔

۵۔ حضرت صالح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے پتھر میں سے اونٹنی نکالی آپ ﷺ فصاحت میں یگانہ روزگار تھے۔

۶۔ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔

آپ کے وجود کی برکت سے آپ ﷺ کی امت عذاب استیصال سے محفوظ رہی وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (۱) اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح بھی آپ ﷺ ہی کے نور کی برکت سے غرق ہونے سے بچایا کیونکہ اس وقت نوری محمدی ﷺ صلب (۲) سام کی پیشانی میں تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ بادِ صبا سے میری مدد کی گئی قوم عاد مغربی ہوا سے ہلاک کی گئی۔

اونٹ نے آپ ﷺ کی اطاعت کی اور آپ ﷺ سے کلام کیا فصاحت میں کوئی آپ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ (۳)

آپ ہی کے نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہو گئی آپ ﷺ کی ولادت شریفہ پر فارس کی آگ جو ہزار برس سے نہ بجھی تھی بجھ گئی شب معراج میں کرۂ نار سے آپ ﷺ کا گزر ہوا اور کوئی تکلیف نہ پہنچی آپ ﷺ کی امت میں بھی ایسے بزرگ گزرے ہیں کہ آگ میں ڈالے گئے سلامت رہے۔ چنانچہ اویس مسلم (۴) خولانی وغیرہ کلیب۔

آپ کو مقام خلت عطا ہوا اسی لئے آپ کو خلیل اللہ کہتے ہیں۔ آپ نے اپنی قوم کے بتخانہ کے بت توڑے۔

آپ نے خانہ کعبہ بنایا۔

۷۔ حضرت اسمٰعیل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے والد بزرگوار ذبح کرنے لگے تو آپ نے صبر کیا۔

۸۔ حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو جب برادران یوسف نے خبر دی کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو آپ نے بھیڑیے کو بلا کر پوچھا بھیڑیا بولا میں نے یوسف کو نہیں کھایا۔ (خصائص کبریٰ جزء ثانی ص ۱۸۲)

آپ فراق یوسف میں مبتلا ہوئے اور صبر کیا یہاں تک کہ غم کے مارے

آپ ﷺ کو صرف درجہ خلت عطا ہوا جبکہ اس سے بڑھ کر درجہ محبت عطا ہوا اسی واسطے آپ ﷺ کو حبیب اللہ کہتے ہیں۔ (۵) آپ نے خانہ کعبہ کے گرد اور اوپر جو تین سو ساٹھ بت نصب تھے محض ایک لکڑی کے اشارے سے یکے بعد دیگرے گرا دیئے۔ آپ نے بھی خانہ کعبہ بنایا حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھ دیا تاکہ آپ کی امت کے لوگ طواف وہاں سے شروع کریں۔

اس کی نظیر آنحضرت ﷺ کا شق صدر ہے جو وقوع میں آیا حالانکہ ذبح اسمٰعیل وقوع میں نہ آیا بلکہ ان کی جگہ دنبہ ذبح کیا گیا۔

آپ سے بھی بھیڑیے نے کلام کیا جیسا کہ پہلے آ چکا ہے۔

آپ اپنے صاحب زادے ابراہیم کی دائمی مفارقت میں مبتلا ہوئے مگر آپ نے صبر کیا حالانکہ اس وقت اور کوئی صاحب زادہ آپ کا نہ تھا۔

آپ کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتے۔

۹۔ حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حسن و جمال عطا فرمایا۔

آپ کو ایسا حسن عطا ہوا کہ کسی کو نہیں [illegible] یوسف علیہ السلام کو تو نصف حسن [illegible] ﷺ کو تمام ملا۔

آپ خوابوں کی تعبیر بیان کرتے تھے مگر قرآن مجید میں صرف تین خوابوں کی تعبیر آپ سے وارد ہے۔

آپ سے تعبیر رویا کی کثیر مثالیں احادیث [illegible] ہیں۔

آپ اپنے والدین اور وطن کے فراق میں مبتلا ہوئے۔

آپ نے اہل اور رشتہ داروں اور دوستوں [illegible] چھوڑ کر ہجرت کی۔

۱۰۔ حضرت ایوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صابر تھے۔

صبر میں آپ کے احوال حد حصر سے خارج [illegible]

۱۱۔ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ید بیضا عطا ہوا۔

آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی۔ [illegible] آپ سراپا نور تھے۔ اگر آپ نے نقاب [illegible] ہوتا تو کوئی آپ کے جمال کی تاب نہ لاتا۔

آپ نے اپنے انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی [illegible] کر دیا یہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ پتھر سے پانی [illegible] متعارف ہے مگر خون و گوشت میں سے [illegible] نہیں۔

آپ کو عصا عطا ہوا جو اژدہا بن جاتا تھا

ستون حنانہ جو کھجور کا ایک خشک تنا تھا آپ کے [illegible] میں رویا اور اس سے اس بچہ کی سی آواز نکلی جو [illegible] فراق میں رو رہا ہو۔

[illegible] پر اپنے رب [illegible]

آپ نے عرش پر مقام قاب قوسین میں اپنے رب سے کلام کیا اور دیدار الٰہی سے بھی بہرہ ور ہوئے اور حالت تمکین میں رہے۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمے
(عزت بخاری)

[illegible] عصا سے تعبیر و تقوم [illegible]

آپ نے انگشت شہادت سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا معجزہ کلیم تو زمین پر تھا اور یہ آسمان پر وہاں عصا کا سہارا تھا اور یہاں صرف انگلی کا اشارہ۔

[illegible] شمع علی نبینا و [illegible] والسلام آپ کیلئے [illegible] کیا۔

آپ کے لئے بھی آفتاب غروب ہونے سے روکا گیا۔

[illegible] حضرت موسیٰ کے [illegible] سے جہاد کیا۔

آپ نے بدر کے دن جبارین سے جہاد کیا اور ان پر فتح پائی آپ وفات شریف تک جہاد کرتے رہے اور جہاد قیامت تک آپ کی امت میں جاری رہے گا۔

[illegible] داؤد علی نبینا و [illegible] والسلام آپ کے [illegible] تسبیح پڑھتے تھے۔

آپ کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی بلکہ آپ نے دوسروں کے ہاتھ میں بھی کنکروں سے تسبیح پڑھوا دی اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے طعام میں سے تسبیح کی آواز آیا کرتی تھی کیونکہ پہاڑ تو خشوع و خضوع سے متصف ہیں مگر طعام سے تسبیح معمور نہیں۔

[illegible] آپ کے مسخر کر [illegible]

پرندوں کے علاوہ حیوانات (لومڑ بھیڑیئے شیر وغیرہ) آپ کے مسخر و مطیع کر دیئے گئے۔

[illegible] ہاتھ میں لوہا موم [illegible] ہو جاتا تھا۔

آپ کے لئے شب معراج میں حرارت المقدس خمیر کی مانند ہو گیا تھا۔ پس آپ نے اس سے اپنا براق باندھا۔ (دلائل حافظ ابو نعیم اصفہانی)

آپ نہایت خوش آواز تھے۔

آپ بھی نہایت خوش آواز تھے [illegible]
حدیث انس میں نقل کیا ہے۔ [illegible]
احسنهم و جهاوا حسنهم صوتا۔

۱۴۔ حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ملک عظیم عطا ہوا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ [illegible]
ملک لیں یا عبودیت آپ نے عبودیت [illegible]
بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے خزائن الارض [illegible]
عطا فرمائیں اور آپ کو اختیار دیا کہ [illegible]
کریں۔

آپکے تخت کو جدھر چاہتے ہوا اڑا لے جاتی صبح سے زوال تک

آپ کو شب معراج میں براق عطا ہوا [illegible]
سے بھی تیز رفتار تھا۔

ایک مہینہ کی مسافت اور زوال سے شام تک ایک مہینے کی مسافت طے کرتے تھے

جن بطوع و رغبت آپ پر ایمان لائے۔

آپ پرندوں کی بولی سمجھتے تھے۔

آپ اونٹ بھیڑیے وغیرہ حیوانات کا کلام [illegible]
آپ سے پتھر نے کلام کیا جسے آپ نے سمجھا

۱۵۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ مردوں کو زندہ اور اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے تھے۔

آپ نے مردوں کو زندہ اور اندھوں کو بینا [illegible]
کو اچھا کیا جب خیبر فتح ہوا تو وہاں کی ایک [illegible]
عورت نے آپ کو زہر آلود بکری کا گوشت [illegible]
بھیجا آپ نے بکری کا بازو لیا اور اس میں سے [illegible]
بازو بولا کہ مجھ میں زہر ڈالا گیا ہے یہ مرا [illegible]
کرنے سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ میت کے [illegible]
زندہ ہونا ہے۔ حالانکہ اس کا بقیہ جو اس [illegible]
مردہ ہی تھا۔

[illegible] مٹی سے پرندہ بنا [illegible]

غزوۂ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی آپ نے ان کو ایک خشک لکڑی دے دی جب انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے کر ہلائی تو وہ سفید مضبوط لمبی تلوار بن گئی۔

[illegible] گہوارہ میں لوگوں [illegible] کلام کیا آپ بڑے زاہد [illegible]

آپ نے وفات شریف کے بعد کلام کیا آپ کا زہد سب سے زیادہ تھا۔

خصائص سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم)

فضائل و معجزات مذکورہ بالا تو وہ ہیں جو آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام [illegible] مشترک ہیں۔ ان کے علاوہ اور فضائل و معجزات وغیرہ ہیں جو آنحضرت ﷺ سے [illegible] ان کو آپ کے خصائص کہتے ہیں۔ یہ خصائص بھی بکثرت اور حد و حصر سے خارج [illegible] جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال بڑی محنت سے احادیث و آثار و کتب [illegible] حدیث و فقہ و اصول و تصوف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کا تتبع کیا۔ اور [illegible] کبریٰ اور انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب تصنیف فرمائیں جن میں ہزار سے زائد [illegible] مذکور ہیں۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء قطب شعرانی نے کشف الغمہ میں اپنے استاد علامہ [illegible] کے خط سے یہی خصائص نقل کئے ہیں:۔

یہ خصائص چار قسم کے ہیں۔ اول وہ واجبات جو آنحضرت ﷺ سے مختص ہیں۔ مثلاً نماز [illegible] وہ احکام جو آنحضرت ﷺ ہی پر حرام ہیں دوسروں پر نہیں۔ مثلاً تحریم زکوٰۃ۔ سوم وہ [illegible] جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختص ہیں۔ مثلاً نماز بعد عصر۔ چہارم وہ فضائل و کرامات [illegible] اور عالی ہوا ہی سے مخصوص ہیں۔ اس مختصر میں صرف قسم چہارم میں سے بعض خصائص [illegible] کرتے ہیں:۔

1۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے اخیر میں [illegible] فرمایا۔

2۔ عالم ارواح میں آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی عالم میں دیگر انبیاء کرام علی [illegible] الصلوٰۃ والسلام کی روحوں نے آپ کے روح انور سے استفادہ کیا۔

3۔ عالم ارواح میں دیگر انبیاء کرام علیہ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحوں سے اللہ تعالیٰ

نے عہد لیا کہ اگر وہ حضور انور کے زمانے کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ
4۔ یوم الست میں سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا گیا
5۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام مخلوقات سے لیا گیا
کئے گئے۔
6۔ حضور کا اسم مبارک عرش کے پایہ پر اور ہر ایک آسمان پر لکھا ہوا
محلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا
7۔ کتب الہامیہ سابقہ تورات وانجیل وغیرہ میں آپ کی
8۔ حضور انور بنی آدم کے بہترین قرون قرناً بعد قرن
سے ہیں۔ یعنی برگزیدہ ترین برگزیدگاں اور بہترین بہتراں اور مہترین
9۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر
حضرت حوا سے لے کر حضور کی والدہ ماجدہ تک حضور کا نسب شریف
صاف رہا ہے۔
10۔ حضور انور کی ولادت شریف کے وقت بت اوندھے گر
پڑے۔
11۔ حضور ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک
12۔ پیدائش کے وقت آپ حالت سجدہ میں تھے اور ہاتھ
طرف اٹھائے ہوئے تھے۔
13۔ آپ کے ساتھ پیدائش کے وقت ایسا نور نکلا کہ اس
اللہ علیہا نے ملک شام کے محل دیکھ لئے۔
14۔ فرشتے حضور انور ﷺ کے گہوارے کو ہلایا کرتے
کلام کیا۔ چنانچہ آپ چاند سے باتیں کیا کرتے۔ جس وقت آپ اس کی
اشارہ فرماتے تو وہ آپ کی طرف جھک آتا۔
15۔ بعثت سے پہلے گرمی کے وقت اکثر بادل آپ پر سایہ کرتے
آپ کی طرف آجاتا تھا۔
16۔ حضور انور کا سینہ مبارک چار دفعہ شق کیا گیا۔ پہلی بار
کی عمر شریف میں غار حرا میں ابتدائے وحی کے وقت شب معراج میں
17۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

ان کو اول محبت وعنایت پائی جاتی ہے۔

ما كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى۔ (نجم۔ ع ۱)

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ۔ (شعراء۔ ع ۱۱)

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ (نجم۔ شروع)

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ۔ (دخان۔ ع ۳)

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ (نجم۔ ع ۱)

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج (بقرہ۔ ع ۱۷)

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ۔

(بنی اسرائیل۔ ع ۳)

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ الَّذِيْ
اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ (الم نشرح شروع)

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک (محمد) اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اسم مبارک
سے ماخوذ ہے۔
۱۹۔ حضور انور کے اسمائے مبارکہ میں سے تقریباً ستر نام وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے
ہیں۔
۲۰۔ حضور اقدس ﷺ کا ایک اسم مبارک احمد ہے۔ آپ سے پہلے جب سے دنیا پیدا
ہوئی تھی اس بات میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے کہ کتب سابقہ الہامیہ
میں آپ ہی ہیں۔
۲۱۔ آپ کا پروردگار بہشت کے طعام وشراب سے کھلاتا پلاتا تھا۔
۲۲۔ حضور انور اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا کہ سامنے سے دیکھتے۔ رات کو اندھیرے
میں دن کے وقت اور روشنی میں دیکھتے۔
۲۳۔ حضور ﷺ کے دہن مبارک کا لعاب آب شور کو میٹھا بنا دیتا اور شیر خوار بچوں کے
لئے شیر۔
۲۴۔ آپ کسی پتھر پر چلتے تو اس پر آپ کے پائے مبارک کا نشان ہو جاتا۔ جیسا کہ
موم پر ہوتا ہے۔ میں آپ کی کہنیوں کا نشان مشہور ہے۔
۲۵۔ حضور کی اہل شریف پاک وصاف اور خوشبودار تھی۔ اس میں کسی قسم کی بو نہ

26۔ آپ کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچتی کہ کسی دوسرے [illegible]
آپ خطبہ دیا کرتے تھے تو نوجوان لڑکیاں اپنے گھروں میں سن لیا کرتی تھیں

27۔ آپ کی قوت سامعہ سب سے بڑھ کر تھی یہاں تک [illegible]
سب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی ہے آپ وہ بھی سن لیتے تھے۔
حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی سدرۃ المنتہیٰ میں ہوتے کہ آپ [illegible]
سن لیتے تھے اور جب وہ وہاں سے آپ کی طرف وحی کے لئے اترنے لگتے تو [illegible]
لیتے۔ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کی آواز بھی آپ سن لیا کرتے تھے۔

28۔ خواب میں آپ کی چشم مبارک سو جاتی مگر دل مبارک [illegible]
کہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی یہی حال تھا۔

29۔ آپ نے کبھی جمائی اور انگڑائی نہیں لی اور نہ کبھی آپ [illegible]
کرام بھی اس فضیلت میں مشترک ہیں۔

30۔ حضور انور کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

31۔ حضور میانہ قد مائل بہ درازی تھے۔ مگر دوسروں کے ساتھ [illegible]
بلند نظر آتے تاکہ باطن کی طرح ظاہری صورت میں بھی کوئی آپ سے [illegible]

32۔ حضور اقدس ﷺ کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ نور ہیں [illegible]
ہوتا۔

33۔ آپ کے بدن شریف پر مکھی نہ بیٹھتی اور کپڑوں میں [illegible]

34۔ جب آپ چلتے تو فرشتے (بغرض حفاظت) آپ کے [illegible]
نے اصحاب کرام سے فرمایا کہ تم میرے آگے چلو اور میری پیٹھ فرشتوں [illegible]

35۔ حضور انور کا خون اور تمام فضلات پاک تھے بلکہ آپ کے [illegible]

36۔ حضور کے براز کو زمین نگل جایا کرتی تھی اور وہاں سے [illegible]
تھی۔

37۔ آپ جس بچے کے سر پر اپنا دست شفاء پھیرتے اس [illegible]
درخت کو لگاتے وہ اسی سال پھل دیتا۔

38۔ آپ جس سر پر اپنا دست مبارک رکھتے۔ آپ کی [illegible]
سیاہی رہا کرتے کبھی سفید نہ ہوتے۔

39۔ آپ رات کے وقت دولت خانے میں تبسم فرماتے [illegible]

[illegible] اقدس ﷺ کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جس راستے سے آپ [illegible] خوشبو رہتی جس سے پتہ چلتا کہ آپ یہاں سے گزرے ہیں۔
[illegible] پائے پر آپ سوار ہوتے وہ دول دراز کرتا جب تک کہ آپ سوار رہتے۔
[illegible] کی بعثت پر کاہنوں کی خبریں منقطع ہو گئیں اور شہاب ثاقب کے ساتھ [illegible] کی اور شیاطین تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے۔
[illegible] اقدس کا قرین موکل (جن) اسلام لے آیا۔
[illegible] معراج میں حضور کے لئے براق مع زین و لگام آیا۔
[illegible] اور ﷺ شب معراج میں جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں [illegible] گئے۔

بلند جائے کہ جانبود آنجا
محرمے جز خدا نبود آنجا

[illegible] پروردگار جل شانہ کو آنکھوں سے دیکھا اور اس کے ساتھ کلام کیا۔
[illegible] میں نماز میں دیگر انبیائے کرام اور فرشتوں کے امام بنے۔
[illegible] میں فرشتے آپ کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑے۔
[illegible] واجب ہے کہ حضور اقدس پر درود و سلام بھیجیں۔ پہلی امتوں پر واجب نہ تھا [illegible]
[illegible] کریم اور دیگر کتب الہامیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوائے حضور اقدس [illegible] درود وارد نہیں۔
[illegible] اقدس کو اللہ تعالیٰ نے وہ کتاب عطا فرمائی جو تحریف سے محفوظ اور بلحاظ لفظ [illegible] آپ امی تھے لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے اور نہ عالموں کی صحبت میں رہے تھے۔
[illegible] اور کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ چنانچہ آپ کا ارشاد مبارک [illegible] واللہ یعطی۔ (میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے) ان خزانوں میں سے جو [illegible] آپ ہی کے دست مبارک سے ملتا ہے۔ کیونکہ آپ حضرت باری تعالیٰ کے [illegible] ہیں۔ جو کچھ چاہتے ہیں باذن الٰہی عطا فرماتے ہیں۔
[illegible] تعالیٰ نے حضور اقدس کو جوامع کلم عطا فرمائے ہیں۔ یعنی آپ کے کلام [illegible] بلاغت اور غوامض معانی اور بدائع حکم اور محاسن عبارات بلاغت موجز لطیف [illegible]

52۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شے کا علم دیا یہاں تک کہ روح [illegible]
عنایت فرمایا جو سورۂ لقمان کے آخیر میں مذکور ہیں۔ (۷)

53۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سارے جہان (انس و جن و ملائکہ [illegible]
بھیجے گئے ہیں۔

54۔ حضور انور سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے [illegible]

55۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رعب کا یہ حال تھا کہ [illegible]
پر ہوتا آپ اس پر رعب سے فتح پاتے اور وہ مغلوب ہو جاتا۔ یہ تخصیص [illegible]
علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہے۔ سلاطین و جبابرہ کا معاملہ خارج از [illegible]

56۔ آپ کے لئے (اور آپ کی امت کے لئے) غنائم حلال [illegible]
کسی پر حلال نہ تھیں۔

57۔ آپ کے لئے (اور آپ کی امت کے لئے) تمام روئے [illegible]
کرنے والی بنا دی گئی۔ جہاں نماز کا وقت آ جائے اور پانی نہ ملے تیمم کر لے [illegible]
دوسری امتوں کے لئے پانی کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ طہارت نہ تھی [illegible]
وغیرہ کے سوا اور جگہ جائز نہ تھی۔

58۔ چاند کا ٹکڑے ہونا۔ شجر و حجر کا سلام کرنا اور رسالت [illegible]
اور انگلیوں سے چشمے کی طرح پانی جاری ہونا۔ یہ سب معجزات آپ کو [illegible]

59۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے [illegible]

60۔ حضور کی شریعت تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کی [illegible]
گی۔

61۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے کتنے ہی خطاب فرمایا۔ مخالف [illegible]
کے نام سے خطاب کیا ہے۔ دیکھو آیات ذیل:۔

1۔ وَقُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا رَغَدًا [illegible]
تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (پ ۱۔ ع ۴)

2۔ وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی۔ (پ ۱۶۔ طٰہٰ۔ ع ۷)

3۔ قِیْلَ یٰنُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَکٰتٍ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اُمَمٍ [illegible]
(پ ۱۲۔ ہود۔ ع ۷)

4۔ وَنَادٰی نُوْحُ ابْنَہٗ وَکَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا [illegible]

[illegible]
[illegible] اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا۔ (پ ۱۲۔ ہود۔ ع ۷)
[illegible] اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ [illegible]
[illegible] (پ ۱۵۔ ع ۱۵)
[illegible] اِنِّیْ اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ
[illegible] (پ ۹۔ اعراف۔ ع ۱۷)
[illegible] فَقَضٰی عَلَیْہِ قَالَ ھٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ۔
[illegible] (پ ۱۰)
[illegible] اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ۔
(مائدہ۔ ع ۱۵)
[illegible] اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا
[illegible] وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۔
(پ ۷۔ مائدہ۔ ع ۱۵)
[illegible] جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی
[illegible] اللّٰہِ۔ (پ ۲۳۔ ص۔ ع ۲)
[illegible] وَوَھَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ (پ ۲۳۔ ص۔ ع ۳)
[illegible] نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا۔
(پ ۱۶۔ مریم۔ ع ۱)
[illegible] دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا۔
(آل عمران۔ ع ۴)
[illegible] الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ۔ (مریم۔ ع ۱)
[illegible] رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ۔
(انبیاء۔ ع ۶)
[illegible] اہل رسالت ہو اسی کو اللہ تعالیٰ یوں خطاب فرماتا ہے:۔
[illegible] حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (انفال ع ۸)
[illegible] بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔ (مائدہ۔ ع ۱۰)
[illegible] (مزمل شروع) 4۔ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔ (مدثر شروع)

جہاں اللہ تعالیٰ نے حضور کے نام مبارک کی تصریح فرمائی ہے وہاں
کوئی اور وصف بیان فرمایا ہے۔ دیکھو آیات ذیل:۔

1۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ (پ ۴۔ آل عمران۔ ع ۱۵)

2۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (پ ۲۶۔ فتح۔ ع ۴)

3۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ
اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (پ ۲۲۔ احزاب۔ ع ۵)

4۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (پ ۲۶۔ محمد۔ ع ۱)

جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل و حبیب کا یکجا ذکر کیا ہے وہاں اپنے
اپنے حبیب کو نبوت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ یوں ارشاد ہوا ہے:۔

5۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۳۔ آل عمران۔ رکوع ۷)

62۔ حضور کو نام مبارک کے ساتھ خطاب کرنے سے اللہ تعالیٰ نے
دوسری امتیں اپنے اپنے نبیوں کو نام کے ساتھ خطاب کیا کرتی تھیں۔ دیکھو آیات

1۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ۔ (پ ۹۔ اعراف۔ ع ۱۰)

2۔ وَاِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ
يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ط (پ ۷۔ مائدہ۔ ع ۱۵)

3۔ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ
بِمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۱۲۔ ہود۔ ع ۶)

4۔ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ۔

مگر ہمارے آقائے نامدار نبی ہوا ہی کی نسبت یوں ارشاد باری ہوا ہے:۔

(ترجمہ) مت مقرر کرو پکارنا پیغمبر کا درمیان اپنے جیسا پکارنا تمہارے

63۔ حضور کا نام مبارک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں
احکام، وعدہ و وعید اور انعام و اکرام کا ذکر کرتے وقت اپنے پاک نام کے ساتھ
آیات ذیل:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط

(پ ۱۸۔ نور۔ ع ۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

(پ ۵۔ نساء۔ ع ۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ۔

(پ ۹۔ انفال۔ ع ۳)

اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ
سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

(پ ۱۰۔ توبہ۔ ع ۹)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ
يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ط (پ ۱۸۔ نور۔ ع ۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ج

(پ ۹۔ انفال۔ ع ۳)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خٰلِدًا فِيْهَا
وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔

(پ ۴۔ نساء۔ ع ۲)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
مُّهِيْنًا۔ (پ ۲۲۔ احزاب۔ ع ۷)

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

(پ ۱۰۔ توبہ شروع)

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ۔ (پ ۱۰۔ توبہ۔ ع ۱)

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (پ ۱۰۔ توبہ۔ ع

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدًا فِيْهَا ط ذٰلِكَ

الخزیٰ العظیم۔ (پ۱۰۔ توبہ۔ ع ۸)

12۔ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ [illegible] اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ۔ (پ [illegible] ۵)

13۔ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا [illegible] وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ [illegible] صٰغِرُوْنَ۔ (پ۱۰۔ توبہ۔ ع ۴)

14۔ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ۚ (پ۹۔ الانفال شروع)

15۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ (پ۱۹ انفال [illegible])

16۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ [illegible] الْاٰخِرِ۔ (پ۵۔ نساء۔ ع ۸)

17۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ [illegible] وَرَسُوْلُہٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوْنَ۔ (پ۱۰۔ توبہ۔ ع ۱۰)

18۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔

(پ [illegible])

19۔ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ ۚ (پ۱۰۔ توبہ [illegible])

20۔ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَھُمْ وَقَعَدَ الَّذِیْنَ کَذَبُوا اللّٰہَ [illegible] سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

(پ [illegible])

21۔ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ [illegible] وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ وَتَخْشَی النَّاسَ ۚ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰہُ [illegible] ۵)

64۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا ذکر بلند کیا ہے۔ چنانچہ اذان اور [illegible] عزوجل کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہے۔

65۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کی امت پیش کی گئی اور جو کچھ آپ [illegible] قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب آپ پر پیش کیا گیا۔ باقی امتیں بھی آپ پر پیش [illegible] حضرت آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام بتایا گیا۔

[illegible] آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور محبت و خلت اور کلام و رویت کے [illegible]

[illegible] جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں کو ان کے مانگنے کے بعد عطا فرمایا وہ آپ کو بن مانگے [illegible] بطور اشارہ ذیل:۔

(الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا:۔

[illegible] یُبْعَثُوْنَ۔ (شعراء۔ ع ۵)

[illegible] سوا اند کر مجھ کو جس دن جی کر اٹھیں۔

حضور سرور انبیاء ﷺ اور آپ کی امت کے بارے میں خدا تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:۔

[illegible] اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ۔ (التحریم۔ ع ۲)

[illegible] دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی کو اور ان کو جو ایمان لائے ہیں اس کے ساتھ۔

[illegible] سوال سے پہلے اشارت ہے۔

(ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام یوں دعا کرتے ہیں:۔

[illegible] اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ (ابراہیم۔ ع ۶)

[illegible] اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے بچا۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کے حق میں بن مانگے خدا فرماتا ہے:۔

[illegible] اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

(احزاب۔ ع ۴)

[illegible] اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے گھر والو۔ اور ستھرا کرے تم کو [illegible]

[illegible] ہے اس سے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے حق میں ہوا۔ کیونکہ دعائے خلیل تو [illegible] کی نفی کے لئے تھی اور یہ ہر گناہ و نقص کو عام ہے۔ وہ تو اپنے بیٹوں کے حق میں [illegible] یہ عام ہے ہر ایک کو کہ شامل ہے اس کو بیت حضور نبی ﷺ کا یعنی آپ کے ازواج [illegible] اولاد وغیرہ۔

(ج) حضرت خلیل اللہ علیہ السلام یوں دعا کرتے ہیں:۔

[illegible] وَرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ۔ (شعراء۔ ع ۵)

[illegible] مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں سے کر۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کے حق میں بن مانگے خدا فرماتا ہے:۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (کوثر) وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ (ضحیٰ)

(ترجمہ) ہم نے تجھ کو کوثر عطا کیا۔ اور آگے دے گا تجھ کو تیرا رب۔ پھر تو راضی ہو۔

(و) حضرت خلیل اللہ علیہ السلام یوں دعا کرتے ہیں:۔

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔ (الشعراء۔ ع ۵)

(ترجمہ) یعنی آئندہ امتوں میں قیامت تک میرا ذکر جمیل قائم رکھ۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کو خدا تعالیٰ نے بن مانگے اس سے بڑھ کر عطا فرمایا۔

الم نشرح میں وارد ہے:۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الشرح)

(ترجمہ) اور ہم نے تیرا نام بلند کیا۔

لہذا حضور از عرش تا فرش مشہور ہیں اور نماز و خطبہ و اذان میں اللہ تعالیٰ کے
کے ساتھ آپ کا نام مبارک مذکور ہے اور عرش پر، قصور بہشت پر، حوروں
درختان بہشت کے پتوں پر اور فرشتوں کی چشم و ابرو پر آپ کا اسم شریف لکھا ہوا
سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں وہ سب آپ کے ثنا خواں رہے ہیں اور قیامت
گے۔

(و) حضرت موسیٰ علیہ السلام یوں دعا کرتے ہیں:۔

وَیَسِّرْ لِیْ صَدْرِیْ (طٰہٰ۔ ع 2)

ترجمہ۔ اے میرے پروردگار میرا سینہ میرے واسطے روشن کر دے۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کے لئے بن مانگے یوں ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ۔ (الم نشرح شروع)

(ترجمہ) کیا ہم نے تیرے واسطے تیرا سینہ روشن نہیں کیا۔

(و) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے کتاب کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ
سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا پھر دس راتیں اور زیادہ کی گئیں۔ بعد ازاں کتاب تورات
مگر حضور سرور انبیاء ﷺ پر بغیر کسی وعدہ سابق کے نزول قرآن شروع
باری تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمَا کُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓی اِلَیْکَ الْکِتٰبُ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ ط

(القصص)

(ترجمہ) اور توقع نہ رکھتا تو کہ اتاری جائے تجھ پر کتاب مگر فضل ہو کر تیرے رب

الف۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت پر قسم کھائی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد

الْحَکِیْمِ۔ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔

قسم ہے قرآن محکم کی۔ تحقیق تو البتہ پیغمبروں سے ہے۔

69۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی زندگی اور آپ کے شہر کی اور آپ کے زمانے کی قسم کھائی

لَفِیْ سَکْرَتِہِمْ یَعْمَہُوْنَ۔ (حجر۔ ع ۵)

یعنی تیری زندگی کی قسم اور (قوم لوط) البتہ اپنی مستی میں سرگرداں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کسی اور پیغمبر کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔

لَا اُقْسِمُ بِہٰذَا الْبَلَدِ۔ وَاَنْتَ حِلٌّ بِہٰذَا الْبَلَدِ۔ (سورہ بلد)

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی حالانکہ تو اترنے والا ہے اس شہر میں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے شہر یعنی مکہ معظمہ کی قسم کھائی
اس سے شرف ذاتی حاصل تھا مگر حضور انور کے نزول سے اور شرف حاصل ہو گیا۔
وہاں یوں لکھا ہے:۔

"در مواہب لدنیہ میگوید کہ روایت کردہ شدہ است از عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہ
آنحضرت را ﷺ بابی انت و امی یا رسول اللہ! بہ تحقیق رسیدہ است فضیلت تو نزد خدا
سوگند خورد خدا تعالیٰ حیات تو نہ حیات سائر انبیاء علیہم السلام و رسیدہ است فضیلت تو
ایں جا کہ سوگند خورد خاک پائے تو گفت لا اقسم بھذا البلد یعنی سوگند خوردن بہ بلد کہ
اذ زمین کہ بے پیر میمند آنرا پائے آنحضرت ﷺ سوگند خاک پائے حضرت رسالت
ﷺ، معنی صاف و پاک است کہ غبار بے مدال نے نشیند۔"

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ (عصر)

قسم ہے زمانہ کی! تحقیق انسان خسارے میں ہے۔

70۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وحی کی تمام قسموں کے ساتھ کلام کیا گیا۔

71۔ حضور کا ذیاوحی ہے یہی حال تمام پیغمبروں کا ہے۔ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

72۔ حضور سرور کائنات ﷺ پر حضرت اسرافیل علیہ السلام نازل ہوئے جو آپ سے
کسی پر نازل نہیں ہوئے۔

73۔ حضور بہترین اولاد آدم ہیں۔

(ترجمہ) آپ کے پچھلے اگلے گناہ (بالفرض وتقدیر) معاف کئے گئے ہیں۔

74۔ آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کئے گئے ہیں۔ اگر آپ سے کسی گناہ (ترک اولیٰ جسے لحاظ آپ کے منصب جلیل کے گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے) کا تصور کیا جائے تو اس کی معافی کی بشارت خدا نے دے دی ہے۔ حالانکہ ایسا تصور بھی نہیں کیونکہ آپ سے کبھی کوئی گناہ (خواہ ترک اولیٰ ہی ہو) صادر نہیں ہوا۔ کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ نے حیات دنیوی میں ایسی مغفرت کی بشارت نہیں دی۔

75۔ حضور اللہ کے نزدیک اکرم الخلق ہیں۔ اس لئے دیگر انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔

76۔ اجتہاد میں حضور سے خطاء (بر تقدیر تسلیم وقوع) جائز نہیں۔

77۔ قبر میں میت سے حضور کی نسبت سوال ہوتا ہے۔

78۔ حضور کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح حرام کیا گیا۔

79۔ حضور کی ازواج مطہرات کے اشخاص واجسام کا اظہار خواہ چادروں میں ہوں (باستثنائے ضرورت) جائز نہ تھا۔ اسی طرح ان پر شہادت وغیرہ کے لئے مدعی ہونا حرام تھا۔

80۔ حضور کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہے۔ بنام حضرت حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے صاحبزادے کہلاتے ہیں۔

81۔ حضور کی صاحبزادیوں پر تزوج حرام تھا۔ یعنی اگر آپ کی کوئی صاحبزادی کسی کے نکاح میں ہو تو اس مرد پر حرام تھا کہ کسی دوسری عورت سے بھی نکاح کرے۔

82۔ جس محراب کی طرف حضور نے نماز پڑھی۔ اس میں کسی کو اختیار نہیں دائیں بائیں ہونا جائز نہیں۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کرے اور اصرار کرے کہ رسول اللہ کے زمانہ میں اسی طرح تھی تو وہ کافر ہو گیا اور اگر یہ تاویل کرے کہ یہ محراب جو اب ہے حضور کے زمانہ میں تھی بلکہ اس میں تغیر آگیا ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا۔

83۔ جس نے حضور کو خواب میں دیکھا اس نے بیشک آپ ہی کو دیکھا۔ شیطان آپ کی صورت شریف کی طرح نہیں بن سکتا۔ اس بات پر تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ کسی صورت سے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ ہی کو دیکھا۔ نکات آئینہ ہے۔ جس کا آئینہ خیال زیادہ صاف اور اسلام کے نور سے زیادہ منور ہے اس کا دیکھنا

بعض کہتے ہیں کہ شیطان کسی نبی کی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا۔

اور کا اسم شریف یعنی محمد کسی کا نام رکھنا مبارک اور دنیا اور آخرت میں نافع ہے۔ مگر ابو لکھنے میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے اسم وکنیت کے درمیان جمع کرنے سے منع کیا اور یعنی اسم وکنیت میں سے ایک کا رکھنا جائز بتایا ہے۔ تفصیل مطولات میں دیکھیں۔

85۔ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنی انگوٹھی پر محمد رسول اللہ نقش کرائے جیسا کہ حضور کی تھی۔

86۔ حضور کی حدیث شریف کے پڑھنے کے لئے غسل و وضو کرنا اور خوشبو لگانا اور یہ بھی مستحب ہے کہ حدیث شریف کے پڑھنے میں آواز دھیمی رکھی جائے۔ جیسا کہ حیات شریف میں جس وقت آپ کلام کرتے حکم الٰہی تھا کہ آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔ آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کا کلام مروی و ماثور عزت و رفعت میں مثل اس کلام کے ہے جو آپ کی زبان سے سنا جاتا تھا۔ لہٰذا کلام ماثور کی قرات کے وقت بھی وہی ادب ملحوظ رکھا جائے۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ حدیث شریف اونچی جگہ پر پڑھی جائے۔ اور پڑھتے وقت کسی کے لئے خواہ کیسا ہی ذی شان ہو کھڑا نہ ہووے۔ کیونکہ یہ خلاف ادب ہے۔

87۔ حضور کی حدیث شریف کے قاریوں کے چہرے تازہ و شاداں رہیں گے۔

88۔ جس شخص نے حالت ایمان ایک لمحہ یا ایک نظر حضور اقدس ﷺ کو دیکھ لیا اسے صحابی کا شرف حاصل ہو گیا۔ طویل صحبت شرط نہیں۔ ہاں تابعی ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ طویل صحبت میں دیر تک رہا ہو۔

89۔ حضور کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔ لہٰذا شہادت و روایت میں ان کی عدالت سے بحث نہ کی جائے جیسا کہ دیگر راویوں میں کی جاتی ہے۔ کیونکہ صحابہ کا عدل خواہر کتاب و سنت سے ثابت ہے۔

90۔ نمازی تشہد میں حضور سے یوں خطاب کرتا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی (آپ پر سلام ہو) اور آپ کے سوا کسی اور مخلوق کو اس طرح خطاب نہیں کرتا۔ شب معراج میں اللہ نے حضور اقدس ﷺ کو انہیں الفاظ سے خطاب کیا تھا۔ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ نمازی کو تشہد میں شب معراج کے واقعہ کی حکایت و اخبار کا ارادہ نہ کرے بلکہ انشاء کا قصد کرے کہ اپنی طرف سے اپنے نبی پر سلام بھیجتا ہے۔ اگر حکایت و اخبار کی نیت ہو گی تو وہ سلام نمازی کا اور تشہد جو واجب ہے ادا نہ ہو گا لہٰذا نماز واجب الاعادہ ہو گی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ نمازی کو چاہیے کہ اپنے قلب میں آنحضرت ﷺ اور
کریم کو حاضر کر کے کہے۔ السلام علیک ایھا النبی شیخ عبدالحق دہلوی اشعۃ اللمعات میں
"ونیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان است
اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں
تراست۔ وانتہے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب جہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرات
افراد ممکنات۔ پس آنحضرت در ذات مصلین موجود و حاضر است۔ پس مصلی را باید
آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا انوار قرب واسرار معرفت متنور و فائض گردد۔"

امام عبدالوہاب شعرانی میزان کبریٰ (باب صفۃ الصلوٰۃ) میں لکھتے ہیں کہ
علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شارع علیہ السلام نے نمازی کو اپنا
اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا اس لئے امر کیا ہے کہ غافلوں کو آگاہ کر دے کہ تم جو اللہ
سامنے بیٹھے ہو۔ اس دربار میں تمہارے نبی موجود ہیں۔ کیونکہ آپ بارگاہ الٰہی سے
ہوتے۔ اس واسطے نمازی آپ کو سلام کے ساتھ روبرو خطاب کرتے ہیں۔

91۔ جس مومن کو حضور انور پکاریں۔ اس پر آپ کو جواب دینا واجب
میں ہو۔ حضرت ابو سعید بن معلیٰ کا بیان ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے
نے پکارا۔ میں نہ آیا۔ نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوا اور میں نے عرض کیا
نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا۔
اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ۔ (انفال۔ ع ۳)
(ترجمہ) قبول کرو خدا اور رسول کا پکارنا۔ جب وہ پکارے تمہیں اس چیز کے لئے
کرے۔ (صحیح بخاری۔ تفسیر سورۃ انفال)
اگر کوئی مومن آپ کو جواب نہ دے تو بالاتفاق گنہگار ہے۔ اس کی نماز
اختلاف ہے کہ باطل ہو جاتی ہے یا نہیں۔

92۔ حضور پر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں جیسا کہ آپ کے غیر پر ہے۔
آیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا۔ وہ آگ
لے۔" ایسے شخص کی روایت خواہ وہ توبہ کرے ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔
رسول اللہ ﷺ پر عمداً جھوٹ باندھنا کفر ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ سخت گناہ عظیم و کبیرہ
93۔ حضور انور کی ازواج مطہرات کے حجروں کے باہر سے آپ
ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی
تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔
(حجرات۔ ع ۱)
بیشک وہ لوگ جو پکارتے ہیں تجھ کو حجروں کے باہر سے ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے اور
اگر وہ یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو یہ البتہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔ اور اللہ بخشنے والا
ہے۔

94۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلند آواز سے کلام کرنا حرام ہے جیسا کہ قرآن مجید
ہے۔

95۔ آنحضرت ﷺ معصوم ہیں۔ گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے عمداً اور سہواً قبل از نبوت اور
ان مذہب مختار ہے۔

96۔ حضور پر جنون اور لمبی بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ مخلہ نقائص ہیں۔
نے کہا کہ پیغمبروں پر نابینائی وارد نہیں ہوتی کیونکہ یہ نقص ہے۔ کوئی پیغمبر نابینا نہیں
شعیب علیہ السلام کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ وہ نابینا تھے۔ سو وہ ثابت نہیں (بر تقدیر
نابینائی مضر نہیں کیونکہ وہ تحقیق نبوت کے بعد طاری ہوئی) رہے حضرت یعقوب علیہ
ان کی آنکھوں پر پردہ آگیا تھا۔ اور وہ پردہ دور ہو گیا۔ مشہور یہ ہے کہ کوئی پیغمبر اصم (بہرا)

97۔ حضور کی براءت و تنزیہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادی خلاف دیگر انبیائے کرام کے
ان کی تردید وہ خود کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قوم نوح علیہ السلام نے جب ان سے کہا۔
اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔
تحقیق ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔
ان کی نفی خود حضرت نوح علیہ السلام نے کی جب ان سے کہا۔
قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (اعراف ع ۸)
کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں ولیکن میں رب العالمین کی طرف سے رسول
ہوں۔
قوم ہود نے ان سے کہا۔
اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ۔
تحقیق ہم تجھ کو بیوقوفی میں دیکھتے ہیں اور تجھے جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں۔

اس پر ہود علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (اعراف۔ ع ۹)

(ترجمہ) اے میری قوم مجھ میں بے وقوفی نہیں لیکن میں رب العالمین کی طرف

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:۔

اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا۔ (ع۔ ۱۲)

(ترجمہ) تحقیق میں تجھے اے موسیٰ جادو کیا ہوا گمان کرتا ہوں۔

اس پر حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا۔ (بنی اسرائیل۔ ع ۱۲)

(ترجمہ) اور تحقیق میں تجھے اے فرعون ہلاک کیا گیا گمان کرتا ہوں۔

قوم شعیبؑ نے ان سے کہا:۔

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ۔

(ترجمہ) تحقیق البتہ ہم تجھ کو اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں۔ اگر تیری برادری [illegible] تجھ کو سنگسار کر دیتے اور تو ہم پر قدرت والا نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام اس کا جواب یوں دیتے ہیں:۔

یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْۤ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِیًّا ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ۔ (ہود۔ ع ۸)

(ترجمہ) اے میری قوم میری برادری تم پر اللہ زیادہ عزیز ہے اور تم نے اس کو پیٹھ [illegible] ہوا ہے۔ تحقیق میرا پروردگار گھیرنے والا ہے اس چیز کو کہ تم کرتے ہو۔

کفار نے ہمارے آقائے نامدار ﷺ کی نسبت جو طعن و تنقیص کی حق [illegible] بذات خود اس کی تردید فرمادی۔ جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مجھ [illegible] چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

کفار کا اعتراض و طعن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ۔ (حجر۔ ع ۱)

(ترجمہ) اے وہ شخص کہ اتارا گیا اس پر قرآن تو البتہ دیوانہ ہے۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ (قلم۔ ع ۱)

[illegible] تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ۔

[illegible] اعتراض و طعن

[illegible] اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ۔ (صافات۔ ع ۲)

[illegible] ہم چھوڑ دینے والے ہیں اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کے واسطے۔

[illegible] تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

[illegible] بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ (صافات۔ ع ۲)

[illegible] بلکہ وہ لایا ہے حق اور سچا کیا ہے پیغمبروں کو۔

[illegible] وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ (یٰس۔ ع ۵)

[illegible] ہم نے ان کو شعر نہیں سکھایا۔ اور اس کے لائق نہیں۔

[illegible] اعتراض و طعن

[illegible] اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔ (بنی اسرائیل۔ ع ۵)

[illegible] نہیں پیروی کرتے تم مگر ایک مرد مسحور (جادو مارا) کی۔

[illegible] تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

[illegible] ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا۔ (بنی اسرائیل۔ ع ۵)

[illegible] دیکھ کیونکر بیان کیں انہوں نے تیرے واسطے مثالیں۔ پس وہ گمراہ ہو گئے پس نہیں پا [illegible] (طعن کی)۔

[illegible] اعتراض و طعن

[illegible] اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۔ (انفال۔ ع ۴)

[illegible] اگر ہم چاہیں تو کہہ لیں ایسا۔ یہ کچھ نہیں مگر قصے کہانیاں پہلوں کی۔

[illegible] تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

[illegible] لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ [illegible] لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ (بنی اسرائیل۔ ع ۱)

[illegible] کہہ دے اگر جمع ہویں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن۔ تو نہ لاویں گے ایسا خواہ [illegible] ایک کی ایک۔

[illegible] اعتراض و طعن

[illegible] یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ (یونس۔ ع ۴)

[illegible] یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو باندھ لیا ہے۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۔ (ا
۴)

(ترجمہ) کہہ دے تم لے آؤ ایک سورت ایسی اور پکارو جس کو پکار سکو اللہ کے سوا۔

کفار کا اعتراض و طعن

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ (فرقان۔ع ۳)

(ترجمہ) آپ پر قرآن ایک دفعہ کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

كَذَٰلِكَ ۖ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۔ (فرقان۔ع ۳)

(ترجمہ) اسی طرح اتارا ہم نے تاکہ ثابت رکھیں ہم اس کے ساتھ تیرے دل کو
اور آہستہ آہستہ پڑھا ہم نے اس کو آہستہ پڑھنا (یعنی ہر بات کے وقت پر اس کا جواب
پیغمبروں کا دل ثابت رہے۔ (موضح)

کفار کا اعتراض و طعن

لَسْتَ مُرْسَلًا (رعد۔ آخری آیت)

(ترجمہ) تو رسول نہیں۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۔
(ر ۔ ۔ ۔)

(ترجمہ) کہہ دے کافی ہے اللہ گواہی دینے والا درمیان میرے اور درمیان تمہارے
کہ اس کے پاس ہے علم کتاب کا۔

يٰسٓ ۔ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۙ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۔

(ترجمہ) یٰس۔ قسم ہے قرآن محکم کی۔ تحقیق تو البتہ رسولوں میں سے ہے۔

کفار کا اعتراض و طعن

أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ۔ (بنی اسرائیل۔ع ۱۱)

(ترجمہ) کیا اللہ نے آدمی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے؟

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

قُل لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا ...

(بنی اسرائیل۔ع ۱۱)

کہہ دے اگر ہوتے زمین میں فرشتے چلا کرتے آرام سے۔ تو البتہ ہم اتارتے ان پر
فرشتے کو پیغمبر بنا کر۔ مطلب یہ کہ تجانس موجب تو انس اور تخالف موجب تباین ہے۔
انسانوں کے لئے مبعوث ہونا چاہیے اور اہل ارض کے لئے بشر رسول چاہیے۔

کفار کا اعتراض و طعن

مَا هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ (فرقان۔ع ۱)

کیا ہوا ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلتا ہے بازاروں میں۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ
(فرقان۔ع ۳)

اور نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبر مگر تحقیق وہ البتہ کھاتے تھے کھانا اور چلتے تھے
بازاروں میں۔

کفار کا اعتراض و طعن

لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۔ (زخرف ع ۳)

کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ایک مرد پر ان دو بستیوں سے۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا
بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا
يَجْمَعُونَ ۔ (زخرف۔ع ۳)

کیا وہ بانٹتے ہیں تیرے پروردگار کی رحمت کو۔ ہم نے بانٹی ہے ان کے درمیان ان کی
روزی دنیا میں۔ اور ہم نے بلند کیا ان میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں۔ تاکہ پکڑیں بعضے
بعضوں کو محکوم۔ اور تیرے پروردگار کی رحمت بہتر ہے اس چیز سے کہ وہ جمع کرتے ہیں۔

کفار کا اعتراض و طعن

هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ (سبا ع ۱)

کیا ہم راہ بتاویں تم کو اس شخص کی طرف جو خبر دیتا ہے تم کو جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے
ریزہ ریزہ ہوا تحقیق البتہ نئی پیدائش میں ہو گے۔

باری تعالیٰ عزاسمہ کا جواب

افترى على الله كذبا ام به جنة ط بل الذين لا يؤمنون بالاخرة في العذاب
البعيد۔ (سباء۔ ع ۱)

(ترجمہ) کیا باندھ لیا اس نے اللہ پر جھوٹ یا اس کو جنون ہے بلکہ وہ لوگ جو آخرت
لائے عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔

کفار کا اعتراض و طعن

ایک روز آنحضرت ﷺ مسجد حرام سے نکل رہے تھے کہ باپ بیٹے
واقل سہمی آپ سے ملا اور کلام کیا۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوا تو اشقیائے قریش
سے باتیں کر رہے تھے۔ عاص بن وائل (بے نسل) سے حضور کا صاحب زادہ جو
الکبریٰ کے بطن مبارک سے تھا انتقال کر چکا تھا۔ اس لئے عاص نے حضور کو
تک ان کا نام ہے پیچھے کون نام لے گا۔ (مدارج النبوۃ)

باری تعالیٰ عز اسمہ کا جواب

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ (الکوثر)

(ترجمہ) تحقیق تیرا دشمن وہی ہے۔ بے نسل۔

چنانچہ عاص مذکور کا نام نابود ہو گیا۔ مگر حضور انور ﷺ باقی ہو اور
روشن ہے۔ اور آپ ﷺ کی ذریت قیامت تک رہے گی۔

کفار کا اعتراض و طعن

(ترجمہ) حضرت کو کئی دن وحی نہ آئی۔ دل مکدر رہا۔ تہجد کو نہ اٹھے۔ کافروں
دیا اس کے رب نے (موضح قرآن)۔

باری تعالیٰ عز اسمہ کا جواب

وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ (الضحیٰ)

(ترجمہ) قسم ہے دن چڑھے کی اور رات کی جب ڈھانپ لیوے تمہیں چھوڑ دیا
نے اور نہ ناخوش رکھا۔

موضح قرآن میں ہے کہ پہلے فرمائی دھوپ روشن کی اور رات اندھیری
میں بھی اللہ تعالیٰ کی دو قدرتیں ہیں۔ باطن میں بھی کبھی اجالا ہے کبھی اندھیرا
اللہ سے دور کبھی نہیں ہوا۔

کفار کا اعتراض و طعن

هُوَ اُذُنٌ ط (توبہ۔ ع ۸)

وہ نبی کی بات سن کر لگ جانے والا ہے۔

باری عز اسمہ کا جواب

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

ے وہ اچھا سننے والا ہے تمہارے واسطے ایمان لاتا ہے اللہ پر اور باور کرنے والا ہے
ات اور رحمت ہے واسطے ان (منافقوں) کے جنہوں نے اظہار ایمان کیا تم میں سے۔

کفار کا اعتراض و طعن

ساتھوں نے آنحضرت ﷺ کی حرم محترم عائشہ صدیقہ پر بہتان لگایا تھا جس کا ذکر

باری عز اسمہ کا جواب

اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہ کی براءت آسمان سے نازل فرمائی۔
ع ۲)

جو شخص حضور کو سب و شتم کرے یا کسی وجہ سے صراحۃً یا کنایۃً آپ کی تنقیص
اس کا قتل کرنا بالاتفاق واجب ہے۔ مگر اس میں اختلاف ہے۔ کہ یہ قتل کرنا بطریق
حد مارا جانا چاہیے۔ اور توبہ نہ کرانی چاہیے۔ یا بطریق ردت ہے کہ اس سے توبہ طلب
توبہ کرے تو بخش دینا چاہیے۔ اس مسئلے میں مختار قول اول ہے۔ یہ حکم اس صورت
کرنے والا مسلمان ہو۔ اگر کافر ہو۔ اور اسلام لاوے تو درگزر کرنا چاہیے۔

اگر حضور بعض نفیس جہاد کے لئے نکلیں تو ہر مسلمان پر واجب تھا کہ آپ کے
اگر کوئی ظالم آپ کے قتل کا قصد کرے تو جو مسلمان حاضر ہو اس پر واجب تھا کہ
میں اپنی جان سے دریغ نہ کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

المدينة وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا
نفسه ط (توبہ۔ ع ۱۵)

ہے مدینے والوں کو اور جو ان کے گرد اعراب ہیں کہ رہ جائیں رسول اللہ کے ساتھ
اپنی جان کو چاہیں زیادہ ان کی جان سے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس شخص کے لئے جس حکم کی تخصیص چاہتے کر
آپ نے حضرت خزیمہ انصاری کے لئے یہ تخصیص فرمائی کہ ان کی شہادت حکم دو
ہے۔ اسی طرح آپ نے حضرت ام عطیہ انصاریہ کو نیاحت کی رخصت دی۔ اور
شخص کو رخصت دی کہ وہ اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی

شہادت پر صرف تین دن سوگواری کرے۔ بعد ازاں جو چاہے کرے۔
اجازت دے دی کہ تمہارے واسطے قربانی میں ایک سال سے کم کا بکرا نہ
فقیر سے ایک عورت کا نکاح کر دیا۔ اور اس کا مہر یہ مقرر فرمایا کہ
عورت کو پڑھا دے۔

101۔ حضور کو تپ اس شدت سے چڑھتا تھا جیسا کہ
ثواب دو چند ملے۔

102۔ مرض موت میں حضور انور کی عیادت کے لئے
تین دن حاضر خدمت ہوتے رہے۔

103۔ جب ملک الموت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا
اس نے کسی نبی سے اذن طلب نہیں کیا۔

104۔ حضور کے جنازہ شریف کی نماز مسلمانوں نے گروہ
کے پڑھی۔ آپ کے غلام شقران نے جسد مبارک کے نیچے
اوڑھا کرتے تھے۔ نماز بے جماعت اور تطہیر کا تھا آپ کے خصائص

105۔ آپ کے جسم مقدس کو مٹی نہیں کھاتی۔ تمام
علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

106۔ حضور نے بطور میراث کچھ نہیں چھوڑا۔ جو کچھ آپ
تھا۔ اور اس کا مصرف وہی تھا جو آپ کی حیات شریف میں تھا۔ جیسا کہ

107۔ حضور اقدس اپنے مرقد شریف میں حیات
واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے۔

108۔ حضور اقدس کا مرقد منور کعبہ مکرمہ اور عرش معلی

109۔ آپ کے مرقد منور پر ایک فرشتہ موکل ہے۔
پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ امام احمد و نسائی کی روایت میں ہے۔ جس وقت کوئی
فرشتہ عرض کرتا ہے کہ یا محمد ﷺ! اس وقت فلاں بن فلاں آپ پر درود
میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں
میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

110۔ حضور اقدس ﷺ پر ہر روز صبح و شام آپ کی امت
ہیں۔ نیک اعمال پر آپ اللہ تعالیٰ کا شکر جانتے ہیں اور برے اعمال

عبداللہ بن مبارک نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی کہ کوئی روز ایسا نہیں
امت کے اعمال نبی ﷺ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ پس آپ ان کی پیشانیوں سے
پہچانتے ہیں۔

111۔ آنحضرت ﷺ سب سے پہلے قبر مبارک سے نکلیں گے۔ آپ کا حشر اس
اور آپ براق پر سوار ہوں گے۔ اور ستر ہزار فرشتے ہمرکاب ہوں گے۔ حضرت
میں ہے کہ "ہر روز صبح کو ستر ہزار فرشتے آسمان سے اتر کر حضور انور کی قبر
پر آتے اور اپنے بازو ہلاتے ہیں۔ (اور آپ پر درود بھیجتے ہیں) اس طرح شام کے
چلے جاتے۔ اور ستر ہزار اور حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب آپ قبر شریف
ہزار فرشتے آپ کے ساتھ ہوں گے۔ موقف میں آپ کو بہشت کے حلوں
عطا ہوگی۔

112۔ آپ کے منبر شریف اور قبر مبارک کے مابین بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ

113۔ حضور کو قیامت کے دن مقام محمود عطا ہوگی۔ جس سے مراد قول مشہور مقام

114۔ قیامت کے دن اہل موقف طول وقوف کے سبب سے گھبرا جائیں گے اور
انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے۔ اور آخر کار
خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ کو اہل موقف میں فصل
عظمیٰ عطا ہوگی۔ اور ایک جماعت کے حق میں بغیر حساب جنت میں داخل
اور دوسری جماعت کے رفع درجات کے لئے شفاعت کی اجازت ہو جائے گی۔
بہشت میں بے حساب داخل ہوں گے اور ستر ہزار کے ساتھ اور بہت سے بے
جائیں گے۔ اس کے علاوہ آپ کو اپنی امت کے لئے اور کئی قسم کی شفاعت کی
ہوگی۔

115۔ قیامت کے دن حضور سے تبلیغ پر شاہد طلب نہ کیا جائے گا۔ حالانکہ باقی انبیائے
علیہم الصلوٰۃ والسلام سے طلب کیا جائے گا۔ اور آپ تمام انبیائے کرام کے لئے تبلیغ کی

116۔ حضور انور ﷺ کو حوض کوثر عطا ہوگا۔

117۔ حضور ﷺ کا منبر شریف آپ کے حوض پر ہوگا۔

118۔ قیامت کے دن حضور کی امت پہلے سب پیغمبروں کی امتوں سے [illegible] کل اہل بہشت کی دو تہائی آپ ہی کی امت ہوگی۔

119۔ قیامت کے دن ہر ایک نسب و سبب منقطع ہوگا (یعنی سود مند نہ ہوگا) [illegible] کا نسب و سبب منقطع نہ ہوگا۔ اسی واسطے حضرت عمر فاروق نے ام کلثوم بنت [illegible] عثمان سے نکاح کیا تھا۔

120۔ قیامت کے دن لوائے حمد حضور ﷺ کے دست مبارک میں ہوگا [illegible] حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا اور تمام انبیاء علیہم السلام اس جھنڈے تلے ہوں گے۔

121۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (امت سمیت) سب سے پہلے پل صراط [illegible] گے۔

122۔ حضور سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے۔ خازن جنت [illegible] کون ہیں۔ آپ فرمائیں گے کہ میں محمد ہوں۔ وہ عرض کرے گا کہ میں اٹھ کر کھولوں [illegible] آپ سے پہلے کسی کے لئے نہیں اٹھا اور نہ آپ کے بعد کسی کے لئے اٹھوں گا۔ پھر آپ [illegible] پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

123۔ آپ کو وسیلہ عطا ہوگا۔ جو جنت میں اعلیٰ درجہ ہے۔

124۔ جنت میں حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت ان کی [illegible] سے سوائے حضور کے کسی اور کے نام پر نہ ہوگی۔ چنانچہ ان کو ابو محمد کہا جائے گا۔

125۔ جنت میں سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب (قرآن کریم) [illegible] کتاب نہ پڑھی جائے گی۔ اور نہ سوائے حضور کی زبان کے کسی اور زبان میں کوئی تکلم [illegible]

[illegible] باب

آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات

اور اولاد کرام کا بیان

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کی فضیلت قرآن کریم سے ثابت ہے [illegible] احزاب میں باری تعالیٰ عزاسمہ ارشاد فرماتا ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۔

اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگانی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو [illegible] میں تمہیں فائدہ دوں اور خوش اسلوبی سے تمہیں رخصت کر دوں۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگانی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو [illegible] میں تمہیں فائدہ دوں اور خوش اسلوبی سے تمہیں رخصت کر دوں۔

نِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔

اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو صریح بے حیائی کا کام کرے گی۔ اس کو دہری سزا دی [illegible] یہ خدا پر آسان ہے۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔

اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے فرمانبرداری اور نیک عمل کرے گی ہم [illegible] ثواب دیں گے اور اس کے لئے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔

5۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔

(ترجمہ) اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مثل نہیں ہو۔ اگر تم پرہیزگاری رکھو تو ... بات نہ کیا کرو۔ جس سے وہ شخص جس کے دل میں بیماری کے لالچ کرے اور تم نیک ...

6۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔

(ترجمہ) اور تم اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔ اور قدیم جاہلیت کے سے بناؤ سنگھار ... نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ اور خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اے اہل بیت ... چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کردے اور تم کو خوب پاک کردے۔

7۔ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا۔

(ترجمہ) اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں اور دانائی کی باتیں پڑھ کر سنائی جاتی ... کرو۔ بیشک اللہ لطف کرنے والا خبردار ہے۔

آیات مذکورہ بالا سے متعلق امور ذیل قابل غور ہیں۔

(آیہ ۱، ۲) ہجرت کے نویں سال آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات ... کیا۔ جب ۲۹ دن گزرنے پر مہینہ پورا ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیہ ... ازواج مطہرات نو تھیں۔ یعنی حضرت عائشہ وحفصہ وام حبیبہ بنت ابی سفیان و سودہ ... سلمہ بنت ابی امیہ وصفیہ بنت حیی بن اخطب وجویریہ بنت حارث ہالیہ وزینب بنت ... جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہن۔ ان سب نے زینت دنیا پر اللہ اور رسول کو اختیار ... ہوا کہ وہ نہ چاہتی تھیں اور نہ ان کے دلوں میں دنیا کی زینت کی کچھ ہوس تھی کہ ... آنحضرت ﷺ ان سے مفارقت کر کے کچھ دے دلا کر انہیں رخصت فرما دیتے۔ ... نہیں کیا۔ پس معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات رضائے خدا و رسول کی طلب گار تھیں ... آخرت کی متمنی تھیں اس عمل نیک پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انہیں ... دیا اور فرمایا۔

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ۔

اس کے بعد تیرے واسطے اور عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ تو ان کی بجائے اوروں کو ... اگرچہ ان کا حسن تجھ کو اچھا لگے مگر وہ جن کا مالک ہو گیا تیرا دایاں ہاتھ۔

... چونکہ انہوں نے آپ کو اختیار کیا ہے اس لئے آپ بھی ان پر دوسری عورتوں کو ...

(آیہ ۳، ۴) اسی نیک عمل پر جزائے مذکورہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو یہ ... کر ان سے خطاب کیا اور ان کو اپنے حبیب پاک ﷺ کی طرف نسبت دے کر فرمایا۔ ... تم میں سے اگر کوئی ناشائستہ حرکت کرے گی تو دیگر عورتوں کی نسبت اسے دگنا ... اور اگر نیک عمل کرے گی تو اسے دوسری عورتوں سے دوگنا ثواب ملے گا۔ موضح ... یہ بڑی درجے کا لازمہ ہے۔ نیکی کا ثواب دوگنا اور برائی کا عذاب دوگنا پیغمبر کو بھی ...

اِذًا لَّاَذَقْنٰکَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ (بنی اسرائیل۔ ع ۸)

... وقت البتہ ہم تجھے چکھاتے دگنا عذاب زندگی کا اور دگنا عذاب موت کا۔ (الخ)

... سے ازواج مطہرات کا مقربات درگاہ الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حرمی حد ... رکھی ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام کو ان امور پر عتاب ہوتا ہے جن پر دوسرے ... ہوتا۔ یہاں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ازواج مطہرات باقی تمام عورتوں سے بہتر ... ان کا عذاب و ثواب باقی تمام عورتوں کے عذاب و ثواب سے دگنا ہے۔ یہاں ازواج ... کے لئے یہ بھی بشارت ہے کہ ان سے کوئی کھلی ناشائستہ حرکت سرزد نہ ہوگی کیونکہ آیہ ... ازواج از قبیل لئن اشرکت لیحبطن عملک۔ (۲) ہے بایں ہمہ جو لوگ ازواج ... میں دریدہ دہنی کرتے ہیں وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ... کی ازواج کو ناشائستہ حرکات سے محفوظ رکھا ہے اور اجر مضاعف کے علاوہ ان کیلئے ... کریم تیار کر رکھا ہے۔ اس سے ان کا بہشتی ہونا ظاہر ہے۔

(آیہ ۵) اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے لئے تضعیف ثواب و عذاب کی ... کہ تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔ تم میں وہ وصف ہے جو اوروں میں نہیں۔ یعنی تم ... احترام و تعظیم کے لحاظ سے مومنوں کی مائیں ہو۔ (وازواجہ امہٰتہم) اور زوجات ... ہو۔ پھر فرمایا کہ اگر تم حکم الٰہی اور رضائے رسول کی مخالفت سے ڈرتی ہو تو پس پردہ ... ساتھ نرمی سے کلام نہ کرو کیونکہ ایسا کرنا اگرچہ فاجر سے فاجر مومن میں کسی ... ہوسکتا مگر منافق میں ہو سکتا ہے اور تم ایسی نیک بات کیا کرو جو تہمت و

اطماع سے پاک ہو یعنی سنجیدگی و خشونت سے کلام کیا کرو اور ناز و کرشمہ سے بات

(آیہ ۶) اور تم اپنے گھروں میں رہا کرو کیونکہ تمہارا تبرج یعنی باہر نکلنا

سے بھی زیادہ طمع دلانے والا ہے اور تم جاہلیت اولیٰ کی عورتوں کی طرح چلنے میں

تبختر تو تبرج سے بھی اشد ہے۔ اور تم نماز و زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ اور تمام اوامر و نواہی میں

اطاعت کیا کرو کیونکہ اے اہل بیت نبی اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے پلید

پاک و صاف بنائے جیسا کہ پاک صاف بنانے کا حق ہے۔

(آیہ ۷) اور تمہارے گھروں میں جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں تم ان کو

خود عمل کرو اور دوسروں کو بھی بتاؤ۔

(آیہ ۶) میں جسے آیہ تطہیر کہتے ہیں اس بات کا ثبوت ہے کہ ازواج

ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ اسی واسطے ازواج کے ساتھ مطہرات استعمال کیا جاتا ہے

(آیہ ۷) تک ان ہی خطاب اور ان ہی کا ذکر ہے اور ان ہی کے لئے اوامر و نواہی ہیں

شیعہ کہتے ہیں کہ آیات سابقہ و لاحقہ کے احکام تو ازواج کے لئے ہیں درمیان میں

میں ان سے خطاب نہیں بلکہ فقط حضرت علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کا یہ قول محض ہٹ دھرمی ہے۔ ان چاروں کا آیات میں ذکر تک نہیں۔ باعتبار

واحقہ کسی اجنبی کے ساتھ فصل موجب فساد بلا غت ہے۔ زوجہ کا مرد کے اہل

قرآن سے ثابت ہے۔ دیکھو آیات ذیل:۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۔ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ

وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۔ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ (ہود۔ ع ۷)

(ترجمہ) فرشتے (ابراہیم سے) بولے ڈرو مت ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں

(سارہ) کھڑی تھی۔ وہ ہنس پڑی۔ ہم نے اس کو اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی

کہنے لگی۔ ہائے میری خرابی! کیا میرے اولاد ہو گی۔ حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور

ہے۔ بیشک یہ عجیب بات ہے۔ فرشتے بولے۔ کیا تو خدا کے امر سے تعجب کرتی

نبی! تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔ وہ بیشک تعریف کیا گیا اور بزرگ

ان آیتوں میں فرشتوں نے حضرت سارہ کو بیٹا اور پوتا پیدا ہونے کی

حضرت سارہ اس پر تعجب کرتی ہیں۔ فرشتے حضرت سارہ کو لفظ اہل بیت سے خطاب

ہائے تعجب نہیں۔ تم پر خدا کی رحمت اور برکتیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ مزید

تحفہ شیعہ مولفہ خاکسار دیکھو۔

ازواج مطہرات کی تعداد میں اختلاف ہے۔ گیارہ پر سب کا اتفاق ہے۔ جن میں سے چھ

خدیجہ، عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ، ام سلمہ، سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن) عربیات غیر قریش

قریش سے ہیں اور ایک (حضرت صفیہ) غیر عربیہ بنی اسرائیل سے ہے۔ ذیل میں

ان سب کا حال بطریق اختصار لکھا جاتا ہے۔ (۳)

حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

ان کا سلسلہ نسب قصی میں آنحضرت ﷺ کے خاندان سے جا ملتا ہے۔ حضور کی بعثت

پہلے طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ ان کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی۔ جن

سے ہند و ہالہ نام پیدا ہوئے۔ یہ دونوں صحابی ہیں۔ حضرت ہند کی روایت سے آنحضرت

کا حلیہ شریف منقول ہے۔

ابو ہالہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوئی جن سے ایک

لڑکی ہوئی۔ اس کا نام بھی ہند تھا۔ یہ اسلام لائیں اور اپنے چچیرے بھائی صیفی بن امیہ بن عائذ

سے شادی کی۔ ان سے ایک لڑکا محمد بن صیفی پیدا ہوا۔ جس کی اولاد کو حضرت خدیجہ کے

نسب سے ہونے کی وجہ سے طاہرہ کہتے ہیں۔

عتیق کے انتقال کے بعد آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ جس کا ذکر پہلے آ چکا

ہے۔ اقدس ﷺ کی تمام اولاد سوائے ابراہیم کے اسی نیک خاتون کے بطن مبارک سے

ہوئیں آگے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت خدیجہ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں۔ نکاح کے بعد پچیس برس

زندہ رہیں۔ ان کی زندگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری شادی نہیں کی۔ انہوں نے

رسول اللہ ﷺ کو مدد دی۔ ایک روز جبرائیل حضور اقدس کے لئے کھانا لا رہی تھیں۔

جبرئیل نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خدیجہ جب آئیں تو آپ ان کو ان

کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچا دیں اور بہشت میں ایک موتیوں کے محل

کی خوشخبری دیں۔

ازواج مطہرات میں حضرت خدیجہ و عائشہ باقی سب سے افضل تھیں۔ حضرت خدیجہ

نے ہجرت سے تین سال پہلے ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور کوہ حجون میں دفن ہوئیں۔

آنحضرت ﷺ نے ان کو قبر میں اتارا۔ ان پر نماز نہ پڑھی گئی کیونکہ اس وقت تک نماز نہ ہوئی تھی۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

ان کا سلسلہ نسب کعب بن لوی بن غالب میں آنحضرت ﷺ سے ملتا ہے۔ ان کی تھیں۔ پہلے اپنے والد کے چچیرے بھائی سکران بن عمرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں۔ سکران بھی قدیم الاسلام تھے۔ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی۔ جب مکہ واپس تو حضرت سکران نے وفات پائی اور ایک لڑکا یادگار چھوڑا۔ جس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ عبدالرحمٰن نے جنگ جلولاء (آخر سن ۱۶ھ) میں شہادت پائی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے انتقال سے آنحضرت ﷺ کو نہایت پریشانی تھی۔ گھر بار بال بچوں کا انتظام ان ہی سے متعلق تھا۔ یہ دیکھ کر خولہ بنت حکیم نے عرض کیا۔ اللہ آپ نکاح کر لیجئے۔ فرمایا کس سے؟ خولہ نے حضرت عائشہ و سودہ کا نام لیا۔ آپ نے خواستگاری کی اجازت دے دی۔ خولہ حضرت سودہ کے پاس گئیں اور کہا کہ خدا نے خیر و برکت نازل فرمائی ہے۔ سودہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ خولہ نے کہا کہ رسول اللہ آپ کے پاس بغرض خواستگاری بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ مگر میں بھی دریافت کر لو۔ چنانچہ وہ ان کے والد کے پاس گئیں۔ اور جاہلیت کے طریق پر سلام کیا صباحا کہا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ خولہ نے اپنا نام بتایا۔ پھر نکاح کا پیغام سنایا کہ محمد شریف کفو ہیں۔ مگر سودہ سے بھی دریافت کر لو۔ خولہ نے کہا کہ وہ راضی ہیں۔ زمعہ نے کہا کہ نکاح کے لئے آجائیں۔ اس طرح باپ نے نبوت کے دسویں سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کر دیا۔ سودہ کا بھائی عبداللہ بن زمعہ آیا۔ یہ معلوم کر نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو چکا ہے اس نے اپنے سر پر خاک ڈال لی۔ عبداللہ نہ لائے تو ان کو اپنے اس فعل پر افسوس ہوا کرتا تھا۔

حضرت سودہ طبیعت کی فیاض تھیں۔ ایک روز حضرت عمر فاروق نے تھیلی آپ کی خدمت میں بھیجی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لانے والوں نے جواب ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ درہم کھجوروں کی طرح تھیلی میں بھیجے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس درہم تقسیم کر دیئے۔

آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ امتیازی حیثیت رکھتی تھیں۔

ابوہریرہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج مطہرات سے اسلام ہے جو گردن سے ساقط ہو گیا۔ اس کے بعد تم چادر یا کو غنیمت سمجھنا۔ (یعنی گھر آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد تمام ازواج مطہرات سوائے سودہ اور زینب ج کو چایا کرتی تھیں اور وہ دونوں فرماتی تھیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کی بعد ہم چوپایہ پر سوار نہ ہوں گی۔

حضرت سودہ سے کتب متداولہ میں پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے ایک صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ نے ان سے ہیں۔ انہوں نے خلافت فاروقی کے آخری زمانہ میں انتقال فرمایا۔ بعض سال وفات ۵۴ھ یا ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما

ان کا نسب مرہ بن کعب میں آنحضرت ﷺ کے خاندان سے ملتا ہے۔ بعثت کے چار برس اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے تعلق سے ام عبداللہ کنیت رکھتی تھیں۔ پیدائش کی تھی کہ آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ پہلے جبیر بن مطعم کے منسوب تھیں۔ خولہ بنت حکیم آنحضرت ﷺ کے ایماء سے ام رومان (والدہ کے پاس گئیں اور نکاح کا پیغام سنایا۔ ام رومان نے رضامندی ظاہر کی۔ حضرت ابوبکر سے تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ عائشہ تو رسول اللہ ﷺ کے بھائی کی بیٹی ہے گیا رسول اللہ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ تم اسلام میں میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں ہے۔ حضرت ابوبکر نے ام رومان سے کہا کہ "مطعم بن عدی اپنے پوتے کے لئے ہے۔ واللہ! ابوبکر نے کبھی وعدہ کے خلاف نہیں کیا۔" اس لئے وہ مطعم کے پاس تذکرہ کیا۔ مطعم نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیوی نے حضرت سے کہا اگر ہم نے اس لڑکے کا نکاح تمہارے ہاں کر دیا تو شاید تم اس کو صابی بنا لو دین میں داخل کر لو گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر وہاں سے اٹھ آئے اور خولہ کے ﷺ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ نکاح کے لئے تشریف لے آئیں۔ چنانچہ تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر نے (ماہ شوال ۱۰ نبوت میں) حضرت عائشہ کا ہجرت کے پہلے سال ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں نو سال کی عمر میں آپ کی رسم کی۔

آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے وقت حضرت عائشہ رضی
مبارک انھارہ سال کی تھی۔ انہوں نے چھیاسٹھ برس کی عمر میں ۵۷ھ میں انتقال
وصیت رات کے وقت جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہ
طرف سے اس وقت حاکم مدینہ تھے نماز جنازہ پڑھائی۔

آنحضرت ﷺ کو ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ
زیادہ محبت تھی۔ ان کو دوسری ازواج پر اور کئی باتوں میں فضیلت تھی۔ چنانچہ
زوجہ کے والدین مہاجر نہ تھے۔ ان کی برات اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمائی
ان کی صورت ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لائے اور
سے شادی کر لیجئے۔ ان کے سوا کسی اور زوجہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو
اللہ ﷺ اور یہ ایک برتن میں غسل فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا
لیٹی ہوتیں۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی اور آپ اور یہ ایک لحاف میں
ﷺ کا وصال شریف ان ہی کی گود میں اور ان ہی کی نوبت میں ہوا۔ اور آنحضرت
حجرے میں دفن ہوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ عالمہ فصیحہ تھیں۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ ذکر
نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر فصیح نہیں پایا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری
کرام کو کوئی ایسا مشکل مسئلہ پیش نہیں آیا کہ جس کا حل انہوں نے حضرت عائشہ
ہو۔ محمود بن لبید کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو بہت سی حدیثیں
حضرت عائشہ و ام سلمہ ان میں ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہ حضرت عمر و عثمان
کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ انتقال فرما گئیں۔ یہ تھا اللہ رسول اللہ ﷺ کے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان حضور کے بعد حضرت صدیقہ رضی
خدمت میں کسی کو بھیج کر حدیثیں پوچھا کرتے تھے۔

آپ کثیر الحدیث تھیں۔ دو ہزار دو سو دس حدیثیں آپ سے مروی
۱۷۴ پر شیخین کا اتفاق ہے۔ اور ۵۴ میں امام بخاری اور ۲۸ میں امام مسلم منفرد
آپ وقائع و اشعار عرب سے خوب واقف تھیں۔ حضرت عروہ بیان
نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو قرآن و فرائض و حلال و حرام و فقہ و شعر و
و نسب کا عالم نہیں پایا۔

آپ زاہد اور سخی تھیں۔ ام الدرداء روایت کرتی ہیں کہ ایک روز

پاس ایک لاکھ درہم آئے۔ انہوں نے وہ سب تقسیم کر دیئے۔ میں نے کہا کیا آپ
تھیں کہ ایک درہم چالیتیں۔ جس سے گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں۔ انہوں
اگر تو مجھے یاد دلا دیتی تو میں ایسا ہی کر لیتی۔

حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت حفصہ پانچ برس پہلے جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے پیدا ہوئیں۔ پہلے
کی نکاح میں تھیں۔ ان ہی کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ حضرت خنیس نے
زخم کھائے۔ غزوہ کے بعد ان ہی زخموں کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔

حضرت خنیس کی شہادت کے بعد حضرت عمر فاروق کو اپنی بیٹی کے نکاح کی فکر
کے دن حضرت رقیہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے حضرت عمر فاروق نے حضرت
فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں حفصہ کا نکاح تم سے کر دیتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں
غور کروں گا۔ پھر چند روز کے بعد کہہ دیا کہ میرا ارادہ ان ایام میں نکاح کرنے کا نہیں
حضرت عمر فاروق نے حضرت ابوبکر صدیق سے ذکر کیا مگر وہ چپ ہو رہے اور کچھ
پر حضرت عمر کو رنج ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے خواستگاری کی۔ اور
نکاح ہو گیا۔ نکاح کے بعد حضرت صدیق اکبر نے حضرت فاروق اعظم سے کہا کہ
ناراضی کی وجہ صرف یہ تھی جو مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کا ذکر کیا تھا
افشاء کرنا نہ چاہتا تھا۔ اگر حضور حفصہ سے نکاح نہ کرتے تو میں قبول کر لیتا۔

حضرت حفصہ سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے صرف پانچ بخاری میں ہیں۔
شعبان ۴۵ھ میں حضرت معاویہ کے عہد خلافت میں انتقال فرمایا۔ مروان بن الحکم نے
تھا۔ نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع کے گھر سے مغیرہ کے گھر تک جنازہ کو کندھا دیا۔
گھر سے قبر تک حضرت ابوہریرہ نے یہ شرف حاصل کیا۔

حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

نام ام سلمہ کنیت تھی۔ باپ کا نام حذیفہ اور بقول بعض سہیل تھا۔ ماں کا نام عاتکہ
تھا۔ پہلے اپنے چچازاد بھائی ابو سلمہ (عبداللہ بن عبدالاسد بن مغیرہ) کے نکاح میں
حضرت ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ ام سلمہ و ابو سلمہ دونوں قدیم الاسلام تھے۔ دونوں
ہجرت کی۔ چنانچہ ان کے بیٹے سلمہ حبشہ ہی میں پیدا ہوئے۔ پھر مکہ میں آئے اور
ہجرت کی۔ ام سلمہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔ مدینہ ہی میں

ان کے ہاں عمر اور درہ زینب پیدا ہوئیں۔

حضرت ابو سلمہ بدر و احد میں شریک ہوئے۔ احد میں زخمی ہو گئے۔ [illegible]
چنگا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک سریہ میں بھیج دیا۔ ایک ماہ کے [illegible]
پھر پھوٹ آیا۔ اور آٹھ جمادی الاخری ۴ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت [illegible]
تھیں۔ وضع حمل کے بعد حضرت ابو بکر و عمر نے خواستگاری کی قوام سلمہ نے [illegible]
اللہ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو مرحبا کہہ کر یہ عذر پیش کئے۔

(1) میں سخت غیور عورت ہوں۔

(2) صاحب عیال ہوں۔

(3) میرے اولیاء میں سے کوئی یہاں نہیں کہ میرا نکاح کر دے۔ [illegible]
ہے کہ میری عمر زیادہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان عذروں کا تسلی بخش جواب دیا اور نکاح ہو گیا۔

جب حدیبیہ میں صلح نامہ لکھا جا چکا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب [illegible]
اٹھو قربانیاں دو اور سر منڈواؤ۔ چونکہ صحابہ کرام کو بے تیل و مرام واپس [illegible]
نے تعمیل ارشاد میں تامل کیا۔ حضور خفا ہو کر حضرت ام سلمہ کے خیمہ میں [illegible]
اور امتثال امر میں توقف کی شکایت کی۔ ام سلمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ [illegible]
رکھیں۔ ان پر ایک امر عظیم گزرا ہے۔ ان کا خیال تو فتح مکہ کا تھا۔ ان کو یقین تھا [illegible]
جائیں گے۔ باوجود اختلاف مطلوب آپ نے قریش سے صلح کر لی۔ اور ان کی [illegible]
اس پر ہے کہ وہ نحر و حلق کریں تو آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں۔ اور خود نحر و حلق [illegible]
ان کو بجز اتباع چارہ نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور حضرت ام سلمہ کی [illegible]
ہو گئی اور یہ ان کی دانشمندی اور صواب رائے کی واضح دلیل ہے۔

حضرت ام سلمہ سے کتب متداولہ میں ۳۷۸ حدیثیں مروی ہیں۔ [illegible]
پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ اور تین کے ساتھ امام بخاری اور تیرہ کے ساتھ امام [illegible]
باقی دیگر کتب میں ہے۔

ازواج مطہرات میں سب کے بعد حضرت ام سلمہ نے ۸۴ برس [illegible]
ان کے سن وفات میں سخت اختلاف ہے۔ واقدی کا قول ہے کہ شوال ۵۹ھ [illegible]
حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ امام بخاری تاریخ کبیر میں ۵۹ھ لکھتے [illegible]
امام حسین کی شہادت کی خبر آنے کے بعد آخر ۶۱ھ میں وفات پائی۔ اور ایام [illegible]

[illegible] میں ہے کہ حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عبد اللہ بن صفوان حضرت ام سلمہ کی [illegible]
حاضر ہوئے اور ان سے اس لشکر کی بابت پوچھا جو زمین میں دھنس جائے گا۔ یہ سوال [illegible]
کیا اب یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو لشکر اسلام کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا تھا [illegible]
واقعہ حرہ آیا تھا۔ جو ۶۳ھ میں تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہ واقعہ حرہ [illegible]
تھیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

اصلی نام رملہ اور کنیت ام حبیبہ تھی۔ آپ حضرت ابو سفیان کی دختر نیک اختر اور حضرت [illegible]
[illegible] تھیں۔ پہلے عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ دونوں نے اسلام لا کر حبشہ کی [illegible]
[illegible] ثانیہ کی۔ وہیں ان کی لڑکی حبیبہ پیدا ہوئی۔ عبید اللہ عیسائی ہو کر حبشہ ہی میں مر گیا۔
[illegible] نے ام حبیبہ کی حالت و غربت کو مد نظر رکھتے ہوئے نجاشی کی معرفت نکاح کا پیغام [illegible]
[illegible] نے خوشی قبول کیا۔ چنانچہ نجاشی نے ۷ھ میں ان کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]
[illegible] مالہ اس کتاب میں پہلے آ چکا ہے۔ جب نکاح کے تمام رسوم ادا ہو گئے تو نجاشی نے ان [illegible]
[illegible] کے ساتھ حضور کی خدمت اقدس میں روانہ کر دیا۔

حضرت ام حبیبہ کی روایت سے کتب متداولہ میں ۶۵ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے [illegible]
[illegible] و مسلم کا اتفاق ہے۔ اور ایک کے ساتھ امام مسلم منفرد ہیں۔ باقی دیگر کتب میں ہیں۔
[illegible] مدینہ منورہ میں ۴۴ھ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔

حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا

ان کی پہلی شادی حضرت زید بن حارثہ سے ہوئی تھی۔ حضرت زید قبیلہ قضاعہ میں سے [illegible]
[illegible] میں گرفتار ہو کر مکہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے ہاتھ بطور غلام فروخت ہوئے۔
[illegible] نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ حضور نے نبوت سے پہلے ان کو آزاد
[illegible] کر دیا۔ اس لئے لوگ ان کو زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ حضرت زید سابقین الی الاسلام میں
[illegible] رسول اللہ ﷺ کی خاص توجہ تھی۔ آپ اہم امور میں ان سے کام لیتے۔ اور لشکر کی
[illegible] ان کے سپرد کر دیتے۔ اسی وجہ سے حضور نے ان کا نکاح اپنی پھوپھی امیمہ بنت
[illegible] صاحبزادی زینب بنت جحش سے کر دینا چاہا۔ مگر زینب اور ان کا بھائی راضی نہ ہوئے۔
[illegible] تری۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (احزاب۔ع۵)

(ترجمہ) کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں جس وقت خدا اور اس کا رسول [illegible] کر دے۔ کہ ان کو اپنے کام میں اختیار ہو۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی [illegible] صریح گمراہ ہو گیا۔

پس حضرت زینب نکاح پر راضی ہو گئیں اور نکاح ہو گیا۔

حضرت زید اگرچہ عربی الاصل تھے مگر قریش نہ تھے۔ قریش کی [illegible] عبدالمطلب کے لئے اشراف قریش میں کفو حلاش کئے جایا کرتے تھے اس لئے [illegible] حضرت زید حضرت زینب کی حرکات عادیہ کو کبر و تعاظم پر محمول کرتے تھے۔ [illegible] بھی ان سے متنفر رہتے تھیں۔ چنانچہ حضرت زید نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی [illegible] نے فرمایا کہ اس طرح کی باتوں پر طلاق نہیں دیا کرتے۔ اسی امر کی طرف آیہ ذیل [illegible]

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ [illegible] (احزاب۔ع۵)

(ترجمہ) اور جس وقت تو کہہ رہا تھا اس شخص سے جس پر اللہ نے اور تو نے انعام [illegible] بیوی کو اپنے لئے تھام رکھ اور خدا سے ڈر اور تو اپنے جی میں چھپاتا تھا اس چیز کو [illegible] والا ہے اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اور اللہ زیادہ لائق ہے اس کا کہ تو اس سے ڈرے۔

بایں ہمہ اگر زید ان کو طلاق دیتے تو ایسی سیدہ شریفہ کے لئے رسول اللہ [illegible] ہو سکتا تھا؟ اس لئے حضور انور کی خاطر اشرف میں آتا تھا کہ بصورت طلاق زینب [illegible] اور اس کے حقوق کی رعایت کے لئے ان سے نکاح کر لینا ضروری ہو گا۔ مگر آپ [illegible] سکتے تھے۔ کیونکہ جاہلیت میں متبنیٰ کو حکم ولد حقیقی سمجھتے تھے اور یہ عقیدہ [illegible] مطلقہ کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔

آخر کار حضرت زید نے طلاق دے دی۔ عدت گزرنے پر رسول اللہ ﷺ [illegible] نکاح کا پیغام دینے کے لئے زینب کے پاس بھیجا۔ حضرت زینب نے جواب دیا [illegible] لوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (احزاب۔ع۵)

[illegible] جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی ہم نے اس کو تجھ سے بیاہ دیا تاکہ مومنوں [illegible] والوں کی بیویوں کی تنگی نہ ہو اور جب ان سے حاجت پوری کر لیں اور امر الٰہی ہو کر [illegible]

[illegible] طرح حضرت زینب کا نکاح (۳ھ یا ۵ھ میں) ۳۵ برس کی عمر میں ہو گیا۔ حضرت [illegible] کی تھیں کہ دیگر ازواج مطہرات کا نکاح تو ان کے باپ یا بھائی یا ماں نے کر دیا۔ مگر [illegible] تعالیٰ نے آسمان سے کر دیا۔ اس نکاح میں یہ حکمت بھی تھی کہ پسر خواندہ کی مطلقہ کا [illegible] ہو گیا۔

[illegible] یہ نکاح ہو گیا تو منافقوں نے کہا کہ محمد ﷺ نے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام کر [illegible] بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ (احزاب۔ع۵)

[illegible] (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا کے پیغمبر اور خاتم [illegible]

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ (احزاب۔ع۱)

[illegible] اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تمہارے مونہوں کی بات ہے۔

پس حضرت زید جو زید بن محمد کہلاتے تھے اس کے بعد زید بن حارثہ کہلانے لگے۔

حضرت زینب آنحضرت ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہونے کے علاوہ جمال میں بھی ممتاز [illegible] لئے ازواج مطہرات میں سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ ہمسری کا دم بھرتی [illegible] خود حضرت صدیقہ فرماتی ہیں۔

كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ۔

[illegible] وہ میرا مقابلہ کرتی تھیں۔

آپ نہایت راست گو اور پارسا تھیں۔ جب حضرت عائشہ پر بہتان لگایا گیا تو آنحضرت [illegible] آپ سے حضرت عائشہ کی نسبت پوچھا۔ آپ نے صاف کہہ دیا۔

وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا۔

[illegible] واللہ مجھ کو عائشہ کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔

اسی راستی سے متاثر ہو کر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی عورت زینب سے [illegible] بہتر خدا سے زیادہ ڈرنے والی زیادہ سچ بولنے والی اور زیادہ صلہ رحم اور خیرات کرنے والی

نہیں دیکھی۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کچھ مال مہاجرین میں تقسیم فرما رہے [illegible]
معاملہ میں کچھ بول اٹھیں۔ حضرت عمر فاروق کو ناگوار گزرا۔ حضور ﷺ [illegible]
جانے دو یہ اواہ یعنی خاشع متضرع ہیں۔

حضرت زینب زاہدہ اور طبیعت کی فیاض تھیں۔ اپنے ہاتھ سے [illegible]
خدا کی راہ میں لٹا دیتیں۔ حضرت عمر فاروق نے ان کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار [illegible]
انہوں نے صرف ایک سال لیا۔ اور اپنے حاجت مند رشتہ داروں میں تقسیم [illegible]
خدا یا یہ عطیہ مجھے اگلے سال نہ ملے۔ حضرت فاروق کو یہ خبر لگی تو انہوں نے [illegible]
لئے ایک ہزار اور بھیجا۔ مگر حضرت زینب نے اسے بھی تقسیم کر دیا۔ آپ [illegible]
آئندہ سال وفات پائی۔

ایک روز آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا۔

اَسْرَعُکُنَّ لَحَاقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا۔

(ترجمہ) تم میں سے مجھ سے جلدی ملنے والی وہ ہے جس کا ہاتھ سب سے لمبا [illegible]

ازواج مطہرات اس ارشاد کو حقیقت پر محمول کرتی تھیں۔ چنانچہ [illegible]
فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد جب ہم [illegible]
جمع ہوتیں۔ تو ہم دیوار پر اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔ ہمارا یہی خیال [illegible]
زینب نے جو کوتاہ قد تھیں ہم سب سے پہلے انتقال فرمایا۔ اس وقت [illegible]
مذکورہ میں ہاتھ کا لمبا ہونا فیاضی کی طرف اشارہ تھا۔

جب حضرت زینب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا [illegible]
کر رکھا ہے۔ حضرت عمر فاروق بھی ایک کفن بھیجیں گے۔ دونوں میں [illegible]
چنانچہ اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ حضرت زینب نے مدینہ منورہ میں ۲۰ھ [illegible]
کی عمر میں انتقال فرمایا۔ حضرت عمر فاروق نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت [illegible]
کہ خود حضرت زینب کو قبر میں اتاریں۔ اس لئے ازواج مطہرات سے [illegible]
کون اتارے جواب آیا کہ جو حیات میں ان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا۔

حضرت زینب سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے [illegible]
ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ ہلالیہ

[illegible] مساکین کو کثرت سے کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لئے ام المساکین کی کنیت سے [illegible]
پہلے حضرت عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں حضرت عبداللہ نے جنگ احد (۳ھ) [illegible]
میں شہید ہوئے۔ اسی سال آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں اور صرف دو تین مہینے حضور کی [illegible]
رفاقت پائی تھیں کہ تیس سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا اور جنت البقیع میں دفن [illegible]
ہوئیں۔ خدیجۃ الکبریٰ کے بعد یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی حیات [illegible]
میں انتقال فرمایا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ہلالیہ

[illegible] بن ام الفضل لبابہ کبریٰ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔ [illegible]
پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کے نکاح میں تھیں۔ مسعود نے طلاق دے دی۔ تو [illegible]
ابورہم نے ان سے شادی کر لی۔ اور ابورہم کے انتقال کے بعد حضرت عباس نے ان کا [illegible]
نکاح میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ کر دیا۔ سرف ہی میں ۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ [illegible]
عباس نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا۔ جب جنازہ اٹھانے لگے تو [illegible]
عباس نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ انکے جنازے کو زیادہ حرکت نہ دو۔ [illegible]
ابن ابی روایت سے ۷۶ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے سات پر بخاری و مسلم کا اتفاق

حضرت جویریہ خزاعیہ مصطلقیہ رضی اللہ عنہا

حضرت جویریہ کا والد حارث بن ابی ضرار تھا جو قبیلہ بنی مصطلق کا سردار تھا۔ یہ پہلے [illegible]
مسافع بن مصطلقی کے نکاح میں تھیں۔ جو غزوہ مریسیع (۵ھ) میں قتل ہوا۔ اس غزوہ میں [illegible]
[illegible] غلام مسلمانوں کے ہاتھ آئے چنانچہ حضرت جویریہ حضرت ثابت بن قیس بن [illegible]
[illegible] کے حصہ میں آئیں۔ مگر انہوں نے حضرت ثابت سے نو اوقیہ سونے پر کتابت کر لی۔
[illegible] ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یوں عرض کی۔ "یا رسول اللہ! میں حارث کی
[illegible] ہوں۔ میرا حال آپ سے پوشیدہ نہیں۔ میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئی
[illegible] ان سے نو اوقیہ سونے پر کتابت کر لی ہے۔ یہ رقم میرے مقدور سے زائد ہے۔ مگر
[illegible] فیاضی کی امید پر منظور کر لی ہے۔ اور اب اسی کا سوال کرنے کے لئے آپ کی

خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے بہتر چیز [illegible]
انہوں نے پوچھا وہ چیز کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تمہارا [illegible]
ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں۔ حضرت جویریہ نے یہ عرض کیا کہ مجھے منظور ہے۔ [illegible]
ﷺ نے حضرت ثابت کو بلایا۔ وہ بھی راضی ہو گئے۔ چنانچہ حضور انور نے نواقیہ [illegible]
حضرت جویریہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

جب لوگوں کو اس نکاح کی خبر لگی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے رشتہ [illegible]
رعایت سے بنی مصطلق کے باقی تمام لونڈی غلاموں کو آزاد کر دیا۔ حضرت عائشہ [illegible]
ہے کہ "ہم نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو اپنی قوم کے لئے جویریہ سے بابرکت [illegible]
ہو کیونکہ ان کے سبب سے بنی مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد ہو گئے۔"

جب حضرت جویریہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں تو ان کی عمر بیس سال [illegible]
ان کا نام برہ تھا۔ حضور انور نے بدل کر جویریہ رکھا۔ ربیع الاول ۵۰ھ میں انتقال فرمایا [illegible]
منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ان کی روایت سے سات حدیثیں منقول ہیں [illegible]
بخاری میں اور دو مسلم میں اور باقی دیگر کتب میں ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسرائیلیہ

باپ کا نام حیی بن اخطب تھا۔ جو بنو نضیر کا سردار تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا جو [illegible]
سردار سموال کی بیٹی تھی۔ حضرت صفیہ کی پہلی شادی سلام بن مشکم قریظی سے [illegible]
کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔ جب غزوۂ خیبر (۷ھ) میں آنحضرت [illegible]
ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح کیا۔ کنانہ قتل ہوا۔ حضرت صفیہ کا باپ اور بھائی کام آنے [illegible]
ہوئیں۔ جب خیبر کے تمام قیدی جمع کئے گئے تو دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت [illegible]
سے ایک لونڈی کی درخواست کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ جاؤ ایک لونڈی لے لو۔ چنانچہ [illegible]
حضرت صفیہ کو لے لیا۔ ایک صحابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی [illegible]
اللہ! آپ نے صفیہ جو رئیسہ قریظہ و نضیر تھی دحیہ کو عطا فرما دی۔ وہ تو آپ ہی کے لائق [illegible]
پر حضور ﷺ نے دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری لونڈی عطا فرما دیا اور خود صفیہ [illegible]
کے ان سے نکاح کر لیا۔ جب خیبر سے روانہ ہو کر صہبا میں پہنچے تو رسم عروسی ادا کی گئی [illegible]
سے حاضر جمع کر کے دعوت ولیمہ دی گئی۔

حضرت صفیہ نے تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور جنت [illegible]

[illegible]ں۔ ان کی روایت سے دس حدیثیں منقول ہیں جن میں صرف ایک متفق علیہ ہے۔

آنحضرت ﷺ کی اولاد کرام

پہلے ذکر آ چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اولاد (سوائے ابراہیم کے جو [illegible] قبطیہ کے بطن مبارک سے تھے) حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے تھی۔ صاحبزادیاں [illegible] تھیں۔ چاروں نے زمانہ اسلام پایا اور شرف ہجرت حاصل کیا مگر صاحبزادوں کی تعداد [illegible] ہے۔ قاسم و ابراہیم پر اتفاق ہے۔ بقول زبیر بن بکار (متوفی ۲۵۶ھ) صاحبزادے تین [illegible] عبدالرحمٰن (جن کو طیب و طاہر بھی کہتے تھے) ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اکثر [illegible] کی یہی رائے ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہما

آنحضرت ﷺ کی اولاد کرام میں حضرت قاسم بعثت سے پہلے پیدا ہوئے اور [illegible] سب سے پہلے انتقال فرما گئے۔ ابن سعد نے بروایت محمد بن جبیر مظلم نقل کیا ہے۔ کہ وہ [illegible] رہے۔ بقول مجاہد سات دن اور بقول مفضل بن غسان غلابی تیرہ مہینے زندہ رہے۔ ابن [illegible] لکھتے ہیں کہ سن تمیز کو پہنچ گئے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ان ہی کے نام پر ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں بعثت سے دس سال پہلے جب آنحضرت کی عمر [illegible] تیس سال کی تھی پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بقیط بن ربیع سے [illegible] ابوالعاص حضرت خدیجہ الکبریٰ کی بہن ہالہ کے بطن سے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے [illegible] خدیجۃ الکبریٰ کے کہنے سے ان کا نکاح بعثت سے پہلے حضرت زینب سے کر دیا تھا۔ جب [illegible] اور کو منصب رسالت عطا ہوا تو حضرت خدیجہ اور آپ کی صاحبزادیاں آپ پر ایمان لائیں [illegible] ابوالعاص شرک پر قائم رہا۔ اسی طرح حضور اقدس ﷺ نے بعثت سے پہلے اپنی صاحبزادی [illegible] کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے اور ام کلثوم کا عتیبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا۔

جب آنحضرت ﷺ نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو قریش نے آپس میں کہا کہ محمد ﷺ کی [illegible] ناکامی دو اور ان کو اس طرح تکلیف پہنچاؤ چنانچہ وہ ابوالعاص سے کہنے لگے کہ تو زینب کو طلاق [illegible] دے۔ ہم تیرا نکاح قریش کی جس لڑکی سے تو چاہے کرا دیتے ہیں۔ ابوالعاص نے انکار کیا مگر

ابولہب کے بیٹوں نے حضرت رقیہ و ام کلثوم کو ہم بستری سے پیشتر طلاق دے دی۔

اگرچہ اسلام نے حضرت زینب و ابوالعاص میں تفریق کر دی تھی۔ مگر ضعف کے سبب سے عمل درآمد نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ ہجرت و نزع میں آئی۔ بدر کے لئے آئے تو ابوالعاص بھی ان کے ساتھ آئے اور گرفتار ہو گئے۔ حضرت بھائی عمرو کے ہاتھ مکہ سے ان کا فدیہ بھیجا جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خد حضرت زینب کو پہنا کر پہلے پہل ابوالعاص کے ہاں بھیجا تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ ہار کو دیکھا تو آپ پر نہایت رقت طاری ہوئی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا زمانہ یاد آ ارشاد سے صحابہ کرام نے فدیہ واپس کر دیا اور ابوالعاص کو بھی چھوڑ دیا۔ آنحضرت العاص سے وعدہ لیا کہ مکہ جا کر حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیں گے۔

جب ابوالعاص مکہ روانہ ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ اور ا بھیجا کہ حضرت زینب کو بطن یاجج سے مدینہ لے آئیں۔ ابوالعاص نے مکہ میں ان وعدہ کیا۔ اور حضرت زینب سے کہہ دیا کہ تم اپنے والد کے ہاں چلی جاؤ۔ حضرت چپکے سفر کی تیاری کر لی۔ ابوالعاص کے بھائی کنانہ نے ان کو اونٹ پر سوار کر لیا اور دن کے وقت روانہ ہوا۔ قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا اور ذوطوی میں جا اسود جو بعد میں ایمان لایا آگے بڑھا۔ اس نے حضرت زینب کو نیزہ سے ڈرا کر اونٹ حاملہ تھیں۔ حمل ساقط ہو گیا۔ یہ دیکھ کر کنانہ نے ترکش میں سے تیر نکال کر زمین پر کہنے لگا۔ "جو شخص میرے نزدیک آئے گا وہ تیر سے بچ کر نہ جائے گا۔" یہ سن کر لوگ گئے۔ ابوسفیان نے کہا "ٹھہرو ہماری بات سن لو۔" اس پر کنانہ رک گیا۔ ابوسفیان کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں وہ تمہیں معلوم ہیں۔ اب اگر تم دن دہاڑے ان جاؤ گے تو لوگ اسے ہماری کمزوری پر محمول کریں گے۔ ہمیں زینب کو روکنے کی ضرو جب شور ہنگامہ کم ہو جائے گا تو رات کو اسے چوری چھپے لے جانا۔" کنانہ نے اس رائے اور چند روز کے بعد ایک رات حضرت زینب کو اونٹ پر سوار کر کے لے آیا۔ اور زید اور حوالہ کر دی۔ وہ دونوں ان کو مدینہ لے آئے۔

جمادی الاولیٰ ۶ھ میں ابوالعاص ایک قافلہ قریش کے ساتھ بغرض تجارت شام گئے۔ ان کے پاس قریش کا بہت سا مال تھا۔ مقام عیص کے نواح میں ان کو آنحضرت کا سریہ ملا۔ جو حضور نے اسر کردگی حضرت زید بن حارثہ بھیجا تھا۔ اس سریہ نے ابوالعاص کا لے لیا۔ ابوالعاص ہمراہیوں سمیت گرفتار ہو گئے۔ حضرت زینب نے ابوالعاص کو پناہ دی۔

ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو حضرت زینب نے پکار کر کہا کہ میں نے ابوالعاص مسلمانوں میں سے ایک ادنیٰ شخص پناہ دے سکتا ہے۔ اس لئے ہم نے بھی اس کو پناہ نے فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سفارش پر ابوالعاص کا دیا گیا۔ ابوالعاص نے مکہ میں پہنچ کر وہ مال قریش کے حوالہ کر دیا۔ پھر کہا اے گروہ میں سے کسی کا مال میرے ذمہ باقی ہے؟ سب بولے کہ نہیں۔ خدا تجھے جزائے خیر ابوالعاص نے کلمہ شہادت پڑھ کر کہا "اللہ کی قسم! حضرتؐ کے پاس اسلام لانے امر مانع ہوا کہ تم گمان کرتے کہ میں نے صرف تمہارے مال ہضم کر جانے کے لئے کیا ہے۔ اس کے بعد ابوالعاص نے محرم ۷ھ میں مدینہ میں آ کر اظہار اسلام کیا۔ اور ﷺ نے حضرت زینب کو نکاح اول یا نکاح جدید کے ساتھ ان کے حوالہ کر دیا۔

حضرت زینب نے ۸ھ میں انتقال فرمایا۔ ام ایمن سودہ بنت زمعہ اور ام سلمہ نے غسل اللہ ﷺ اور ابوالعاص نے قبر میں اتارا۔

حضرت زینب کی اولاد ایک لڑکا علی نام اور ایک لڑکی امامہ تھی۔ حضرت علی نے اپنی زندگی میں چھوٹی عمر میں قریب بلوغ کے وفات پائی ابن عساکر کہتے ہیں کہ بعض اہل کیا ہے کہ وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

آنحضرت ﷺ کو امامہ سے بڑی محبت تھی۔ نماز میں بھی ان کو اپنے کندھے پر رکھ رکوع ادا کرتے تو اتار دیتے۔ اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو پھر سوار کر لیتے۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک حلہ بھیجا۔ جس میں ایک سونے کی انگوٹھی کا نگینہ حبشی تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے وہ انگوٹھی امامہ کو عطا فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز کسی نے حضور اقدس ﷺ کی میں ہدیہ بھیجا۔ جس میں ایک زرین ہار تھا۔ ازواج مطہرات سب ایک مکان میں جمع تھیں۔ ان کے ایک گوشہ میں مٹی سے کھیل رہی تھیں۔ حضور نے ہم سب سے پوچھا کہ یہ ہار کیا ہم نے عرض کیا کہ اس سے خوبصورت و عجیب ہار ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا اپنے محبوب ترین اس کو دوں گا۔ ازواج مطہرات سمجھیں کہ عائشہ کو ملے گا۔ مگر حضور بلایا اور اپنے دست مبارک سے وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔

حضرت ابوالعاص حضرت زبیر بن العوام سے امامہ کے نکاح کر دینے کی وصیت کر گئے حضرت فاطمہ زہرا نے مرتے وقت حضرت علی مرتضیٰ سے وصیت کی کہ میرے بعد امامہ نکاح کر لینا۔ اس لئے حضرت زہرا کے بعد حضرت زبیر نے امامہ کا نکاح حضرت علی سے کر

دیا۔ چنانچہ حضرت علی نے حضرت مغیرہ بن نوفل سے وصیت کی کہ میرے [illegible]
کر لینا۔ چنانچہ حضرت مغیرہ نے حضرت علی کی شہادت کے بعد امامہ سے نکاح [illegible]
لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ امامہ کی کوئی اولاد نہیں۔ حضرت [illegible]
مغیرہ کے ہاں وفات پائی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

حضرت رقیہ اور ام کلثوم دونوں کی شادی ابولہب کے بیٹوں سے ہوئی [illegible]
مذکور ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو ابولہب لعین نے [illegible]
"اگر تم محمد کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میری [illegible]
حرام ہے۔" عتبہ اور عتیبہ دونوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ آنحضرت ﷺ [illegible]
حضرت عثمان غنی سے کر دیا۔

نکاح کے بعد حضرت عثمان نے حضرت رقیہ کے ساتھ حبشہ کی طرف [illegible]
کے ہاں وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا۔ عبداللہ نے اپنی ماں کے بعد [illegible]
کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عثمان حبشہ سے مکہ میں آئے۔ اور مکہ سے دونوں نے مدینہ [illegible]
کی۔ ایام بدر میں حضرت رقیہ بیمار تھیں۔ اس لئے حضرت عثمان ان کی تیمارداری [illegible]
میں شامل نہ ہوئے جس روز حضرت زید بن حارثہ فتح کی بشارت لے کر مدینہ میں [illegible]
حضرت رقیہ نے بیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آنحضرت ﷺ غزوہ بدر کے [illegible]
شریک نہ ہو سکے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

کنیت کے ساتھ ہی مشہور ہیں۔ پہلے عتیبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں [illegible]
نے ان کو اپنے باپ کے کہنے سے طلاق دی۔ رسول اللہ ﷺ سے گستاخی سے [illegible]
قمیص پھاڑ دی۔ تو حضور کی زبان مبارک سے نکلا۔ "یا اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک [illegible]
مسلط کر دے۔" کچھ مدت کے بعد ابولہب اور عتیبہ بغرض تجارت ایک قافلہ [illegible]
طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک راہب کے صومعہ کے پاس اترے۔ راہب نے [illegible]
درندے بہت ہیں۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہیں میری عمر اور میرا [illegible]
دو دے کہ ہاں۔ ابولہب نے کہا کہ محمد نے میرے بیٹے پر بددعا کی ہے۔ تم اپنی متاع [illegible]

[illegible] لئے اس کے اوپر اسلحہ کر دو۔ اور خود اس کے اردگرد سو جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔
[illegible] آیا۔ اس نے سب کو سونگھا۔ پھر متاع پر کود کر عتیبہ کو پھاڑ ڈالا۔ اہل قافلہ نے
[illegible] کیا مگر نہ ملا۔
[illegible] رقیہ کے بعد ربیع الاول ۳ھ میں ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنی سے ہوا۔ اور
[illegible] انتقال ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

[illegible] نام زہرا اور بتول لقب ہیں۔ جمال و کمال کے سبب سے زہرا کہلاتی تھیں اور ماسوا
[illegible] زہرا بتول تھیں۔ بعثت کے پہلے سال یا بعثت سے ایک سال پہلے یا پانچ سال پہلے
[illegible] روایات پیدا ہوئیں۔
[illegible] کے دوسرے سال آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح حضرت علی مرتضیٰ سے کر
[illegible] حضرت علی سے پوچھا کہ ادائے مہر کے واسطے تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علی
[illegible] ایک گھوڑا اور زرہ ہے۔ فرمایا کہ گھوڑا جہاد کے لئے ضروری ہے۔ زرہ کو فروخت کر
[illegible] اور زرہ حضرت عثمان غنی نے ۴۸۰ درہم کو خریدی۔ حضرت علی نے قیمت لا کر حضور
[illegible] کی۔ حضور نے اس میں سے کچھ حضرت بلال کو دیا کہ کوشبو خرید لائیں اور باقی جہیز
[illegible] ام سلیم کے حوالہ کیا۔ اس طرح عقد ہو گیا۔ جہیز میں یہ چیزیں تھیں۔ (۴) ایک
[illegible] کا تکیہ جس میں درخت خرما کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشک، دو
[illegible] سال ماہ ذوالحجہ میں رسم عروسی ادا کی گئی۔ حضرت علی مرتضیٰ نے ادائے رسم کے لئے
[illegible] ایا۔ پھر حضرت حارثہ بن نعمان نے دے دیا۔ (۵)
[illegible] آنحضرت ﷺ کو اپنے اہل میں فاطمہ سب سے پیاری تھیں۔ جب سفر پر جایا کرتے تو
[illegible] فاطمہ سے مل کر جاتے۔ جب واپس آتے تو سب سے پہلے فاطمہ سے ملتے۔ آپ فرمایا
[illegible] "فاطمہ میرا پارہ گوشت ہے۔ جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"
[illegible] امت حضور کا ارشاد ہے۔ خیر نساء هذه الامة ۔ سیدة نساء العالمین ۔ سیدة
[illegible] الجنة ۔ سیدة نساء المومنین ۔ افضل نساء الجنة ۔ صاحبزادیوں میں صرف
[illegible] زہرا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ نسل جاری ہے۔ اور قیامت تک رہے گا۔
حضرت فاطمہ کو گھر کا تمام کام کرنا پڑتا تھا۔ ایک روز خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس
[illegible] آئے ہیں۔ اس لئے وہ ایک خادمہ کی درخواست کرنے کے لئے حضور اقدس ﷺ کے

دولت خانہ میں آئیں۔ آخر کار بارگاہِ رسالت سے جو جواب ملا۔ اس کا ذکر پہلے
ضرورت نہیں۔

خانگی معاملات میں بعض دفعہ حضرت علی و فاطمہ میں رنجش ہو جا
علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں میں مصالحت کروا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز کا
ﷺ حضرت فاطمۃ زہرا کے دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت علی کو
حضرت زہراء سے (محاورہ عرب کے موافق) پوچھا کہ میرے چچا کا بیٹا کہاں
جواب دیا کہ ہم دونوں میں کچھ ان بن ہو گئی ہے۔ وہ ناراض ہو کر نکل گئے اور
نہیں فرمایا۔ حضور نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو تو کہاں ہیں؟ اس نے آکر
اللہ ﷺ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ حضور مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیکھا
کے بل لیٹے ہوئے ہیں۔ چادر پہلو سے گری ہوئی ہے۔ اور خاک آلود ہو رہے
جھاڑنے لگے اور فرمایا۔ اے ابو تراب اٹھ بیٹھو (اس حدیث کے راوی حضرت
کرتے ہیں کہ حضرت علی کو اس نام سے پیارا کوئی نہ تھا۔ (متفق)

فتح مکہ کے بعد حضرت علی نے ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا۔
رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگیں۔ "آپ کی قوم کی
صاحبزادیوں کے لئے ناراض نہیں ہوتے۔ یہ دیکھئے کہ علی ابو جہل کی لڑکی سے
ہیں۔" یہ سن کر حضور نے فرمایا "ابعد میں نے ابو العاص سے اپنی صاحبزادی کا
مجھ سے بات کی اور سچ کر دکھائی۔ مجھ سے وعدہ کیا اور پورا کر دیا۔ فاطمہ میرا گوشت
پسند نہیں کرتا کہ اسے تکلیف پہنچے۔ اللہ کی قسم! رسول خدا کی لڑکی اور دشمن خدا کی
کے ہاں جمع نہ ہوں گی۔" یہ سن کر حضرت علی نے خواستگاری چھوڑ دی۔

آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد حضرت فاطمہ بھی
وصال شریف کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ میں انتقال فرما گئیں۔ حضرت
پڑھائی۔ بقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں۔ حضرت علی و عباس و فضل نے قبر میں

حضرت زہراء کی اولاد تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ امام حسن و
جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ محسن و رقیہ جو بچپن میں انتقال کر گئے۔ ام کلثوم
حضرت عمر فاروق سے ہوئی۔ زینب جن کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ ان
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی سے نسل نہیں رہی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی اولاد میں یہ سب سے چھوٹے ہیں۔ بعثت کے بعد پیدا ہوئے
بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہما

حضرت ﷺ کی سب سے آخری اولاد ہیں۔ ذی الحجہ ۸ھ میں مقام عالیہ میں جہاں
حضرت ماریہ قبطیہ رہا کرتی تھیں پیدا ہوئے۔ اسی سبب سے عالیہ کو مشربہ ابراہیم بھی
کہا جاتا ہے۔ ابو رافع کی بیوی سلمیٰ نے جو آنحضرت ﷺ یا آپ کی پھوپھی صفیہ کی لونڈی تھیں
خدمت انجام دی۔ جب ابو رافع نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی ولادت کی بشارت دی تو
آپ نے اسے ایک غلام عطا فرمایا۔ ساتویں دن عقیقہ دیا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے نام پر ابراہیم نام رکھا۔

دودھ پلانے کے لئے آنحضرت ﷺ نے ابراہیم کو ام سیف کے حوالہ کیا۔ ام سیف کا
شوہر ابو سیف تھا۔ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ابراہیم کو دیکھنے
مدینہ میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ہم آپ کے ساتھ ہوا کرتے۔ حضرت
انس نے کر چوما کرتے گھر دھوئیں سے پر ہوا کرتا۔ بعض دفعہ میں پیشتر پہنچ کر ابو سیف
کو رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ دھواں نہ کرو۔ یہ سن کر ابو سیف اپنا کام

حضرت ابراہیم نے ام سیف ہی کے ہاں انتقال فرمایا۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ
آپ کو خبر ہوئی کہ ابراہیم حالت نزع میں ہے۔ اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف آپ کے
ہمراہ ان کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ نزع کی حالت ہے۔ گود میں اٹھا لیا۔
آنسو جاری ہو گئے۔ عبدالرحمٰن نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسا کرتے
ہیں؟ آپ ابہ رحمت و شفقت (میت پر) ہے پھر فرمایا "ابراہیم! ہم تیری جدائی سے
آنسوں اشک بار ہیں۔ دل غمگین ہے۔ ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔"
بقیع ہی چارپائی پر جنازہ اٹھایا گیا۔ بقیع میں آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔
عثمان بن مظعون کی قبر کے متصل دفن ہوئے۔ فضل و اسامہ نے قبر میں اتارا۔ رسول اللہ
قبر پر کھڑے تھے۔ آپ کے ارشاد سے ایک انصاری پانی کی مشک لایا اور قبر پر
شناخت کے لئے ایک نشان قائم کیا گیا۔ جیسا کہ حضرت عثمان کی قبر پر کیا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم کی عمر حسب روایت صحاح ۱۷۵ یا ۱۸۰ سال تھی۔

عرب جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ جب کوئی بڑا شخص مر جاتا ہے تو سورج یا چاند میں گہن لگ جاتا ہے۔ اتفاق سے حضرت ابراہیم کی موت کے [illegible] گہن لگ گیا تھا۔ اس لئے لوگ کہنے لگے کہ یہ ابراہیم کی موت کے [illegible] نے فرمایا کہ سورج چاند خدا تعالیٰ کے دو نشان ہیں۔ کسی کی موت سے [illegible]

اعتراض

یہود و نصاریٰ اور ان کے کاسہ لیس آنحضرت ﷺ کی [illegible] اور آپ کی شان میں دریدہ دہنی کرتے ہیں۔

جواب

اس اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں [illegible]

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً [illegible]

(ترجمہ) اور البتہ بیشک ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبر بھیجے اور ان کو عورتیں [illegible]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ سے خطاب [illegible] پیغمبر گزرے ہیں ہم نے ان کو عورتیں دیں جیسا کہ تجھ کو دیں۔ [illegible] ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کے ہاں تین بیویاں تھیں (پیدائش باب [illegible] باب ۲۵ آیہ اول) حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔ [illegible] ۴۔۹) ان چار میں سے راحیل کی نسبت لکھا ہے۔

"راحیل خوبصورت اور خوش نما تھی۔ یعقوب (نکاح [illegible]

"(پیدائش باب ۲۹۔ آیہ ۱۷۔۱۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں۔ (خروج [illegible] اول) حضرت جدعون نبی کی بہت سی بیویاں تھیں۔ جن سے ستر [illegible] آیہ ۳۰) حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاں بہت سی بیویاں تھیں [illegible] ۲۷۔ باب ۲۵۔ آیہ ۴۲۔ ۴۳۔ دوم سموئیل باب ۳۔ آیہ ۲ تا [illegible] علیہ السلام نے حالت پیری میں ابی ساج سونمی سے نکاح کیا تا کہ [illegible] اول) حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں بہت عورتیں تھیں۔ [illegible]

[illegible] سو جوروں یا بیگمات تھیں اور تین سو حرم میں۔ اور اس کی جوروں نے اس [illegible] ایسا ہوا کہ جب سلیمان بوڑھا ہوا تو اس کی جوروں نے اس کے دل کو غیر [illegible] دل کیا۔"

[illegible] ہوا کہ ایک سے زائد زوجہ کا ہونا نبوت کے منافی نہیں۔ بائبل میں جو [illegible] دریدہ دہنی کی گئی ہے ہم اسے غلط سمجھتے ہیں اور پیغمبروں کو معصوم جانتے ہیں۔ [illegible] اسلام۔

[illegible] شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

[illegible] اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔

[illegible] میرے لئے عورتیں اور خوشبو محبوب بنائی گئی اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز [illegible]

[illegible] حدیث کے معنی میں دو قول بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ حب ازواج زیادہ [illegible] تکلیف اور ہمتغنائے شریعت آنحضرت کے ادائے رسالت سے غافل ہونے کا [illegible] کے باوجود حضور اس سے کبھی بھی غافل نہ رہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حب [illegible] کے لئے مشقت زیادہ اور اجر اعظم ہے۔ دوسرے یہ کہ حب نساء اس واسطے ہوا کہ [illegible] اپنی ازواج کے ساتھ ہوں اور مشرکین جو آپ کو ساحر و شاعر ہونے کی تہمت [illegible] ہے۔ اس عورتوں کا محبوب بنایا جانا آپ کے حق میں نظر دہانی ہے۔ بہر صورت [illegible] کے باعث فضیلت ہے۔

[illegible] حدیث کے اخیر میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ محبت آنحضرت ﷺ کے [illegible] کار کے ساتھ کمال مناجات سے مانع نہیں۔ بلکہ حضور باوجود اس محبت کے لئے اللہ [illegible] ایسے متوجہ ہیں کہ اس کی مناجات میں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رہتی ہیں۔ اور ماسوا [illegible] ٹھنڈک نہیں۔ پس حضور کی محبت حقیقت میں صرف اپنے خلق تبارک و تعالیٰ [illegible] اور حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ حب نساء جب حقوق عبودیت کے ادا میں [illegible] اطاعت الی اللہ کے لئے ہو تو وہ از قبیل کمال ہے۔ ورنہ از قبیل نقصان ہے۔

[illegible] تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جو چار سے زیادہ ازواج کی اجازت [illegible] اس کا بھید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بواطن شریعت و ظواہر شریعت اور وہ امور جن [illegible] آتی ہے اور وہ جن کے ذکر سے شرم نہیں آتی یہ سب بطریق نقل امت تک پہنچ

جائیں چونکہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ شرمیلے تھے ا
لئے چار سے زائد عورتیں جائز کر دیں جو شرع میں سے نقل کریں
دیکھے اور اقوال کانوں سے جن کو حضور مردوں کے سامنے بیان کر
اس طرح نقل شریعت کامل ہو جائے۔ حضور کی ازواج کی تعداد
اقوال وافعال کے نقل کرنے والے زیادہ ہو جائیں۔ ازواج مطہرات
وغیرہ کے مسائل معلوم ہوئے۔ یہ کثرت ازواج حضور کی طرف
سے نہ تھی اور نہ آپ دلی کو العیاذ باللہ لذت بشریہ کے لئے پسند
لئے صرف اس واسطے محبوب بنائی گئیں کہ وہ آپ سے ایسے مسائل
لانے سے حضور شرم وحیا کرتے تھے۔ پس آپ بدیں وجہ ازواج
شریعت کے ایسے مسائل کے نقل کرنے پر اعانت تھی۔ ازواج
کسی اور نے نہیں کئے۔ چنانچہ انہوں نے حضور انور کے منام اور حالت
وبات دیکھیں اور عبادت میں آپ کا جو اجتہاد دیکھا اور وہ امور دیکھے
کہ وہ صرف پیغمبر میں ہوتے ہیں اور ازواج مطہرات کے سوا کوئی اور
ازواج مطہرات سے مروی ہیں۔ اس طرح حضور کی کثرت ازواج

باب

ت پر آنحضرت ﷺ کے حقوق کا بیان

ا۔ ایمان واتباع

ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان لانا فرض ہے۔ آپ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی
ں اس کی تصدیق فرض ہے۔ ایمان بالرسول کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو

لم نؤمن باللہ ورسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا۔ (فتح۔ ع ۲)
رسول اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا۔ پس تحقیق ہم نے کافروں کے لئے

میں بتادیا گیا ہے کہ جو شخص ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا جامع نہ ہو وہ کافر

ﷺ کی اطاعت واجب ہے۔ آپ کے اوامر کا امتثال اور آپ کے نواہی سے

ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ
العقاب۔ (حشر۔ ع ۱)
رسول تم کو دے تم اسے لے لو اور جس سے تم کو منع فرمائے۔ اس سے تم باز
تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔

ﷺ کی سیرت وسنت کا اقتداء واتباع واجب ہے۔
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ
رحیم۔ (آل عمران۔ ع ۴)
اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔ اور

تم کو تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ
وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔ (احزاب۔ ع ۳)

(ترجمہ) بیشک تمہارے واسطے رسول اللہ میں اچھی پیروی تھی اس شخص
اور روز آخر کی توقع رکھتا تھا اور جس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ (احزاب

(ترجمہ) نبی مومنوں کے لئے ان کی جانوں سے سزاوار تر ہیں اور ازواج
اس آیت سے ظاہر ہے کہ دین و دنیا کے ہر امر میں آنحضرت
جانوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ اگر حضور کسی امر کی طرف بلائیں اور اپنے
کی طرف بلائیں تو حضور کی فرمانبرداری لازم ہے کیونکہ حضور جس امر کی
میں ان کی نجات ہے۔ اور ان کے نفوس جس امر کی طرف بلاتے ہیں اس
لئے واجب ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ
جائیں حضور پر فدا کر دیں۔ اور جس چیز کی طرف آپ بلائیں اس کا اتباع کریں

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں
تحریر فرماتے ہیں۔

"جو شخص یہ نہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ ہی میری جان کے مالک
تمام حالات میں رسول اللہ ﷺ کی ولایت (حکم و تصرف) نافذ ہے
سنت کی حلاوت نہیں چکھی۔ کیونکہ آپ اولیٰ بالمومنین ہیں۔"

ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے اندازہ لگ
اللہ تعالیٰ عنہم حضور سرور انام ﷺ کا اتباع کیسے بے چون و چرا کیا کرتے

1۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات
صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
ﷺ کے کفن میں کتنے کپڑے تھے۔ حضور کی وفات شریف کس دن ہوئی
تھی کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن و یوم وفات میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ
ہو۔ (۱) حیات میں تو حضور انور ﷺ کا اتباع تھا ہی۔ وہ ممات میں بھی
اللہ اللہ یہ شوق اتباع کیوں نہ ہو۔ صدیق اکبر تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ

2۔ حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ جس امر پر رسول اللہ

نہیں چھوڑتا۔ اگر میں آپ کے حال سے کسی امر کو چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ
انحراف (۲) ہو جاؤں گا۔

زید کے باپ اسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کو دیکھا کہ
اسود کو بوسہ دیا۔ اور (اس کی طرف نگاہ کر کے) فرمایا۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو
نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری کتاب المناسک)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے
کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو نکال کر پھینک دیا۔ اور فرمایا۔ "کیا تم میں سے کوئی
کی انگارا اپنے ہاتھ میں ڈالے؟" رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے
کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھالے اور (بیچ کر) اس سے فائدہ اٹھا۔ اس نے جواب
قسم میں اسے کبھی نہ لوں گا۔ حالانکہ رسول خدا ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے۔
مسلم باب الخاتم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک جماعت پر ہوا جن کے سامنے بھنی
تھی۔ انہوں نے آپ کو بلایا۔ آپ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ دنیا
گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ (مشکوٰۃ حوالہ صحیح بخاری۔ باب فضل

رسول اللہ ﷺ کے لئے آٹے کی بھوسی کبھی صاف نہ کی جاتی تھی۔ (بخاری کتاب
نے روایت ابو اسحاق روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں نے
چھانے آٹے کی روٹی کھاتے دیکھا ہے۔ اس لئے میرے واسطے آٹا نہ چھانا جایا
سعد جزء اول۔ قسم ثانی ص ۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ اپنی اونٹنی ایک مکان کے
اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نہیں جانتا مگر اتنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ
اس لئے میں نے بھی کیا۔ (امام احمد و بزار) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر
میں حضور رسالت مآب ﷺ کا اقتداء کیا کرتے تھے۔

اوی سے ملحق حضرت عباس بن عبدالمطلب کا مکان تھا۔ جس کا پرنالہ بارش
نمازیوں پر گرا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اکھاڑ
آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اللہ کی قسم اس پرنالے کو رسول اللہ ﷺ نے
میری گردن پر سوار ہو کر لگایا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق نے جواب

قلوبہم)

7۔ فتح مکہ میں حضرت عباس ابو سفیان بن حرب کو جواب تک ایمان نہ
پیچھے خچر پر سوار کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ حضرت عمر فاروق
اگر اجازت ہو تو اس دشمن خدا کی گردن اڑا دوں۔ حضرت عباس نے عرض کیا
ابو سفیان کو پناہ دی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے اصرار کیا تو حضرت عباس نے
اگر ابو سفیان قبیلہ بنو عدی میں سے ہوتے تو آپ ایسا نہ کہتے۔ اس پر حضرت عمر فاروق
عباس جس دن آپ اسلام لائے۔ آپ کا اسلام میرے نزدیک خطاب کے اسلام
لاتا) زیادہ محبوب تھا۔ کیونکہ آپ کا اسلام رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب
8۔ جنگ احد میں ایک عفیفہ کے باپ بھائی اور شوہر شہید ہو گئے۔
پروانہ کی اور پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ جب اسے بتا دیا
خیر ہیں۔ تو بولی کہ مجھے دکھا دو۔ حضور کو دیکھ کر کہنے لگی۔

کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ۔ تیرے ہوتے ہر ایک مصیبت ہیچ ہے۔

بوجھ کر اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج و الم

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

9۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر کا پاؤں
یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ آپ کے نزدیک جو سب لوگوں سے زیادہ محبوب
سن کر آپ نے کہا۔ یا محمد (ﷺ) (اور آپ کا پاؤں اچھا ہو گیا)
10۔ حضرت بلال بن رباح کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے
غم) یہ سن کر حضرت بلال نے کہا:۔

واطرباہ غداً نلقی الاحبۃ محمداً و حزبہ۔

(ترجمہ) وائے خوشی! میں کل دوستوں یعنی محمد اور آپ کے اصحاب سے ملوں گا
11۔ جب ۷ھ میں قبیلہ اشعریین میں سے حضرت ابو موسیٰ
آئے تو زیارت سے مشرف ہونے سے پہلے پکار پکار کر یوں کہنے لگے:۔

(غداً نلقی الاحبۃ محمداً و حزبہ)

کل دوستوں یعنی محمد اور آپ کے دوستوں سے ملیں گے۔ (۷)
12۔ جنگ احد کے بعد قبیلہ عضل و قارہ کے چند اشخاص آنحضرت ﷺ کی خدمت
کہنے لگے کہ آپ اپنے چند اصحاب کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں تاکہ وہ ہم کو
دیا کریں۔ آپ نے مرثد بن ابی مرثد، خالد بن بکیر، عاصم بن ثابت، خبیب بن عدی،
عبداللہ بن طارق کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ جب وہ آب رجیع پر پہنچے تو انہوں نے بے
قبیلہ ہذیل کو بلا لیا اور ہذیل کے ساتھ مسلح ہو کر ان اصحاب کو گھیر لیا۔ اور کہا کہ خدا کی
قتل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم تمہارے عوض میں اہل مکہ سے کچھ لینا چاہتے ہیں۔ حضرت
عاصم نے اپنے تئیں دشمنوں کے حوالے نہ کیا اور مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔
ہاتھ انہوں نے جکڑ لئے۔ جب ظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ نکال
تلوار میں لی۔ دشمن پیچھے ہٹ گیا اور دور سے پتھر پھینکتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت
ہو گئے۔ باقی دو کو انہوں نے قریش کے ہاتھ بیچ دیا۔ چنانچہ حضرت زید کو صفوان بن
دیا تاکہ ان کو اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے قتل کر دے۔ صفوان نے حضرت زید
لطاس کے ساتھ تنعیم میں بھیج دیا۔ حضرت زید کو قتل کرنے کے لئے حد حرم سے باہر
ابو سفیان نے (جو اب تک اسلام نہ لائے تھے) ان سے یوں کہا:۔
اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت
جائے تمہارے محمد ﷺ ہوں جن کو ہم قتل کر دیں اور تم آرام سے اپنے اہل میں

زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:۔
کی قسم میں پسند نہیں کرتا کہ محمد ﷺ اس وقت جس مکان میں تشریف رکھتے
کانٹے کی تکلیف بھی ہو اور میں آرام سے اپنے اہل میں بیٹھا رہوں۔"
سن کر ابو سفیان نے کہا:۔
میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ دوسروں سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسا کہ
اصحاب محمد سے رکھتے ہیں۔"
ان کے غلام لطاس نے حضرت زید کو شہید کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سیرت ابن
ابن اسحاق)

علامات حب صادق

آنحضرت ﷺ کے محب صادق میں علامات ذیل پائی جاتی ہیں [illegible]
محبتی ﷺ کا دعویٰ کرے اور اس میں یہ علامات نہ پائی جائیں تو وہ حب میں [illegible]

1۔ آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال و آثار کا اقتداء آپ کی [illegible]
اوامر کا امتثال اور آپ کی نواہی سے اجتناب اور آپ کے آداب سے آراستہ [illegible]

2۔ آنحضرت ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا۔ مثلاً درود شریف [illegible]
حدیث شریف پڑھنا۔ مولود شریف کا پڑھنا یا مجالس میلاد شریف میں شامل [illegible]

3۔ آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کا [illegible]
حضرت بلال و ابو موسیٰ وغیرہ کو تھا۔

4۔ آنحضرت ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا (تفصیل آگے آئے گی [illegible]

5۔ آنحضرت ﷺ جن سے محبت رکھتے تھے (اہل بیت [illegible]
انصار) ان سے محبت رکھنا۔ اور جو شخص ان بزرگواروں سے عداوت [illegible]
اور جو ان کو سب و شتم کرے اس کو برا جاننا۔

صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ [illegible]
کو محبوب و پسندیدہ تھیں وہی صحابہ کرام کو بھی محبوب تھیں۔ جیسا کہ [illegible]

"حضرت عبید بن جریج سے روایت ہے کہ اس نے حضرت [illegible]
تم بیل کے دباغت کئے ہوئے چمڑے کا بے بال جوتا پہنتے ہو۔ حضرت [illegible]
رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایسا جوتا پہنا کرتے تھے جس میں [illegible]
کرتے تھے۔ اس لئے میں دوست رکھتا ہوں کہ ایسا جوتا پہنوں۔ (شمائل [illegible]

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک درزی نے رسول اللہ [illegible]
جو اس نے تیار کیا تھا۔ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ [illegible]
کے آگے لایا گیا جس میں کدو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا۔ میں نے [illegible]
دیکھا کہ پیالے کے اطراف سے کدو کی قاشیں تلاش کرتے تھے [illegible]
کدو ہمیشہ پسند کرتا رہا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین۔ کتاب الاطعمہ [illegible]

اس روایت کا ذکر آیا کہ حضور سرور عالم ﷺ کدو کو پسند فرماتے تھے [illegible]
احبہ (میں اس کو پسند نہیں کرتا۔) یہ سن کر امام موصوف نے [illegible]

[illegible] الایمان والا لا قتلتک۔
[illegible] ایمان کر ورنہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ (مرقاۃ جزء ثانی ص ۷۷)

[illegible] روز حضرات حسن بن علی اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
[illegible] رسول اللہ ﷺ) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے واسطے وہ کھانا تیار کرو
[illegible] ﷺ پسند فرمایا کرتے اور خوش ہو کر کھایا کرتے تھے۔ اس نے (امام حسن سے) کہا۔
[illegible] پسند نہ کرو گے۔ حضرت امام نے کہا کہ تم ہمارے واسطے وہی تیار کرو۔ پس حضرت
[illegible] ایک ہنڈیا میں چڑھا دیا۔ اوپر سے روغن زیتون اور کالی مرچیں اور زیرہ ڈال دیا۔
[illegible] آگے رکھ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کھانے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اور خوش
[illegible] تھے۔ (شمائل ترمذی)

[illegible] لوگ آنحضرت ﷺ سے بغض و دشمنی رکھیں ان کو اپنا دشمن سمجھنا اور مخالف
[illegible] دور رہنا۔ مخالف شریعت سے نفرت کرنا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
[illegible] قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ
[illegible] اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔
(مجادلہ۔ ع ۳)

[illegible] کسی قوم کو جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے
[illegible] رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے
[illegible] بھائی کے ہوں

[illegible] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پورا پورا عمل تھا۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ
[illegible] اپنی آل و اولاد جان و مال سے دریغ نہ کیا۔ کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے اذیتیں
[illegible] اور رسول کے لئے اپنا وطن چھوڑا۔ خویش و اقارب سے رشتہ الفت توڑا۔ اعلاء
[illegible] کیا اور خدا اور رسول کی خوشنودی کے لئے اعداء اسلام کو خواہ اقارب ہی ہوں
[illegible] چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے یوم بدر میں اپنے والد کو قتل کر دیا۔
[illegible] الناقفین تھا۔ اس کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے رسول اللہ
[illegible] اجازت ہو تو میں ان ابی کو قتل کر دوں۔ مگر حضور اقدس ﷺ نے اجازت نہ
[illegible] صدیق نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ مخزومی کو قتل کر
[illegible] حضرت ابو بکر صدیق کے لڑکے عبدالرحمٰن نے جو اس وقت تک ایمان نہ
[illegible] تو حضرت صدیق اکبر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے مگر رسول اللہ

ﷺ نے اجازت نہ دی۔ (۱۱) جنگ احد میں حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی کو
(۱۲) حضرات علی و حمزہ و عتبہ بن حارث نے جنگ بدر میں عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ اور
کو جو ان کے گھرانے کے تھے قتل کر ڈالا۔ جنگ بدر کے خاتمہ پر رسول اللہ ﷺ نے
بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے
لیکن حضرت فاروق نے عرض کیا کہ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم ان کو قتل
مثلاً عقیل کو حضرت علی کے حوالے کر دیں اور میرے فلاں رشتہ دار کو میرے سپرد
حضور رحمۃ للعلمین نے حضرت صدیق اکبر کی رائے پر عمل کیا۔ (۱۳)

7۔ قرآن کریم سے محبت رکھنا۔ جس کو رسول اکرم ﷺ نے اپنا اخلاق
قرآن کریم سے محبت رکھنے کی نشانی یہ ہے کہ ہمیشہ اس کی تلاوت کرے اور اس کے معانی
اس کے احکام پر عمل کرے۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں:۔

"خدا کی محبت کی نشانی قرآن سے محبت رکھنا ہے۔ اور قرآن سے محبت رکھنے کی
رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنے کی نشانی آپ کی
محبت رکھنا ہے اور سنت سے محبت رکھنے کی نشانی آخرت سے محبت رکھنا ہے اور آخرت
رکھنے کی نشانی دنیا سے بغض رکھنا ہے۔ اور بغض دنیا کی علامت یہ ہے کہ اس سے جز کفاف
یموت ذخیرہ نہ کرے۔ جیسا کہ مسافر اپنے ساتھ اسی قدر توشہ لے جاتا ہے کہ جس
مقصود پر پہنچ جائے۔"

8۔ رسول اللہ ﷺ کی امت پر شفقت رکھنا اور ان کی خیر خواہی کرنا جیسا کہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے تھے۔

9۔ دنیا میں رغبت نہ کرنا اور فقر کو غنا پر ترجیح دینا۔ حضرت عبداللہ بن مغفل
کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدا کی قسم میں بے شک
محبت رکھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ دیکھ تو کیا کہتا ہے۔ اس نے تین مرتبہ یہی عرض کیا
فرمایا کہ اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو فقر و فاقے کے لئے برگستوان تیار کر لے۔ کیونکہ
میرے محب کی طرف اس سے بھی جلدی پہنچتا ہے۔ جتنی کہ پانی کی رو اپنے منتہی کی طرف
ہے۔ (۱۴)

اس حدیث میں برگستوان کنایہ صبر سے ہے جس طرح لڑائی میں برگستوان کو
اذیت سے بچاتی ہے۔ اسی طرح صبر عاشق رسول خدا ﷺ کو فقر و فاقے کی اذیت سے بچاتا
کیونکہ صبر کے بغیر نفوس فقر کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتے اور آپ کی اطاعت کرتے
حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت
میں عرض کیا۔ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کی نسبت جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے
جس کی ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا المرء مع من احب یعنی انسان قیامت کے دن
انہی کے زمرہ میں اٹھے گا جن سے وہ محبت رکھتا تھا۔ (۱۵)

حضرت انس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت
کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس! تو نے اس دن کے لئے کیا تیار کیا ہے۔ اس نے جواب
دیا میں نے کچھ تیار نہیں کیا۔ ہاں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اس کے
ساتھ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہے۔ (۱۶)

اس حدیث کے تحت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"چوں خدا را دوست مے داری۔ در جوار رحمت و عزت وے خواہی بود۔ وچوں رسول
را دوست داری نیز از مقام قربت و عنایت وے بہرہ ور باشی۔ اگرچہ مقام او بلند تر و عزیز تر است
بنا بر آنکہ از صدر۔ اما نور محبت و تبعیت وے بر جبہان و تابعان وے خواہد تابت و معیت قربت وے
را خواہد ساخت۔"

حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں (۱۷) کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ بیشک میرے نزدیک میری جان اور
اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں۔ مگر جس وقت آپ یاد آجاتے ہیں تو
بے صبر ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ نہ لوں۔ صبر نہیں آتا۔ جب میں اپنی موت اور
آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو میں یقین کرتا ہوں کہ جنت میں داخل ہو کر آپ انبیائے کرام کے
ساتھ بلند مرتبہ میں اٹھائے جائیں گے اور میں جب جنت میں داخل ہوں گا تو (ادنیٰ درجہ میں
ہونے کے سبب سے) مجھے ڈر ہے کہ آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اسے
کچھ جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ حضرت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

(نساء۔ ع ۹)

(ترجمہ) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے۔ پس وہ ان لوگوں کے ساتھ
ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی پیغمبروں' صدیقوں' شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ اور یہ

اچھے رفیق ہیں۔

۳۔ تعظیم و توقیر

ذیل میں وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر

(الف) اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (فتح۔ع ۱)

(ترجمہ) ہم نے تجھے احوال بتانے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔ اور خدا کی ساتھ یاد کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی تعظیم و توقیر کے واجب دی ہے۔

(ب) 1۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ عَلِيْمٌ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو والا جاننے والا ہے۔

2۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو تم اپنی آواز نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان سے بات ا کہ تم ایک دوسرے سے کہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں

3۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

(ترجمہ) تحقیق جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں وہی ہیں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے جانچا ہے۔ ان کیلئے معافی اور بڑا ثواب ہے۔

4۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

(ترجمہ) تحقیق وہ لوگ جو تجھے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے ا رکھتے۔

5۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَ

(حجرات۔ شروع)

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو ان کے واسطے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا ہے۔

سورہ حجرات کی ان پانچ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آداب تعلیم فرمائے ہیں۔

(آیت نمبر ۱) میں بتایا گیا ہے کہ تم کسی قول یا فعل یا حکم میں آنحضرت ﷺ سے پیش دستی نہ کرو۔ جب حضور کی مجلس میں کوئی سوال کرے تو تم حضور سے پہلے اس کا جواب نہ دو۔ جب حضور ہو تو حضور سے پہلے کھانا شروع نہ کرو۔ جب حضور کسی جگہ کو تشریف لے جائیں تو تم سلطنت کے حضور کے آگے نہ چلو۔ امام سہل بن عبداللہ تستری اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہ ادب سکھایا۔ کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے تم کرو۔ جب آپ فرمائیں تو تم آپ کے ارشاد کو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔ آپ کے حق کی اور آپ کے احترام و توقیر کے ضائع کرنے میں تم خدا سے ڈرو۔ خدا تمہارے قول کو تمہارے عمل کو جانتا ہے۔

(آیت نمبر ۲) کا شان نزول یہ ہے کہ ۹ھ میں بنی تمیم کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی میں حاضر ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہم پر کسی کو امیر مقرر فرما دیں۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ آپ قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیں۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا کہ اس عباس کو امیر بنا دیں۔ حضرت صدیق نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ آپ میری مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ اس طرح دونوں جھگڑ پڑے اور آوازیں بلند ہو گئیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمر اس قدر دھیمی آواز سے کلام کیا کرتے کہ آنحضرت ﷺ کو دوبارہ دریافت کرنے کی حاجت ہوتی۔ اور حضرت صدیق اکبر نے بقول حضرت ابن عباس قسم کھائی کہ میں رسول اللہ ﷺ کا نہ کیا کروں گا۔ مگر اس طرح جیسا کہ کوئی اپنے ہمراز سے پوشیدہ باتیں کرتا ہے۔ (۱۹)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آیہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس (جو بلند آواز اور خطیب انصار تھے) گھر میں بیٹھ گئے۔ کہنے میں دوزخیوں میں سے ہوں اور وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ سے پوچھا کہ ثابت کا کیا حال ہے۔ کیا وہ بیمار ہے؟ سعد نے عرض کیا کہ وہ میرا ہمسایہ ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ بیمار ہے۔ اس کے بعد سعد حضرت ثابت سے رسول اللہ ﷺ کا قول ذکر کر دیا۔ حضرت ثابت نے کہا کہ یہ آیت نازل

ہوئی ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے تم سے سب سے زیادہ
ہوں۔ اس لئے میں دوزخیوں میں سے ہوں۔ حضرت سعد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا
آپ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے۔ (۲۰) اس آیت کی رو سے آنحضرت
مجلس شریف میں بلند آواز سے بولنا اتنا بھاری گناہ تھا کہ اس سے اعمال اکارت و برباد ہو جاتے
تعالیٰ کو حضرات شیخین وامثالہما رضی اللہ عنہم کا طریق ادب پسند آیا۔ ان کی مدح میں آیت
فرمائی۔ اور ان کو متقی ہونے کی سند عطا فرمائی اور قیامت کے دن ان کو مغفرت واجر عظیم
دی۔

ایک دفعہ بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو حجروں کے باہر سے یا محمد یا محمد
اس پر آیہ نمبر ۴ نازل ہوئی۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ اس طرح پکارنا سوء ادب ہے اہل
لوگ کرتے ہیں جن کو عقل نہیں۔ حسن ادب اور تعظیم حضور انور ﷺ تو اس میں تھی کہ
حضور کے در دولت پر بیٹھ جاتے اور انتظار کرتے۔ یہاں تک کہ حضور خود باہر تشریف
طرح کہ حسن ادب ان کے لئے موجب ثواب تھا جیسا کہ آیہ نمبر ۵ میں ہے۔

(ج) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (نور۔ ع ۹)

(ترجمہ) تم اپنے درمیان رسول ﷺ کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر (یا محمد یا محمد) نہ پکارو
جیسا کہ ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو۔ بلکہ حضور کو ادب سے یوں پکارا کرو یا رسول
نبی اللہ یا خیر خلق اللہ اس کا مزید بیان پہلے آچکا ہے۔

(د) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ
اَلِيْمٌ۔ (بقرہ۔ ع ۱۳)

(ترجمہ) اے ایمان والو تم راعنا نہ کہو اور انظرنا کہو اور بغور سنو اور کافروں کے لئے
عذاب ہے۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ کچھ ارشاد فرماتے تو مسلمان عرض کیا کرتے راعنا
طرف متوجہ ہو جائیے (یعنی ذرا ٹھہریئے کہ ہم سمجھ لیں) عبرانی زبان میں اس لفظ کے
کے ہیں یہود اس لفظ کو بطریق استہزاء استعمال کرتے تھے۔ اور تعریض واشارہ اسی معنی کی
کرتے تھے۔ چونکہ راعنا کا التباس عبرانی لفظ سے ہوتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو
کہ تم بجائے راعنا کے انظرنا (ہماری طرف متوجہ ہو جائیے) استعمال کیا کرو۔ جس
ہیں جو راعنا کے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تلبیس کا احتمال نہیں۔ اور تم بغور سنا کرو تاکہ

نہ پڑے۔ یہود جو اس طرح تعریض واستہزاء کرتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب
آیت شریف سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں ایسے الفاظ مستعمل
کرنے چاہئیں کہ جن میں تعریض ہو اور تنقیص شان کا وہم ہو۔

آنحضرت ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور ادب کے طریقے

ذیل میں چند ایسی مثالیں درج کی جاتی ہیں جن سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ حضرات صحابہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس کس طرح اپنے آقائے نامدار ﷺ کی تعظیم وتوقیر بجالاتے۔ اور آپ
کو نظر رکھتے تھے۔

۱۔ ماہ ذی قعدہ ۶ھ میں جب آنحضرت ﷺ حدیبیہ میں تھے تو بدیل بن ورقاء خزاعی
عروہ بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کے
خدمت اقدس ہوئے وہ واپس جاکر قریش سے یوں کہنے لگے:۔

یا قوم واللہ لقد وفدت علی الملوک ووفدت علی قیصر وکسری والنجاشی واللہ ان رایت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد محمداً واللہ ان تنخم نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منہم فدلک بہا وجہہ وجلدہ واذا امرہم ابتدروا امرہ واذا توضأ کادوا یقتتلون علی وضوئہ واذا تکلم خفضوا اصواتہم عندہ وما یحدون علیہ النظر تعظیماً لہ واللہ قد عرض علیکم خطۃ رشد فاقبلوہا۔

(ترجمہ) اے میری قوم اللہ کی قسم میں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر
کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے
اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (ﷺ) کے اصحاب محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔
اللہ کی قسم اس (محمد) نے جب کبھی کھنکار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا
انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس
تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لئے باہم جھگڑنے
نوبت پہنچتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر
ہیں اور ازروئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔ انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش
ہے اسے قبول کرلو۔ (۲۱)

۲۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے

ایک جاہل اعرابی سے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کرو کہ قرآن میں جو سورہ ا
ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى
(احزاب۔ ع ۳)

(ترجمہ) (پس بعض ان میں سے وہ ہے جو پورا کر چکا کام اپنا)

بعض مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کیا انہوں نے وہ عہد جو اللہ سے با
اس آیت میں قضی نحبہ کون ہے۔ اصحاب کرام آنحضرت ﷺ سے سوال کرنے کی
کرتے تھے۔ وہ آپ کی توقیر کیا کرتے تھے اور آپ سے ہیبت کھاتے تھے۔ اس اعرابی
سوال کیا۔ تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ دوبارہ پوچھا تو بھی آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔
کے دروازے سے سبز کپڑوں میں نمودار ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا
سائل کہاں ہے۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سائل میں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ
طرف اشارہ کر کے) فرمایا۔ یہ ان میں سے ہے جس نے اپنا عہد پورا کیا۔ (۲۲)

3۔ حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب
میں تشریف لاتے اور وہ بیٹھے ہوتے۔ ان کے درمیان حضرت ابوبکر و عمر بھی ہوتے۔
سوائے حضرت ابوبکر و عمر کے کوئی حضور کی طرف نظر نہ اٹھاتا۔ وہ دونوں حضور کی طرف
کر دیکھتے اور حضور ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے۔ وہ دونوں حضور کی طرف دیکھ کر گفتگو
اور حضور ان کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے۔ (۲۳)

4۔ حضرت علی مرتضیٰ حاضرین مجلس کے ساتھ حضور کی سیرت کا ذکر کر
فرماتے ہیں۔ "جس وقت آپ کلام شروع کرتے تو آپ کے ہم نشین اس طرح سر جھکا
ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ جس وقت آپ خاموش ہو جاتے تو وہ کلام کرتے۔ اور کلام
کے سامنے تنازع نہ کرتے۔ اور جو آپ کے سامنے کلام کرتا اسے خاموش ہو کر سنتے۔
وہ اپنے کلام سے فارغ ہو جاتا۔" (۲۴)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور کی مجلس میں سب سے پہلے خود حضور
تھے۔ حاضرین مجلس سب سکون کی حالت میں باادب بیٹھے سنا کرتے تھے۔ آپ کے
عرض کرتے۔ مگر وہ کلام میں تنازع نہ فرماتے تھے۔ مجلس میں ایک وقت میں دو شخص
کرتے۔ اور نہ کوئی دوسرے کلام کو قطع کرتا تھا بلکہ متکلم کے کلام کو سنتے رہتے۔ یہاں
فارغ ہو جاتا۔

5۔ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام (بپاس ادب) رسول اللہ ﷺ
ان کو ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ (۲۵)

نامہ رسول اللہ ﷺ ذی قعدہ ۶ھ میں عمرہ کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ جب حدیبیہ
تو قریش ڈر گئے اس لئے آپ نے حضرت عثمان غنی کو مکہ میں بھیجا اور ان سے فرمایا کہ تم
اعلان دے دو کہ ہم عمرہ کے لئے آئے ہیں۔ لڑائی کیلئے نہیں آئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان
اسلام دو۔ اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو جو مکہ میں ہیں فتح کی بشارت دو۔ راستے میں
ابان بن سعید اموی جو اب تک ایمان نہ لائے تھے۔ حضرت عثمان سے ملے۔ انہوں نے
عثمان کو جوار دی۔ اور اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کر کے مکہ میں لے آئے۔ حضرت عثمان
رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ حدیبیہ میں مسلمان کہنے لگے کہ عثمان خوش نصیب ہے۔ جس
نے کا طواف کر لیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ میرا گمان ہے کہ عثمان
طواف کعبہ نہ کریں گے۔ اسی اثنا میں یہ غلط خبر اڑی کہ حضرت عثمان مکہ میں قتل کر
گئے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے بیعت رضوان لی۔ حضرت عثمان چونکہ مکہ
تھے اس لئے حضور نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر ان کو بیعت کے شرف میں داخل
طرح رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ حضرت عثمان کا ہاتھ قرار پایا۔ بیعت رضوان کے بعد جب
عثمان واپس تشریف لائے۔ تو مسلمانوں نے ان سے کہا کہ آپ خوش نصیب ہیں کہ بیت
اللہ کا طواف کر لیا۔ اس پر حضرت عثمان نے جواب دیا کہ تم نے میری نسبت گمان بد
رائے کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں وہاں ایک سال ٹھہرا رہتا اور حضور
وہیں ہوتے تو میں آپ کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھ سے کہا تھا کہ طواف کر
میں نے انکار کر دیا تھا۔ (۲۶)

حضرت عثمان غنی کا یہ ادب قابل غور ہے کہ کفار مکہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ تم بیت
طواف کر لو۔ مگر آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اپنے آقائے نامدار
بغیر اکیلا طواف کروں۔ ادھر جب مسلمانوں نے کہا کہ خوشا حال عثمان کا کہ ان کو خانہ
طواف نصیب ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ یہ سن کر فرماتے ہیں کہ عثمان بغیر ہمارے ایسا نہیں کر
گا وہ تو ایسا۔ خادم ہو تو ایسا۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ ہمزیہ میں کیا خوب فرمایا

وابی یطوف بالبیت اذلم یدن منہ الی النبی فناء فجزتہ عنہا بیعۃ رضوان ید
من نبیہ بیضاء ادب عندہ فضاعف الاعمال بالترک حبہ الادباء۔

(ترجمہ) اور حضرت عثمان نے بیت اللہ کے طواف سے انکار کر دیا۔ اس لئے کہ
طرف رسول اللہ کے قریب نہ تھی۔ پس ان کو رسول اللہ کے یدینا نے
نیک عمل کا بدلہ دیا۔ یہ (تمہا طواف نہ کرنا) عثمان میں ایک بڑا ادب تھا۔ جس کے
سے دگنا ثواب ملا۔ اصحاب محمد کیا خوب ادیب تھے۔

اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام سب کے سب باادب تھے۔ مگر
خوبی خصوصیت سے تھی۔ کیونکہ ان میں وصف حیاء جو منشاء ادب ہے سب سے
جب سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ پر نہ رکھا

7۔ حضرت عمرو بن عاص کی موت کا وقت آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے
حالتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ پہلی حالت یہ تھی کہ میں سب سے زیادہ رسول اللہ
دشمن تھا۔ اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو دوزخی تھا۔ دوسری حالت اسلام کی تھی
میرے نزدیک رسول اللہ سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ
نہ تھا۔ اور میں آپ کی ہیبت کے سبب سے آپ کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا
مجھ سے حضور کا حلیہ شریف دریافت کیا جائے تو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اگر میں
جاؤں تو امید ہے کہ اہل جنت میں سے ہوں گا۔ تیسری حالت حکمرانی کی تھی کہ
نہیں جانتا۔ (۲۷)

8۔ حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ
کا کجاوہ کسا کرتا تھا۔ موسم سرما میں ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہو گئی۔ رسول اللہ
کا ارادہ کیا۔ میں نے حالت جنابت میں کجاوہ کسنا پسند نہ کیا۔ اور میں ڈرا کہ اگر ٹھنڈے پانی
کروں تو مر جاؤں گا یا بیمار ہو جاؤں گا۔ اس لئے میں نے انصار میں سے ایک شخص
پھر میں نے پانی گرم کر کے غسل کیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے
فرمایا۔ اے اسلع آج کجاوہ اپنی جگہ سے کیوں ہل گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
نہیں کسا۔ ایک انصاری نے کسا ہے۔ آپ نے سبب دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا
حاجت ہو گئی تھی اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے مجھے اپنی جان کا خوف تھا اس
اس سے کسوایا تھا۔ اور پھر پانی گرم کر کے میں نے غسل کیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے
یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری الخ (نساء۔ ع ۷) نازل فرمائی

9۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت ابوہریرہ سے ملے۔ ان کو غسل کی
ان کا بیان ہے کہ میں پیچھے ہٹ گیا۔ پھر غسل کر کے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے پوچھا

میں نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مومن پلید نہیں ہوتا۔

10۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حذیفہ
سے ملے۔ آپ حضرت حذیفہ سے مصافحہ کرنے لگے۔ حضرت حذیفہ پیچھے ہٹ گئے اور
کہا کہ غسل کی حاجت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنے بھائی سے
ملتا ہے تو اس کے گناہ یوں دور ہو جاتے ہیں جیسا کہ درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ جب
ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ جن میں
ان کے لئے ہیں جو ان دونوں میں سے زیادہ بشاش و کشادہ رو اور نیکوکار اور اپنے بھائی کی
میں احسن ہو۔ (۳۰)

11۔ حضرت عثمان نے حضرت قباث بن اشیم سے پوچھا کہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ
انہوں نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ البتہ میں پیدائش میں حضور سے پہلے
(۳۱)

12۔ حضرت سعید بن یربوع قرشی مخزومی کا نام صرم تھا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے
پوچھا کہ ہم میں سے کون بڑا ہے۔ میں یا تو؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے بڑے ہیں
میں عمر میں آپ سے زیادہ ہوں۔ یہ سن کر آپ نے ان کا نام بدل دیا اور فرمایا کہ تم
(۳۲)

13۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے حدیث و کلام میں
فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا۔ جب وہ
حضور کی خدمت میں آتیں تو آپ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور مرحبا کہہ کر ان کو
اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لئے کھڑی
ہو کر آپ کا دست مبارک پکڑ کر مرحبا کہتیں اور چومتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔ جب مرض
میں وہ حضور کی خدمت اقدس میں آئیں تو حضور نے مرحبا کہہ کر ان کو چوما۔ (۳۳)

14۔ دو یہودی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے
نو نشانیاں دریافت کیں۔ آپ نے بیان فرما دیں۔" تو انہوں نے آپ کے دونوں ہاتھ مبارک
پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ پیغمبر ہیں۔" (۳۴)

15۔ صفوان بن عسال روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک قوم نے رسول اللہ ﷺ
دست مبارک اور ہر دو پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ (۳۵)

16۔ حضرت ابن عمر کا بیان ہے کہ ہم کسی غزوہ میں تھے۔ لوگ پہ
کہ ہم نبی ﷺ سے کس طرح ملیں گے۔ حالانکہ ہم لشکر سے بھاگ آئے ہیں اور
پھرے ہیں۔ پس ہم نبی ﷺ کی خدمت میں نماز فجر سے پہلے حاضر ہوئے۔ حضور
ہو کر نکلے اور فرمایا۔ کہ یہ لوگ کون ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم فراری ہیں۔
بل انتم العکارون نہیں' بلکہ تم عکاری (ہٹ کر حملہ کرنے والے ہو) ہ
حضور ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا گروہ ہوں
گروہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ۔ (انفال۔ ع ۲)

(ترجمہ) مگر پلٹنے والا لڑائی کے لئے یا پناہ ڈھونڈنے والا ایک گروہ کی طرف۔ (۳۶)

17۔ ام لبابہ بنت وازع بن زارع اپنے دادا زارع سے جو وفد عبدالقیس
کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو ہم اپنے کجاووں سے جلدی
رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک اور پائے مبارک کو چومنے لگے۔ منذر اشج
دیر کے بعد لباس تبدیل کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور
میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ حلم و وقار منذر نے عرض
ﷺ! یہ خصلتیں مجھ میں کسبی ہیں یا جبلی۔ حضور نے فرمایا جبلی ہیں۔ یہ سن کر منذر
ستائش خدا کو ہے جس نے مجھے ایسی دو خصلتوں پر پیدا کیا ہے جن کو اللہ اور اللہ
رکھتے ہیں۔ (۳۷)

روایت بیہقی میں ہے کہ منذر نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر
مبارک کو پکڑ کر بوسہ دیا۔ (۳۸)

18۔ حضرت بریدہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی
حاضر ہو کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں اسلام لایا ہوں۔ مجھے کوئی ایسی چیز
میرا یقین زیادہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ آپ
اپنے پاس بلا لیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو جا کر اسے بلا لا۔ وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ
تجھے بلاتے ہیں۔ یہ سن کر وہ ایک طرف کو جھکا اور اس کی جڑیں اکھڑیں۔ پھر دوسری
اور جڑیں اکھڑیں۔ اسی طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
علیك یا رسول اللہ۔ یہ دیکھ کر اعرابی نے کہا۔ مجھے کافی ہے۔ مجھے کافی ہے۔ آنحضرت
اس درخت سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر چلا جا۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور اپنی جڑوں سے قائم ہو گیا

رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے سر مبارک اور ہر دو پائے مبارک کو بوسہ
نے اجازت دے دی۔ (اور اس نے سر مبارک اور ہر دو پائے مبارک کو چوما) پھر اس
نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص
سجدہ نہ کرے۔ اگر میں ایسے سجدے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر
سے۔ کیونکہ شوہر کا اس پر بڑا حق ہے۔ (۳۹)

19۔ حضرت ابوبرزہ کی مخزومی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے آقا عبداللہ بن سائب کے
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اٹھ کر آنحضرت ﷺ کے دست
مبارک کو بوسہ دیا۔ (اصابہ۔ ترجمہ ابوبرزہ کی۔)

20۔ حضرت مسور بن مخرمہ ذکر کرتے ہیں کہ میرے والد مخرمہ نے مجھ سے کہا
چلی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبائیں آئی ہیں۔ جنہیں وہ تقسیم فرما رہے ہیں۔ مجھے
لے چل۔ چنانچہ ہم وہاں حاضر ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے دولت خانہ میں
نے مجھ سے کہا۔ بیٹا! نبی ﷺ کو میرے واسطے بلا دو۔ مجھ پر یہ امر ناگوار گزرا۔ میں نے
تمہارے واسطے نبی ﷺ کو آواز دوں؟ میرے والد نے کہا، بیٹا وہ جبار نہیں ہیں۔ میں
آواز دی۔ آپ نکلے اور آپ کے پاس ایک دیبا کی قبا تھی۔ جس کے بٹن سونے کے
نے فرمایا اے مخرمہ! یہ ہم نے تمہارے واسطے چھپا رکھی ہے۔ اور مخرمہ کو عطا فرمادی۔

21۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ
پر تشریف لائے۔ اور دروازے میں فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ میرے باپ نے دھیمی
جواب دیا۔ میں نے کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے؟ انہوں
طرح رہنے دیجئے تاکہ حضور ہم پر زیادہ سلام بھیجیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دوسری بار اسی طرح سلام کہا۔ حضرت سعد نے دھیمی آواز سے
حضور تیسری بار سلام کہہ کر واپس ہو گئے حضرت سعد آپ کے پیچھے نکلے اور عرض
رسول اللہ! میں آپ کا سلام مستقل اور دھیمی آواز سے جواب دیتا رہا تاکہ آپ ہم پر زیادہ سلام
یہ سن کر حضور حضرت سعد کے ساتھ واپس تشریف لائے۔ آپ نے حضرت سعد کی
پر غسل فرمایا۔ حضرت سعد نے زعفران سے رنگی ہوئی چادر پیش کی جو آپ نے اوڑھ
پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی۔ اللھم اجعل صلواتك ورحمتك علی
سعد بن عبادۃ۔ ازاں آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ جب آپ واپس ہونے لگے تو میرے والد

نے سواری کے لئے ایک دراز گوش پیش کیا۔ جس پر لحاف پڑا ہوا تھا اور مجھ سے
میں حضور کے ساتھ ہو لیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ میرے ساتھ سوار ہو
کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ ورنہ واپس ہو جاؤ۔ اس لئے میں واپس چلا آیا
الوب)

22۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کے والد بزرگوار بہت سا قرض
جب کھجوروں کے توڑنے کا وقت آیا تو حضرت جابرؓ نے رسول ﷺ کی خدمت
"آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد جنگ احد کے دن شہید کئے گئے اور
قرض چھوڑ گئے۔ میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کی زیارت کر لیں۔"
حضرت جابر نے یوں نہ کہا کہ آپ قرض خواہوں کے پاس چلئے۔ بلکہ
کیا کہ قرض خواہ آپ کی زیارت کر لیں۔ (بخاری باب قضاء الوصی دیون الیت
اور ث)

23۔ ایک روز قبیلہ اسلم کے چند صحابہ کرام تیر اندازی میں باہم مقابلہ
رسول اللہ ﷺ کا گزر وہاں ہوا۔ جب حضرت مجن بن ادرع ایک اسلمی سے مقابلہ
آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے بنی اسمٰعیل! تم تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ
پھینکتے جاؤ میں ابن ادرع کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر حضرت نضلہ بن عبید اسلمی نے
کمان پھینک دی۔ اور عرض کیا:
(ترجمہ) "جب حضور ابن ادرع کے ساتھ ہیں تو میں اس کے ساتھ تیر نہیں پھینکتا
کے ساتھ آپ ہیں وہ مغلوب نہیں ہو سکتا۔"
یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ تم تیر اندازی کرو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

24۔ جب آنحضرت ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے
حضرت ابوایوب انصاری کے مکان میں قیام فرمایا۔ آپ مکان کے نیچے کے حصے میں
ابوایوب مع عیال اوپر کے حصے میں رہے۔ ایک رات ابوایوب بیدار ہوئے اور کہنے لگے
اللہ ﷺ کے سر مبارک کے اوپر چلتے پھرتے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس جگہ سے
جانب میں رات بسر کی۔ پھر صبح کو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔ حضور اقدس ﷺ
نیچے کے حصے میں میرے واسطے آسانی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس چھت
جس کے نیچے آپ ہوں۔ پس آنحضرت ﷺ اوپر کے حصے میں تشریف لے گئے اور
کے حصے میں چلے آئے۔ ابوایوب حضور کے لئے کھانا بھیجا کرتے جو بچ کر آتا تناول

میں حضور اقدس کی انگلیاں کس جگہ تھیں پھر اسی جگہ سے کھاتے۔ ایک روز کھانا
میں لہسن تھا۔ جب کھانا واپس آیا تو حضرت ابوایوب نے حسب معمول خادم سے
انگلیوں کی جگہ دریافت کی۔ جواب ملا کہ حضور نے کھایا ہی نہیں۔ یہ سن کر ابوایوب دربار
جا کر عرض کیا کہ کیا یہ (لہسن) حرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حرام تو نہیں۔ لیکن میں
نہیں کرتا۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا کہ میں بھی اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جسے آپ
ناپسند ہیں۔ (حضور کی کراہت کی وجہ یہ کہ) آپ کے پاس فرشتے اور وحی آیا کرتی تھی۔

25۔ حضرت قیلہ بنت مخرمہ عنبریہ نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں دیکھا آپ اکڑوں
بیٹھے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کو نہایت خشوع سے اس حالت میں بیٹھے ہوئے
دیکھا (دہشت و ہول کے سبب سے) میں خوف سے کانپنے لگی۔ (شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی جلسۃ
رسول اللہ ﷺ)

26۔ حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھنا چاہتا تو
آپ کی ہیبت کی وجہ سے) دو سال (یا سالوں) تاخیر میں ڈال دیتا۔ (۴۳)

27۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک طعام
ہوتے طعام میں ہاتھ نہ ڈالتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پہلے شروع فرماتے اور اپنا دست
اس میں ڈالتے (صحیح مسلم۔ باب آداب الطعام والشرب واحکامہا)

آنحضرت ﷺ کی تعظیم و توقیر جس طرح آپ کی حیات دنیوی میں واجب تھی اسی
طرح وصال شریف کے بعد بھی واجب ہے۔ سلف و خلف کا یہی طریقہ رہا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں
تحریر کی جاتی ہیں:

1۔ حضرت اسحٰق نجیبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ذیقعدہ ۳۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ
آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد جب آپ کا ذکر آتا تو صحابہ کرام خشوع و انکسار ظاہر کیا
ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ اور وہ حضور کے فراق اور اشتیاق زیارت میں رویا
کرتے حال بہت سے تابعین کا تھا۔ (شفاء شریف)۔

2۔ حضرت سائب بن یزید کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں لیٹا ہوا تھا ایک شخص نے مجھ
کو ٹھوکر دی۔ میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ نے
دو شخصوں کو لاؤ۔ میں بلا لایا۔ آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو یا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں
نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے

ہوتے تو میں درے لگاتا۔ کیا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں
بخاری۔باب رفع الصوت فی المسجد)

3۔ حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ عشاء کے وقت حضرت
میں تھے۔ ناگاہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز کان میں آئی۔ آپ نے اسے بلا کر پو
نے کہا کہ میں قبیلہ ثقیف سے ہوں۔ پھر دریافت کیا تم اس شہر کے رہنے
جواب دیا نہیں۔ بلکہ طائف کا رہنے والا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے اسے دھمکایا
کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ اس مسجد میں آوازیں بلند نہیں
الوفاء۔ جزء ثانی ص ۳۵۴)

4۔ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں امام
کیا۔ اور اثنائے مناظرہ میں آواز بلند کی۔ حضرت امام نے فرمایا کہ اے امیر المو
اپنی آواز کو بلند مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو یوں ادب سکھایا۔ لا ترفعوا
فوق صوت النبی الایہ اور ایک قوم جو آداب بجالائی ان کی یوں تعریف کی۔ ان الذین
اصواتھم الایہ اور ایک قوم کی یوں مذمت کی۔ ان الذین ینادونک من وراء الحجرات
آنحضرت ﷺ کا احترام وفات شریف کے بعد بھی ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ حیات
تھا۔ یہ سن کر ابو جعفر دھیما پڑ گیا۔ کہنے لگا اے عبداللہ (امام مالک) کیا میں قبلہ رو ہو
رسول اللہ ﷺ کی جانب منہ کروں۔ امام مالک نے جواب دیا کہ تم رسول اللہ ﷺ
اپنا منہ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ وہ قیامت کے دن تمہارے وسیلہ اور تمہارے باپ
ہیں۔ بلکہ تم حضور ہی کی طرف منہ کرو اور آپ ہی کے وسیلہ سے دعا مانگو۔ اللہ تعالیٰ
چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (نساء۔ ع ۹)

(ترجمہ) اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آ
بخشش مانگتے اور پیغمبر ان کے لئے بخشش مانگتا تو وہ اللہ کو معاف کرنے والا مہربان
شریف)

5۔ شیخ الاسلام (۴۴) نور الدین علی بن احمد سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے
زمانے میں منکرات سے ایک امر جس میں حسدیان مدینہ تعمیر تساہل کرتے ہیں یہ
میں آرائش اور بدھنی اور شگفتگی کام کرنے کے لئے لائے جاتے ہیں۔ اشیاء

بیر نے وغیرہ سے سخت شور و شغب برپا ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سب کام مسجد سے باہر تیار
اسی طرح عمارت کا مصالحہ پتھروں اور گدھوں پر مسجد میں لایا جاتا ہے۔ حالانکہ اسے
کے دروازے میں اندر لا سکتے ہیں۔ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ اگر
نے گرد کسی مکان میں بیع کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو کہلا بھیجتیں کہ رسول اللہ ﷺ کو
اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے گھر کے دونوں کواڑ مناصع
تیار کرائے۔ کہ مبادا تیاری میں لکڑی کی آواز سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچے انتہی
وفاء جزء اول۔ ص ۴۷۹)

6۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ میں ایوب سختیانی' محمد بن منکدر تیمی' امام جعفر صادق'
بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق' عامر بن عبداللہ بن زبیر' صفوان بن سلیم اور امام محمد بن
سے ملا کرتا تھا۔ میں نے ان کا یہ حال دیکھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا تو ان کا
ہو جاتا وہ شوق زیارت میں رویا کرتے بلکہ بعضے تو غش ہو جایا کرتے۔ (شفاء شریف)۔

7۔ امام مالک نے اپنی تمام عمر مدینہ منورہ میں بسر کی۔ پاس ادب کبھی مدینہ شریف کے
میں طول و دراز نہیں کیا۔ (شفاء شریف)

8۔ امام شافعی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کے دروازے پر کئی ایسے خراسانی گھوڑے
پھر دیکھے کہ جن سے بہتر میں نے نہیں دیکھے۔ میں نے امام مالک سے کہا کہ یہ کیسے اچھے
نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ میں نے کہا اپنی سواری
ان میں سے کچھ رکھ لیں۔ انہوں نے کہا مجھے خاصے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو جس میں
ﷺ ہیں اپنے گھوڑے کے سموں سے پامال کروں۔ (وفاء الوفا۔ جزء ثانی ص ۴۵۰)

9۔ ایک شخص نے کہا کہ مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے۔ امام مالک نے فتویٰ دیا کہ اسے
مارے جائیں اور قید کیا جائے اور فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن
جائے۔ وہ زمین جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ اسکی نسبت وہ گمان کرتا ہے کہ
ہے۔ (شفاء شریف)

10۔ حضرت احمد بن فضلویہ بڑے غازی اور تیر انداز تھے۔ انہوں نے جب سنا کہ
حضرت ﷺ نے کمان کو اپنے دست مبارک میں لیا ہے تو اس روز سے پاس ادب کبھی کمان کو
نہیں چھوا۔ (شفاء شریف)

11۔ حضرت عثمان غنی (۴۶) کے ہاتھ میں رسول اللہ ﷺ کا ایک عصا تھا۔ حجاج
نے یوم دار سے پہلے اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑنا چاہا (یا توڑ

دیا) اس جرأت پر حاضرین چلا اٹھے۔ ان کے گھٹنے میں مرض اکلہ پیدا ہو گیا۔ [illegible]
مبادا مرض بدن میں سرایت کر جائے گھٹنے کو کاٹ دیا۔ مگر ایک سال تمام نہ ہوا [illegible]

12۔ حضرت ابوالفضل جوہری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت کے [illegible]
قصد کیا۔ جب اس کے مکانات کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر پڑے اور یہ [illegible]
پیدل چلے:۔

وَلَمَّا رَأَيْنَا رَسْمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ لَنَا ۔۔۔ فُؤَادُ الْعِرْفَانِ الرُّسُوْمَ [illegible]
نَزَلْنَا عَنِ الْاَكْوَارِ نَمْشِيْ كَرَامَةً ۔۔۔ لِمَنْ بَانَ عَنْهُ اَنْ نُلِمَّ [illegible]

(ترجمہ) جب ہم نے اس ذات شریف کے آثار دیکھے جس نے آثار شریف کی [illegible]
ہمارے واسطے نہ دل چھوڑا نہ عقل خالص۔ ہم پالانوں سے اتر پڑے۔ اور اس ذات [illegible]
کے لئے پیدل چلنے لگے۔ جس کی زیارت سواری کی حالت میں بعید از ادب ہے۔

بعض مشائخ کرام پیدل حج کو گئے۔ ان سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا [illegible]
اپنے مولا کے دروازے پر سوار ہو کر نہیں آتا۔ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو سر کے بل آتے [illegible]
شریف)

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر میں سے یہ امر بھی ہے کہ آپ کی آل اطہار [illegible]
اور ازواج مطہرات کی تعظیم و تکریم اور ان کے حقوق کی رعایت کی جائے۔ اسی طرح [illegible]
ﷺ کے اصحاب کرام کی تعظیم و توقیر کرنا حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم ہے۔ [illegible]
درمیان جو اختلاف و مشاجرات وقوع میں آئے ان کی تاویل نیک کرنی چاہیے۔ وہ مجتہد [illegible]
انہوں نے کیا از روئے اجتہاد و خلوص کیا۔ وہ کسی طرح مورد طعن نہیں ہیں۔ رضی اللہ [illegible]
اجمعین۔ تفصیل کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں۔

ترسم آں قوم کہ بر درد کشاں مے خندند
در سر کار خرابات کنند ایماں را

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں [illegible]
اللہ ﷺ سے نسبت ہے ان کی تعظیم و تکریم کرنا۔ حرمین شریفین میں آپ کے مشاہد [illegible]
کی تعظیم کرنا۔ آپ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ کے دست مبارک سے مس [illegible]
آپ کے نام سے پکاری جاتی ہوں۔ ان سب کا اکرام کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]
تکریم میں داخل ہے۔

آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف کا ادب

آنحضرت ﷺ کی تعظیم میں سے ایک امر یہ ہے کہ آپ کی حدیث شریف کی تعظیم کی [illegible]
حدیث شریف کے پڑھنے یا سننے کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ جب [illegible]
حدیث شریف پڑھی جائے تو اپنی آواز کو بلند نہ کرنا چاہیے بلکہ دھیمی کر دینی چاہیے۔ جیسا کہ حیات [illegible]
میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تکلم کے وقت ہوا کرتا تھا اور مستحب ہے کہ حدیث [illegible]
اونچی جگہ پڑھی جائے۔ حدیث شریف پڑھتے پڑھاتے وقت کسی کی تعظیم کے لئے اٹھنا [illegible]
[illegible]

جب لوگ امام مالک کے پاس طلب علم کے لئے آتے تو خادمہ دولت خانہ سے نکل کر [illegible]
دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف کے لئے آئے ہو یا مسائل فقہیہ کے لئے۔ اگر وہ کہتے کہ [illegible]
مسائل کے لئے آئے ہیں تو امام موصوف فوراً نکل آتے اور اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث کے لئے آئے [illegible]
تو حضرت امام غسل کر کے خوشبو لگاتے پھر تبدیل لباس کر کے نکلتے۔ آپ کے لئے ایک [illegible]
بچھایا جاتا جس پر بیٹھ کر آپ روایت حدیث کرتے۔ اثنائے روایت میں مجلس میں عود جلایا [illegible]
[illegible] یہ تخت صرف روایت حدیث کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جب امام موصوف سے اس کا سبب پوچھا [illegible]
[illegible] فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کروں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالک کے ساتھ عقیق کی طرف [illegible]
[illegible] راستے میں میں نے ان سے ایک حدیث کی بابت پوچھا۔ انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا [illegible]
مجھے تم سے یہ توقع نہ تھی کہ راستہ چلتے ہوئے مجھ سے حدیث شریف کی بابت سوال کرو گے۔

قاضی جریر بن عبدالحمید نے امام مالک سے حالت قیام میں ایک حدیث کی بابت پوچھا۔ [illegible]
امام موصوف نے ان کے لئے قید کا حکم دیا۔ جب حضرت امام سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو [illegible]
فرمایا کہ قاضی تادیب کا زیادہ سزاوار ہے۔

ہشام بن عمار نے امام مالک سے جو کھڑے تھے ایک حدیث پوچھی۔ آپ نے اس کے [illegible]
[illegible] کوڑے مارے۔ پھر ترس کھا کر بیس حدیثیں روایت کیں۔ یہ دیکھ کر ہشام نے کہا۔ کاش وہ اور [illegible]
[illegible] مارتے اور زیادہ حدیثیں روایت کرتے۔

حضرت ابن سیرین تابعی بعض وقت ہنس پڑتے۔ مگر جب ان کے پاس رسول اللہ ﷺ [illegible]
[illegible] حدیث کا ذکر آتا تو ان پر خشوع طاری ہو جاتا۔

حضرت قتادہ کی نسبت مروی ہے کہ جب وہ حدیث سنتے تو ان کو گریہ و اضطراب لاحق

ہو جاتا۔

حافظ عبدالرحمٰن بن مہدی (متوفی ۱۹۸ھ) جب حدیث پڑھتے تو حاضرین کو خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ ٹھوائے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی [illegible] کی قراءت کے وقت سکوت واجب ہے جیسا کہ حیات شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ [illegible] قول مبارک کے سننے کے وقت واجب تھا۔

امام مالک کا قول ہے کہ ایک شخص حضرت ابن مسیب کے پاس آیا۔ آپ [illegible] ہوئے تھے۔ اس نے آپ سے ایک حدیث دریافت کی۔ آپ اٹھ بیٹھے اور حدیث [illegible] کہا میں چاہتا تھا کہ آپ اٹھنے کی تکلیف نہ فرماتے۔ آپ نے فرمایا میں پسند نہیں [illegible] حدیث شریف بیان کروں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالک کی خدمت [illegible] آپ ہم سے حدیثیں بیان کر رہے تھے۔ اثنائے قراءت میں آپ کو ایک بچھو نے [illegible] مارا۔ آپ کا رنگ زرد ہو رہا تھا مگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو [illegible] روایت حدیث سے فارغ ہوئے اور سامعین چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ [illegible] ایک عجیب بات دیکھی ہے۔ فرمایا ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی [illegible] لئے صبر کیا۔ (ماخوذ از مواہب و شفاء شریف)

آنحضرت ﷺ کے آثار شریفہ کی تعظیم

1۔ حضرت ابن سیرین تابعی نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس [illegible] کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا آل انس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر [illegible] کہ کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا [illegible] حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک کے بال [illegible] ابوطلحہ سب سے پہلے آپ کے موئے مبارک لیتے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب [illegible] بغسل۔ شعر الانسان)

2۔ حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو [illegible] کے سر مبارک کو مونڈ رہا تھا۔ صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے [illegible] تھے کہ حضور کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ (صحیح مسلم [illegible] الناس و تبرکہم۔)

3۔ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ میں [illegible] رمی جمرہ عقبہ میں کنکریاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ پھر آپ نے حجام کو بلایا۔ اور [illegible] کے داہنی طرف کے بال منڈوائے۔ اور ابوطلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے۔ بعد ازاں [illegible] بائیں طرف کے بال منڈوا کر ابوطلحہ انصاری کو بلا کر عنایت کئے اور ان سے فرمایا کہ یہ [illegible] لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (مشکوٰۃ بحوالہ شیخین۔ کتاب المناسک۔ باب الحلق)

مرا از زلف تو موئے بسد است
فضولی سے کنم بوئے بسد است

4۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ سرخ رنگ کے بال [illegible] ایک شیشی جلجل میں رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان بالوں سے نظر بد اور دیگر بیماریوں کا [illegible] کرتے تھے۔ کبھی تو ان کو پانی کے پیالہ میں رکھتے۔ پھر پانی لیتے اور کبھی جلجل کو پانی کے مٹکے [illegible] دیتے۔ پھر اس پانی میں بیٹھ جاتے۔ یہ ماحصل حدیث بخاری ہے۔ (صحیح بخاری کتاب [illegible] باب مایذکر فی الشیب۔)

5۔ امام بخاری نے تاریخ میں بروایت سلمہ نقل کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن زید نے مجھ [illegible] کیا کہ میرے والد (عبداللہ بن زید رائی الاذان) منحر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر [illegible] نے قینچی تقسیم فرمائے۔ اور اس کو اپنے بالوں میں سے دیا۔ (اصابہ)

طبقات (۷۔۴) ابن سعد میں اس روایت میں اتنا اور ہے کہ محمد مذکور فرماتے ہیں کہ وہ [illegible] اور وسمہ سے رنگا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔

6۔ حضرت ابو محذورہ (موذن اہل مکہ) کے سر کے سامنے کے حصہ میں بالوں کا ایک [illegible] جب وہ زمین پر بیٹھتے اور اس کو کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے۔ کسی نے ان سے کہا [illegible] بالوں کو منڈوا کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں ان کو منڈوا نہیں سکتا۔ کیونکہ [illegible] ﷺ کے دست مبارک ان کا لگا ہوا ہے۔ (شفاء شریف)۔

7۔ حضرت خالد بن ولید قرشی مخزومی کی ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی۔ انہوں نے [illegible] کر دو۔ تلاش کرتے کرتے آخر کار مل گئی۔ لوگوں نے ان سے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ایک [illegible] رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا۔ جب آپ نے سر مبارک منڈوایا تو لوگ آپ کے موئے [illegible] کے لئے دوڑے۔ میں نے بھی آپ کی پیشانی مبارک کے بال لے کر اس ٹوپی میں رکھ [illegible] لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔ (اصابہ۔ ترجمہ خالد بن ولید)

شفاء شریف میں اس طرح ہے کہ حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ

کے کچھ بال تھے۔ دو ٹوپی کسی غزوہ میں گر گئی۔ حضرت خالد نے اس کے لئے مزید [illegible]
جس میں بہت سے مسلمان کام آئے۔ صحابہ کرام نے ان پر اعتراض کیا تو انہوں نے [illegible]
میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا بلکہ موئے مبارک کے لئے کیا تھا جو اس ٹوپی میں [illegible]
ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائیں۔

8۔ آنحضرت ﷺ ام سلیم (والدہ انس رضی اللہ عنہ) کے ہاں چمڑے [illegible]
قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ اٹھتے تو وہ آپ کے پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں جمع [illegible]
شانہ کرتے وقت جو بال گرتے ان کو اور پسینہ مبارک کو سک (۴۸) میں ملا دیتیں۔ حضرت [illegible]
قول ہے کہ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت آیا تو مجھے وصیت کی کہ اس [illegible]
کچھ میرے حنوط (۴۹) میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (صحیح بخاری کتاب [illegible]
باب من زار قوما فقال عندہم)۔

9۔ آنحضرت ﷺ ام سلیم کے گھر میں آکر ان کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے [illegible]
میں نہ ہوا کرتیں۔ ایک روز حسب معمول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے بستر پر سو [illegible]
تھے۔ جب ان کو خبر ہوئی تو آکر دیکھا کہ حضور کا پسینہ بستر پر ایک چمڑے کے ٹکڑے پر [illegible]
انہوں نے اپنے ڈبے میں سے ایک شیشی نکالی اور پسینہ مبارک کو اس میں نچوڑنے لگیں۔ [illegible]
آنکھ کھلی تو پوچھا کہ ام سلیم! تم کیا کر رہی ہو؟ ام سلیم نے عرض کیا کہ ہم اپنے بچوں کے لئے [illegible]
کے پسینے کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ (صحیح مسلم۔ باب [illegible]
ﷺ والتبرک بہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور اقدس ﷺ کے پسینہ مبارک کو [illegible]
کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے جس سے وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

10۔ حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس [illegible]
نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں [illegible]
میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا [illegible]
حالت میں دفن کئے گئے۔ (اصابہ۔ ترجمہ انس بن مالک)۔

11۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ
کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا [illegible]
کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد جزء خامس ص ۳۰۰)

12۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے [illegible]

[illegible] مدینہ کے خدام اپنے برتن (جن میں پانی ہوتا) لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔
[illegible] ایک برتن میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔ بعض وقت سردی ہوتی تو بھی اسی طرح کرتے
[illegible] (مسلم باب قربہ ﷺ من الناس وتبرکہم بہ وتواضعہ لہم۔)

13۔ جب رسول اللہ ﷺ وضو فرماتے تو وضو کے پانی کیلئے حاضرین میں لڑائی تک
[illegible] پہنچ لگتی۔ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب استعمال فضل وضوء الناس)

14۔ حضرت ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ سوائی) کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی
[illegible] میں حاضر ہوا۔ آپ چرمی سرخ قبہ میں تھے۔ میں نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انہوں نے
[illegible] اللہ ﷺ کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے۔ جس کو اس میں
[illegible] ملتا وہ اسے اپنے ہاتھوں پر ملتا۔ اور جس کو کچھ نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھ کی تری لے کر مل
[illegible] (صحیح بخاریہ۔ کتاب اللباس۔ باب القبۃ الحمراء من ادم۔)

15۔ حضرت طلق بن علی یمامی کا بیان ہے کہ ہم اپنے وطن سے رسول اللہ ﷺ کی
[illegible] خدمت میں۔ حاضر خدمت ہو کر ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور عرض
[illegible] ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ہے پھر ہم نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنے وضو کا بچا
[illegible] پانی عنایت فرمائیں۔ آپ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے بقیہ آب کی ایک کلی ہمارے واسطے
[illegible] برتن میں ڈال دی اور روانگی کی اجازت دے کر فرمایا کہ جب تم اپنے وطن میں پہنچ جاؤ تو اپنے
[illegible] گرجا کو توڑ ڈالو اور اس کی جگہ پر اس پانی کو چھڑک دو اور گرجا کی جگہ پر مسجد بنالو۔ ہم نے عرض کیا کہ
[illegible] شہر مدینہ منورہ سے دور ہے۔ گرمی سخت ہے۔ یہ پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس
[illegible] اور پانی ڈال لینا برکت زیادہ ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ بحوالہ نسائی۔ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

16۔ ایک روز حضرت خداش بن ابی خداش مکی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک پیالے میں
[illegible] کھاتے دیکھا۔ انہوں نے آپ سے وہ پیالہ بطور تبرک لے لیا۔ حضرت عمر فاروق جب
[illegible] خداش کے ہاں تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے۔ اسے آب زمزم
[illegible] بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔ (اصابہ۔ ترجمہ خداش۔)

17۔ حضرت اسماء بنت عمیس بیان کرتی ہیں کہ ہم نے بعض ازواج مطہرات کو رسول
[illegible] ﷺ کے ہاں بطور عروس بھیجا۔ جب ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ نے ایک بڑا
[illegible] دودھ کا نکالا اور اس میں پی کر اپنی بیوی کو دیا۔ وہ دلیس کہ مجھے اشتہا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تو
[illegible] جھوٹ اور جھوٹ کو جمع نہ کر۔ پھر مجھے عنایت فرمایا۔ میں اس پیالہ کو اپنے ہونٹوں پر پھرانے لگی
[illegible] میں پیتی نہ تھی۔ محض بدیں غرض پھراتی تھی کہ میرے ہونٹ اس جگہ سے لگ جائیں

جہاں رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ مبارک لگے تھے۔ بعد ازاں ہم رسول اللہ ﷺ کی
آئے۔ (معجم صغیر طبرانی۔ اسم عبدالحمید)۔

18۔ حضرت عاصم احولؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ کے
اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا جو عریض و عمدہ اور چوب نضار (درخت گز یا شمشاد) کا بنا ہوا تھا۔
حضرت انسؓ نے اسے چاندی کے تار سے جوڑا ہوا تھا۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ میں نے
میں رسول اللہ ﷺ کو بارہا پانی پلایا ہے۔ قول ابن سیرین اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا
انس نے چاہا کہ جائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں۔ مگر ابوطلحہ نے کہا کہ
رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہوا اسے تبدیل نہ کرنا چاہیے۔ یہ سن کر ویسا ہی رہنے دیا۔ (صحیح
کتاب الاشربہ۔ باب الشرب من قدح النبی ﷺ وآنیتہ)۔

یہ پیالہ حضرت نضر بن انسؓ کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم کو خرید گیا۔ امام
روایت ہے کہ میں نے اس پیالہ کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی پیا ہے۔ (شرح شمائل
حوالہ شرح مناوی۔)

19۔ ایک روز آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب سقیفہ بنی ساعدہ میں
تھے۔ حضور نے حضرت سہل بن سعدؓ سے فرمایا کہ ہمیں پانی پلاؤ۔ چنانچہ حضرت سہل نے
میں حضور کو اور آپ کے اصحاب کو پانی پلایا۔ حضرت ابو حازم کا بیان ہے کہ حضرت
پیالہ ہمارے واسطے نکالا اور ہم نے پانی پیا۔ اس پیالہ کو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے حضرت
مانگ کر لے لیا۔ (صحیح مسلم۔ باب اباحت النبیذ الذی لم یشتد ولم یصر مسکرا۔)

20۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انیسؓ کو عرفہ میں خالد بن سفیان
کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عبداللہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر ایک
داخل ہوئے۔ اس غار پر مکڑی نے جالا تن دیا۔ دشمن جو تعاقب میں آئے انہوں نے وہاں
اور ناامید واپس ہو گئے۔ حضرت عبداللہ غار سے نکل کر اٹھارہ دن کے بعد خدمت اقدس
ہوئے اور خالد کے سر کو سامنے رکھ کر قصہ بیان کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست
میں عصا تھا۔ آپ نے حضرت عبداللہ کو عطا فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا۔

تخصر بھذہ فی الجنۃ۔ بہشت میں اس پر ٹیک لگانا۔

وہ عصا حضرت عبداللہ کے پاس رہا۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت
عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (۵۰)

21۔ امام ابن مامون کا بیان ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے پیالوں

ا تھا۔ ہم اس میں اغراض شفاء و بیماروں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ (شفاء شریف)۔

22۔ رسول اللہ ﷺ کا اونی جبہ کسروانی تھا۔ جس کی جیب اور دونوں چاکوں پر دیبا کی
تھی۔ یہ جبہ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے بعد حضرت اسماء بنت ابی بکر
لے لیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو رسول اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے۔ ہم اسے دھو کر اغراض شفا
ں کو پلاتے ہیں۔ (۵۱)

23۔ حضرت محمد بن جابر کے دادا سیار بن طلق یمامی وفد بنی حنیفہ میں رسول اللہ ﷺ
مت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے
قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایئے۔ میں اسکے ساتھ اپنا دل بہلایا کروں گا۔ حضور نے اگلی
ت منظور فرما کر اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر کا بیان ہے کہ میرے باپ
مجھ سے بیان کیا کہ وہ ٹکڑا ہمارے پاس تھا۔ ہم اسے چھو کر اغراض شفاء و بیماروں کو پلایا کرتے
(اصابہ۔ ترجمہ سیار بن طلق)۔

24۔ جب حضرت ولید بن ولید بن مغیرہ قرشی مخزومی مکہ میں قید سے بھاگ کر رسول
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ میں مرا جاتا ہوں۔ آپ مجھے اپنے کسی زائد
میں جو آپ کے جسد اطہر پر رہا ہو کفنانا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی قمیص میں
(اصابہ۔ ترجمہ ولید بن ولید بن مغیرہ۔)

25۔ حضرت عبداللہ بن حازم کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا۔ جسے وہ جمعہ اور عیدین میں
رتے تھے۔ لڑائی میں جب فتح پاتے تو بطور تبرک اس عمامہ کو پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے
ل اللہ ﷺ نے پہنایا تھا۔ (اصابہ)۔

26۔ ایوب بن تجار روایت ابو عبداللہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا کے پاس رسول
ﷺ کا لحاف تھا جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے ان کے دادا کو کہا
مجھے۔ چنانچہ وہ اس لحاف کو چمڑے میں لپیٹ کر لائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اس سے اپنے
ے کو ملنے لگے۔ (تاریخ صغیر للبخاری ص ۱۱۱)

27۔ رسول اللہ ﷺ بعض وقت شفاء بنت عبداللہ قرشیہ عدویہ کے ہاں تشریف لے
تے اور ان کے گھر میں قیلولہ فرماتے۔ حضرت شفاء نے حضور انور ﷺ کے لئے ایک چھوٹا اور

ایک چادر ہوتی تھی۔ جس میں آپ سو جایا کرتے۔ وہ بھونا اور چادر حضرت خلفاء [illegible]
رہی۔ یہاں تک کہ مروان بن الحکم نے لے لی۔ (استیعاب واصابہ)۔

28۔ جب حضرت کعب بن زہیرؓ نے ایمان لا کر اپنا قصیدہ بانت سعاد [illegible]
ﷺ نے ان کو اپنی چادر اوڑھائی۔ حافظ ابن حجر نے اصابہ میں بروایت سعید بن مسیب [illegible]
کہ یہ وہی چادر ہے جسے خلفاء عیدین میں پہنتے ہیں۔ (انتہی)

ابوبکر بن انباری (متوفی ۱۰ ذی الحجہ ۳۲۸ھ) کی روایت میں ہے کہ جب [illegible]
شعر پر پہنچے۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ مھند من سیوف اللہ [illegible]

تو آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف چادر مبارک پھینک دی۔ حضرت معاویہ [illegible]
چادر کے لئے دس ہزار درہم خرچ کئے۔ مگر حضرت کعب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی [illegible]
لئے میں کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دیتا۔ حضرت کعب کی وفات کے بعد حضرت معاویہ [illegible]
کے ورثہ سے وہ چادر بیس ہزار درہم کو لے لی۔ ابن انباری کا قول ہے کہ وہی چادر آج [illegible]
کے پاس ہے۔ (شرح قصیدہ بانت سعاد لابن ہشام المتوفی ۷۶۱ھ)

29۔ حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے [illegible]
اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے [illegible]
میں آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ آپ کو ضرورت تھی اس لئے آپ نے قبول فرمالی [illegible]
اسے بطور تہبند باندھ کر ہماری طرف نکلے۔ صحابہ میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا [illegible]
چادر ہے۔ یہ مجھے پہنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ کچھ دیر کے بعد آپ مجلس سے اٹھ گئے [illegible]
آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس سائل صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا [illegible]
نہ کیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ سے اس چادر کا سوال کیا۔ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی [illegible]
نہیں فرماتے۔ اس صحابی نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ [illegible]
پر یہ چادر میرا کفن بنے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔ (صحیح بخاری۔ [illegible]
اللباس۔ باب البرود والحبرۃ والشملۃ)

30۔ حضرت ابوبردہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ہمیں ا[illegible]

[illegible] کی کثرت سے نمدہ کی مثل تھی اور ایک موٹا تہبند نکال کر دکھایا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ
[illegible] ان دونوں میں وصال فرمایا۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس۔ باب الاکسیۃ والخمائص)

31۔ آنحضرت ﷺ کی خاتم شریف جس میں تین سطریں یوں تھیں۔ (محمد رسول
[illegible])

حضرت ابوبکر کے پاس تھی۔ پھر حضرت عمر فاروق کے پاس رہی۔ بعد ازاں حضرت
[illegible] عثمان غنی کو ملی۔ جب ان کی خلافت کو چھ برس ہو گئے تو ایک روز وہ چاہ اریس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ
[illegible] سے کوئیں میں گر پڑی۔ تین دن تلاش کرتے رہے۔ کوئیں کا تمام پانی نکالا گیا مگر نہ ملی۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی خاتم گم ہو گئی تو ان کی بادشاہت جاتی رہی تھی۔ یہی
[illegible] ختم المرسلین ﷺ کی خاتم گم ہونے میں تھا۔ چنانچہ اس کے بعد اس فتنہ کا آغاز ہوا۔ جس
[illegible] حضرت عثمان غنی کی شہادت پر ہوا۔ (وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۱۲۱)

32۔ آنحضرت ﷺ کی تلوار ذوالفقار حضرت امام زین العابدین کے پاس تھی۔ جب وہ
[illegible] امام حسین کی شہادت کے بعد یزید کے ہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت مسور
[illegible] نے حضرت امام سے وہی تلوار مانگی تھی اور عرض کیا تھا کہ "آپ سے لے لیں گے۔ جب
[illegible] جسم میں جان ہے کوئی مجھ سے نہ لے سکے گا۔" (صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب
[illegible] من درع النبی ﷺ وعصاہ وسیفہ الخ)۔

امام اصمعی (متوفی ۲۱۳ھ) ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز میں خلیفہ ہارون رشید کے ہاں
[illegible] انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار دکھائی۔ جس سے بہتر میں نے کوئی تلوار
[illegible] دیکھی۔ (زرقانی۔ جزء ثالث ص ۳۷۸)

33۔ حضرت عیسیٰ بن طہمان کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک نے ہمیں دو پرانے
[illegible] نکال کر دکھائے جن میں سے ہر ایک میں بدش کے دو دو تسمے تھے۔ اس کے بعد حضرت
[illegible] ثابت بنانی نے بروایت انس مجھ سے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریفین ہیں۔ (صحیح
[illegible] باب ما ذکر من درع النبی ﷺ الخ)۔

34۔ جنگ بدر میں حضرت زبیر نے جو برچھی عبیدہ بن سعید بن عاص کی آنکھ میں ماری
[illegible] وہ یادگار رہی۔ بدیں طور کہ حضرت زبیر سے حضور اقدس ﷺ نے مستعار لی۔ پھر آپ کے

چاروں خلفاء کے پاس بطور تبرک منتقل ہوتی رہی۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن ا
رہی۔ یہاں تک کہ حجاج نے ان کو ۷۳ھ میں شہید کر دیا۔ (صحیح بخاری باب شہود الملا
35۔ جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آنحضرت ﷺ
کو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی۔ وہ ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ اس تلوار کو عرصہ
بطور تبرک ان کے خاندان میں رہی۔ یہاں تک کہ عاتکہ کی کے ہاتھ جو معتصم باللہ ابن
رشید کے امیروں میں سے تھا بغداد میں دو سو دینار میں فروخت ہوئی۔ (زرقانی علی المواہب
ثانی۔ ص ۴۳)
36۔ حضرت عتبان بن مالک انصاری خزرجی کا بیان ہے کہ میری بصارت
میں نے ایک شخص کو بھیج کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ
رنجہ فرمائیں اور میرے مکان میں نماز پڑھیں تاکہ میں آپ کی جائے نماز کو مسجد
چنانچہ رسول اللہ ﷺ مع اصحاب تشریف لائے اور آپ نے میرے مکان میں نماز
مسلم۔ کتاب الایمان)۔
37۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ ابو مریم جہنی کی عیادت کو تشریف لے
میدان میں نماز پڑھ کر واپس ہو گئے۔ قبیلہ جہینہ کے چند اشخاص نے ابو مریم سے کہا
اللہ ﷺ سے درخواست کریں کہ حضور نفس نفیس ہمارے واسطے ایک مسجد کی حد بندی
چنانچہ ابو مریم راستے ہی میں حضور ﷺ سے جا ملے اور عرض کیا کہ آپ میری قوم کے
مسجد کی حد بندی کر دیں۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے واپس ہو کر جہینہ میں ایک
بندی کر دی۔ (اصابہ۔ ترجمہ ابو مریم جہنی)
38۔ آنحضرت ﷺ کے منبر شریف کے تین درجے تھے۔ حضور
پہلے اوپر کے درجہ پر بیٹھتے اور درمیانی درجہ پر اپنے پاؤں مبارک رکھتے۔ حضور اقدس
حضرت ابوبکر صدیق اپنے عہد خلافت میں پاس ادب درمیانی درجہ پر کھڑے ہوتے
تے تو پاؤں سب سے نیچے کے درجہ پر رکھتے۔ حضرت عثمان غنی اپنی خلافت کے پہلے
حضرت عمر فاروق کی طرح کرتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے جلوس کی جگہ پر
الوفاء جزاول ص ۲۸۰)

کشف الغمہ للشعرانی (جزاول ص ۱۲۱) میں ہے کہ جب حضرت عثمان کا عہد آیا تو انہوں
منبر شریف کے درجات زیادہ کر دیئے۔ وہ اوپر کے تینوں درجوں کو چھوڑ کر زیادت کے پہلے
پر کھڑے ہوا کرتے تھے۔
39۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر شریف میں جو جگہ رسول اللہ
ﷺ کے بیٹھنے کی تھی اسے ہاتھ سے مس کیا۔ پھر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر پھیر لیا۔ (شفاء شریف و
طبقات ابن سعد)
40۔ یحییٰ بن سعید جو امام مالک کے استاد تھے جب عراق کو جاتے تو منبر شریف کے پاس
سے مس کرتے اور دعا مانگتے۔ (وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۴۴۲)
41۔ مسجد نبوی میں پہلی آتشزدگی یکم رمضان ۶۵۴ھ میں ہوئی۔ اس میں منبر نبوی کا
بھی جل گیا۔ چنانچہ ابو الیسن بن عساکر جو آتش زدگی کے وقت زندہ تھے تحفۃ الزائر میں یوں لکھتے
ہیں:۔
"منبر نبی ﷺ کا جلایا جل گیا۔ اس منبر کو جس پر رسول اللہ ﷺ بیٹھنے کے وقت اپنا
دست مقدس رکھا کرتے تھے۔ زائرین مس کیا کرتے تھے اور دو خطبوں کے درمیان اور پیشتر حضور
منبر کی جس جگہ پر بیٹھا کرتے تھے اس جگہ کو اور منبر پر رونق افروز ہونے کے وقت جس جگہ پر
حضور کے ہر دو قدم ہوا کرتے تھے اس جگہ کو بھی زائرین مس کیا کرتے تھے۔ اب آتش زدگی سے وہ
بابرکت عامہ و نفع عائد سے محروم ہو گئے۔ (وفاء الوفاء۔ جزء اول ص ۲۸۸)
42۔ حضرت اسعد بن زرارہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چارپائی بطور ہدیہ پیش کی
تھی۔ جس کے پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر سویا کرتے تھے۔
جب وفات شریف ہوئی تو حضور کو اسی پر رکھا گیا۔ حضور کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کو بھی وفات
کے بعد اسی پر رکھا گیا۔ بعد ازاں عمر فاروقؓ کو بھی اسی پر رکھا گیا۔ پھر لوگ بطور تبرک اپنے مردوں
کو اسی پر رکھا کرتے تھے یہ چارپائی بنو امیہ کے عہد میں میراث عائشہ صدیقہ میں فروخت ہوئی۔
عبداللہ بن اسحاق نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خرید لیا۔ (زرقانی علی المواہب بحوالہ ابن
سعد جزء ثالث ص ۳۸۲)
43۔ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے متروکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر

بن عبدالعزیزؒ کے پاس تھیں۔ وہ ایک کمرے میں محفوظ تھیں۔ ابن عبدالعزیزؒ ہر روز ایک بار ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اشراف میں سے اگر کوئی ان سے ملنے آتا تو اس کو بھی ان کی زیارت کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کمرے میں ایک چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ایک ایک جوڑا موزہ، قطیفہ (لحاف) چکی اور ایک ترکش تھی جس میں چند تیر تھے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کے سر مبارک کے میل کا اثر تھا۔ ایک شخص کو سخت بیماری لاحق تھی اس سے شفاء نہ ہوتی تھی۔ ابن عبدالعزیز کی اجازت سے اس میل میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا۔ وہ چنگا ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ۔ جزء ثانی ص ۶۰۸)

44۔ دلائل ابی نعیم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے لئے سخت پتھر ایسے نرم ہو گئے جیسے موم بن گئے۔ چنانچہ احد کے دن حضرت نے اپنا سر مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا۔ تاکہ مشرکین سے اپنا جسم مبارک چھپائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے پتھر کو ایسا نرم کیا کہ آپ نے اپنا سر مبارک اس میں داخل کر دیا۔ وہ پتھر اب تک باقی ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح تبوک کے ایک درہ میں حضور ﷺ نے نماز میں ایک سخت پتھر سے قرار پکڑا۔ وہ ایسا نرم ہو گیا کہ آپ کے ہر دو بازوئے مبارک نے اس میں اثر کیا۔ وہ پتھر مشہور ہے۔ جو لوگ حج کرنے کو جاتے ہیں اس کی زیارت کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے شب معراج میں صخرہ بیت المقدس موم کی مانند ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے اپنا براق باندھا۔ لوگ آج تک اسے اپنے ہاتھ سے چھوتے ہیں۔ (دلائل النبوۃ للحافظ ابی نعیم الاصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ ص ۳۱۵)

45۔ عبدالرحمٰن بن زید عراقی کا بیان ہے کہ ہم زبد میں حضرت سلمہ بن الاکوع کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ ہماری طرف بڑھایا جو ایسا ضخیم تھا کہ گویا اونٹ کا تھا اور فرمایا کہ میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے۔ پس ہم نے ان کا ہاتھ چوما اسے بوسہ دیا۔ (طبقات ابن سعد۔ جزء رابع۔ قسم ثانی ص ۳۹)

46۔ اسماعیل بن یعقوب قمی روایت کرتے ہیں کہ ابن منکدر (متوفی ۲۰۵ھ) مسجد نبوی کے صحن میں ایک خاص جگہ پر لوٹتے اور لیٹتے ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس جگہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ راوی کا قول ہے کہ میرا گمان ہے ابن منکدر نے کہا کہ خواب میں دیکھا ہے۔ (وفاء الوفاء جزء ثانی۔ ص ۴۴۵)

امثلہ مذکورہ بالا کے مطالعہ کے بعد کسی مسلمان کو آنحضرت ﷺ کے آثار شریفہ سے تبرک کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اولیاء و علماء جو آنحضرت ﷺ کی برکات کے وارث ہیں۔ ان کے آثار شریفہ میں بھی برکت ہوتی ہے۔ اس سے انکار کرنا محرومی و بدنصیبی کی علامت ہے۔ زیادہ تفصیل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

شیخ الاسلام حافظ ابوالفتح تقی الدین بن دقیق العید (متوفی ۱۱ صفر ۷۰۲ھ) رسول اللہ ﷺ کی مدح میں یوں فرماتے ہیں:۔

یاسائرا نحو الحجاز مشمراً
اجهد فدینك فی المسیر و فی السرى
واذا سهرت اللیل فی طلب العلى
فیحذراً ثم حذراً من خدع الكرى
فالقصد حیث النور یشرق ساطعاً
والطرف حیث ترى الثرى منعطراً
قف بالمنازل والمناهل من لدن
وادی قباء الى حمى ام القرى
وتوخ اثار النبی فضع بها
منشرقاً خدیك فی عفر الثرى
واذا رأیت مهابط الوحی التی
نشرت على الافاق نورا انوارا
فاعلم بانك ما رأیت شبیها
مذكنت فی ماضی الزمان ولا ترى

(ترجمہ) اے حجاز کی طرف تیزی سے چلنے والے میں تجھ پر فدا اتو رات دن چلنے میں کوشش کر اور جب تو بزرگیوں کی طلب میں رات کو جاگے تو اونگھ کے فریب سے چنانچہ تو اس جگہ کا قصد کر جہاں نور خوب چمک رہا ہے۔

اور جہاں خاک خوشبودار نظر آتی ہے۔ تو ان منازل اور چشموں پر ٹھہر جا جو وادی قبا

کے قریب سے ام القریٰ (مکہ معظمہ) کے سبزہ زار تک ہیں۔

اور نبی (ﷺ) کے آثار کا قصد کرنا اور ان کی زیارت سے۔

مشرف ہوتے ہوئے وہاں اپنے ہر دو رخسار کو روئے خاک پر رکھ دینا۔

اور جب تو وحی کے اترنے کی جگہوں کو دیکھے جنہوں نے تمام دنیا پر نور اور [illegible]

تو جان لینا کہ تو نے اپنی گزشتہ عمر میں ان کی مثل نہیں دیکھا اور نہ آئندہ دیکھے گا۔ [illegible] الونیات۔ ترجمہ ابن دقیق العید)

۴۔ درود شریف وزیارت قبر شریف

مومنوں پر واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ [illegible] فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (احزاب۔ ع ۷)

(ترجمہ) تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم [illegible] بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیت میں تاکید کے لئے جملہ اسمیہ لایا گیا ہے۔ جس کے شروع میں [illegible] مزید حرف تاکید مذکور ہے۔ اس جملہ کی خبر فعل مضارع ہے جو افادۂ استمرار تجددی کرتا ہے [illegible] تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور میرے تمام فرشتے (جن کی گنتی مجھے ہی معلوم ہے) پیغمبر پر درود [illegible] رہتے ہیں۔ اے مومنو تم بھی اس وظیفہ میں میری اور میرے فرشتوں کی اقتداء کرو۔

واضح رہے کہ خدا کے درود بھیجنے سے مراد رحمت کا نازل کرنا اور فرشتوں اور مومنوں کے درود سے مراد ان کا بارگاہ رب العزت میں تضرع و دعاء کرنا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک [illegible] رحمت و برکت نازل فرمائے۔

مومنوں کی طرف سے درود بھیجنے میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے اور بھیجنے والوں کا [illegible] فائدہ ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک [illegible] درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔ مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کی اس [illegible] محبوبیت اور عظمت جاہ کو دیکھئے کہ امت کا ایک بندہ حقیر ذلیل حبیب خدا ﷺ پر درود بھیجتا ہے [illegible]

[illegible] اور رب جلیل جل شانہ دیتا ہے۔ اور ایک کے مقابلہ میں دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ [illegible] اللہ ﷺ کے طفیل یہ شرف صرف اسی امت کو عطا ہوا ہے کیونکہ اس امت کے سوا کسی اور [illegible] اپنے پیغمبر پر درود و سلام بھیجنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

درود شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ درود شریف اجابت دعا کا ذریعہ ہے [illegible] یہ بھی ایک قسم کا توسل بالنبی ﷺ ہے۔ دلائل الخیرات شریف میں ہے کہ حضرت ابو [illegible] عبدالرحمٰن بن عطیہ دارانی (متوفی ۲۱۵ھ) نے فرمایا کہ جب تم خدا تعالیٰ سے کچھ مانگو تو دعا [illegible] پہلے اور پیچھے درود شریف پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دونوں طرف کے درود شریف کو اپنے [illegible] سے قبول کر ہی لیتا ہے۔ اور یہ اس کے کرم سے بعید ہے کہ درمیان کی چیز کو رد کر دے۔ [illegible] شامی شرح دلائل الخیرات میں لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک امام دارانی کے قول مذکور کا تتمہ [illegible] ہے۔ اور ہر ایک عمل مقبول ہوتا ہے یا مردود سوائے درود شریف کے کہ وہ مقبول ہی ہوتا ہے [illegible] رد نہیں ہوتا۔ "امام ہاجی نے بروایت ابن عباس نقل کیا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ [illegible] ہے کہ وہ بعض کو قبول کرے اور بعض کو رد کرے۔ شیخ ابو طالب مکی نے یہ حدیث نقل کی ہے [illegible] جب تم اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو پہلے درود شریف پڑھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے کہ [illegible] سے دو حاجتیں مانگی جائیں۔ جن میں سے ایک کو پورا کر دے اور دوسری کو رد کر دے۔ اس [illegible] روایت کو امام غزالی نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے۔ امام عراقی نے کہا کہ میں نے اس روایت کو [illegible] وقوع نہیں پایا۔ وہ ابو الدرداء پر موقوف ہے۔ شفاء شریف میں ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ درود [illegible] شریف کے درمیان کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ ابو محمد جبر نے اس روایت کو کتاب شرف المصطفیٰ سے [illegible] منسوب کیا ہے۔ کذا فی مطالع المسرات۔

علامہ شامی نے سلف کے قول (کہ درود شریف کبھی رد نہیں ہوتا۔) کی تاویل و تصحیح [illegible] یوں کی ہے کہ درود شریف اللھم صل علی محمد) دعا ہے اور دعا کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود۔ [illegible] مگر درود شریف عموم دعا سے مستثنیٰ ہے کیونکہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول پر [illegible] درود بھیجتا رہتا ہے۔ اس نے اپنے مومن بندوں پر احسان کیا ہے کہ ان کو بھی درود بھیجنے کا حکم دیا ہے [illegible] تاکہ ان کو زیادہ فضل و شرف حاصل ہو جائے۔ ورنہ رسول اللہ ﷺ کو تو اپنے پروردگار کا درود ہی [illegible] کافی ہے۔ پس مومن کا اپنے رب سے طلب درود کرنا قطعاً مقبول ہے کیونکہ خدا تعالیٰ خود خبر دے [illegible]

رہا ہے کہ میں اپنے رسول پر درود بھیجتا ہوں۔ باقی تمام دعائیں اور عبادتیں اس سے
لہذا درود شریف کے مقبول ہی ہونے کی سند نص قرآنی ہے۔ رہا اس پر ثواب
عوارض سے مشروط ہے۔ اور وہ عوارض یہ ہیں۔ قلب غافل سے پڑھنا۔ ریا
کسی حرام چیز پر استعمال کرنا وغیرہ۔ کذافی رد المحتار۔

آنحضرت ﷺ کے روضہ شریف کی زیارت بالاجماع سنت اور فضیلت
اس بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ جن میں سے چند وفاء الوفاء سے یہاں
1۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَ جَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔

(ترجمہ) جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگی۔

(دارقطنی وغیرہ)

2۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔

(ترجمہ) جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ اسکے واسطے میری شفاعت ثابت ہوگی۔

3۔ مَنْ جَائَنِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔

(ترجمہ) جو میری زیارت کو اس طرح آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی اور چیز اس کو
پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔ (کبیر واوسط طبرانی۔ امالی دارقطنی
4۔ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔

(ترجمہ) جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ وہ مثل اس
جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (دارقطنی وطبرانی وغیرہ)

5۔ مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

(ترجمہ) جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ستم کیا۔

(کامل ابن عدی)

6۔ مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا وَ شَفِیْعًا۔

(ترجمہ) جس نے مدینہ آکر میری زیارت کی۔ میں اس کے لئے گواہ اور شفیع ہوں گا۔

(سنن دارقطنی)۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ اَوْ مَنْ زَارَنِیْ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا اَوْ شَهِیْدًا وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ
الْحَرَمَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِی الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔

(ترجمہ) جس نے میری قبر کی زیارت کی (یا فرمایا) جس نے میری زیارت کی۔ میں اس کے لئے
گواہ ہوں گا۔ اور جو شخص حرمین میں سے ایک میں مر گیا۔ اللہ عزوجل اس کو قیامت کے دن
امن میں اٹھائے گا۔ (ابوداؤد طیالسی)

8۔ مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔

(ترجمہ) جس نے بالقصد میری زیارت کی۔ وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا۔

(ابو جعفر عقیلی)

9۔ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَمَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ مَاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَ
مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔

(ترجمہ) جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی۔ اس نے گویا میری زندگی میں میری
زیارت کی۔ اور جو حرمین شریفین میں سے ایک مر گیا وہ قیامت کے دن امن والوں کے زمرہ میں
اٹھایا جائے گا۔ (دارقطنی وغیرہ)

10۔ من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتب الله حجتان مبرورتان۔

(ترجمہ) جس نے مکہ میں حج کیا۔ پھر میری مسجد میں میری زیارت کی۔ اس کے لئے دو مقبول حج
لکھے گئے۔ (مسند فردوس)

احادیث مذکورہ بالا کے علاوہ کتاب اللہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ اللہ عزوجل
فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ (نساء۔ ع ۹)

(ترجمہ) اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تیرے پاس آتے اور خدا سے
بخشش مانگتے تو وہ خدا کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

اس آیت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر توبہ کرنے کی ترغیب

دی گئی ہے۔ مگر قبول توبہ کے لئے ایک تیسرے امر گناہ گاران امت کے لئے
بھی ضرورت بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا تمام مومنوں کے لئے طلب مغفرت
ہی ہے کیونکہ حضور کو حکم الٰہی یوں ہے۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط

(ترجمہ) گناہ کے لئے اور مومنوں اور مومنات کے لئے بخشش مانگ۔

ظاہر بالبداہت ہے کہ حضور نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پس اگر باقی دو امور
بطور توسل حاضر خدمت ہونا اور مطلب مغفرت کرنا) پائے جائیں تو وہ مجموعہ
گا۔ جو موجب قبول توبہ و رحمت الٰہی ہے۔

آیت زیر بحث میں استغفر لھم کا عطف جاؤک پر ہے اس لئے اس کا
استغفار رسول استغفار عاصیان کے بعد ہو۔ علاوہ ازیں ہم تسلیم نہیں کرتے کہ حضور
والسلام وفات شریف کے بعد گنہگاران امت کے لئے طلب مغفرت نہیں فرماتے۔
(بلکہ تمام انبیاء کرام علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام) وفات شریف کے بعد زندہ ہیں اور
کے لئے طلب مغفرت فرماتے ہیں۔ چنانچہ بزار نے صحیح راویوں کے ساتھ حضرت
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

حیاتی خیر لکم تحدثون واحدث لکم و وفاتی خیر لکم تعرض
اعمالکم فما رایت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رایت من شر استغفر
اللہ لکم۔

(ترجمہ) میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تم مجھ سے (حلال و حرام) پوچھتے
تمہیں (بذریعہ وحی) احکام سناتا ہوں۔ اور میری وفات بھی تمہارے حق میں بہتر ہے
اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ میں اچھے عملوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر کروں گا
عملوں کو دیکھ کر تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کیا کروں گا۔

پس آنحضرت ﷺ نے حیات شریف ہی میں عاصیان امت کو بشارت دے دی
وفات شریف کے بعد بھی ان کے لئے استغفار کیا کروں گا اور حضور کے کمال رحمت سے معلوم
کہ جو شخص اپنے رب سے طلب مغفرت کرتا ہوا حضور کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوتا ہے

استغفار فرماتے ہیں۔ اسی واسطے علمائے کرام نے تصریح فرمادی ہے کہ حضور کا یہ رتبہ
شریف سے منقطع نہیں ہوا۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس آیت کا حکم آنحضرت ﷺ کی حالت حیات شریف کے
خاص ہے وہ غلطی پر ہے کیونکہ یہ اصولی قاعدہ ہے کہ عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ
کا۔ صحابہ کرام اور تابعین عموم الفاظ قرآنی سے حجت پکڑتے رہے۔ باوجودیکہ وہ آیتیں
موقعوں پر نازل ہوئیں (اتقان للسیوطی) اسی طرح آیت زیر بحث اگرچہ ایک خاص قوم کے
حالت حیات رسول اللہ ﷺ میں نازل ہوئی۔ لیکن جہاں یہ وصف (عاصیان امت کا حضور
کی بارگاہ میں گناہوں کی معافی کیلئے حاضر ہونا) پایا جائے گا عموم حالت کے موافق اس کا
حکم اور ہر دو حالت حیات و بعد الوفات کو شامل ہوگا۔ چنانچہ علمائے کرام نے عموم سے ہر دو
کی ہیں اور جو شخص قبر شریف پر حاضر ہو اس کے واسطے مستحب خیال کیا ہے کہ وہ اس
پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے۔ امام عتبی (امام شافعی کے استاد) کی حکایت اس
مشہور ہے۔ اور مذاہب اربعہ کے علماء نے اسے اپنے مناسک میں نقل کیا ہے اور اسے
سمجھ کر آداب زیارت میں شامل کیا ہے۔ (۵۲) ہم اس حکایت کو انشاء اللہ تعالیٰ بحث توسل
میں لائیں گے۔

صحابہ کرام کے زمانہ میں آج تک اہل اسلام حضور اقدس ﷺ کے روضہ شریف کی
اور حضور سے توسل و استغاثہ کرتے رہے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بیت المقدس سے صلح کی تو کعب احبار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔
فاروق اعظم ان سے خوش ہوئے اور فرمایا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ مدینہ منورہ
آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی زیارت سے فائدہ اٹھاؤ۔ حضرت کعب احبار نے جواب دیا
(زرقانی علی المواہب)

حافظ ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان اپنی کتاب مصباح الظلام میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابو
معانی نے بروایت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے
شریف کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا۔ اس نے اپنے آپ کو قبر شریف پر گرا دیا۔
شریف کی کچھ مٹی اپنے سر پر ڈالی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے جو کچھ فرمایا وہ ہم

نے سنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل کیا جس میں ارشاد فرمایا۔ ولو انھم اذ ظلموا
۔ الآیۃ میں نے ظلم کیا۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں
فرمائیں۔ قبر شریف سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا۔ (۵۳)

مسند امام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بروایت امام منقول ہے کہ
نخشبی تاجی آئے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کے نزدیک پہنچے تو اپنی
اور منہ حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف کر لیا۔ اور روئے (۵۴) تو
عنقریب مذکور ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ذیل میں چند آداب زیارت بیان کئے جاتے ہیں۔ زائرین کو چاہیے کہ ان کو
1۔ زائرین کو مناسب ہے کہ زیارت روضہ شریف کے ساتھ مسجد نبوی
اس میں نماز پڑھنے کی بھی نیت کریں۔ اگر مجرد زیارت کی نیت کریں تو بھی
موقع ملے تو ہر دو کی نیت کریں۔

2۔ مدینہ منورہ کے راستہ میں درود و سلام کی کثرت رکھیں۔

3۔ راستے میں مساجد اور آثار شریفہ جو رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہیں ان
کریں اور ان میں نماز پڑھیں۔

4۔ جب مدینہ منورہ کے مکانات نظر آنے لگیں تو پاس ادب پیدل ہو جائیں
سلام بھیجیں اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے یا داخل ہو کر غسل کریں اور تبدیل
خوشبو لگائیں۔

5۔ پہلے مسجد نبوی میں داخل ہو کر دو رکعت تحیۃ المسجد پھر دوگانہ شکر
تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے دروازے پر پہنچا دیا۔

6۔ دوگانہ شکر کے بعد روضہ شریف پر حاضر ہوں۔ زیارت کے وقت اپنی
طرف اور منہ حضور کے چہرہ مبارک کی طرف کریں اور جالی مبارک کے قریب
بہت ادب و خشوع سے سلام عرض کریں۔ اور اگر کسی دوست وغیرہ نے حضرت
بھیجا ہو تو اس کی طرف سے سلام پہنچائیں۔

7۔ حضور اقدس ﷺ کے سلام سے فارغ ہو کر ایک ہاتھ اپنی دائیں طرف

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ پھر ایک ہاتھ اور دائیں
ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

8۔ بعد ازاں اپنی پہلی جگہ پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر
عرض کریں۔ پھر گناہوں سے توبہ کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے دعا

9۔ ایام قیام مدینہ منورہ میں نماز فرض ہو یا نفل مسجد نبوی میں پڑھا کریں۔

10۔ مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھیں اور آنحضرت ﷺ کے آثار شریفہ و دیگر مزارات کی
زیارت کریں۔

حدیث لا تشد الرحال کی بحث

بعض لوگ انبیائے کرام اور اولیاء و شہداء عظام کے مشاہد و مزار کی طرف سفر کرنے کو
ناجائز کر دیتے ہیں اور حدیث لا تشد الرحال کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ وہابیہ کے مورث
ابن تیمیہ نے تو کھلے الفاظ میں فتویٰ دے دیا کہ حضور سید المرسلین ﷺ کے روضہ شریف کی
زیارت کے قصد سے سفر کرنا سفر معصیت ہے جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ یہ زائرین
اور وہ فرشتے بھی جو ہر روز صبح و شام آسمان سے اتر کر روضہ شریف پر حاضر ہوتے اور درود
پڑھتے ہیں اسی معصیت میں مبتلا ہیں۔ یہ حضور رسول اکرم ﷺ کی جناب میں کمال درجے
کی بے ادبی ہے۔

ابن تیمیہ کے اس فتوے سے شام و مصر میں بڑا فتنہ برپا ہوا۔ شامیوں نے ابن تیمیہ کے
بارے میں استفتاء کیا۔ علامہ برہان بن کاج فزاری نے قریباً چالیس سطر کا مضمون لکھ کر اسے کافر
علامہ شہاب بن جہبل نے اس سے اتفاق کیا۔ مصر میں یہی فتویٰ مذاہب اربعہ کے چاروں قضاۃ
سے لیا گیا۔ بدر بن جماعہ شافعی نے لکھ دیا کہ مفتی یعنی ابن تیمیہ کو ایسے فتاویٰ بالطلہ سے بزجر و توبیخ
کیا جائے اگر باز نہ آئے تو قید کیا جائے۔ محمد بن الجریری انصاری حنفی نے لکھا کہ اسی وقت بلا کسی
دیر کے قید کیا جائے محمد بن ابی بکر مالکی نے کہا کہ اسے اس قسم کی زجر و توبیخ کی جائے کہ ایسے مفاسد
باز آ جائے۔ احمد بن عمر مقدسی حنبلی نے بھی ایسا ہی لکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ شعبان ۷۲۶ھ
میں دمشق میں قلعہ میں قید کیا گیا اور قید ہی میں ۲۰ ذیقعدۃ الحرام ۷۲۸ کو اس دنیا سے رخصت
ہوا۔ (۵۵)

حدیث زیر بحث صحیح بخاری کے باب فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ و مسجد المدینۃ بروایت ابوہریرہ وارد ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام و مسجد رسول اللہ والمسجد الاقصیٰ۔

(ترجمہ) کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں یعنی مسجد حرام و مسجد رسول اللہ کی طرف۔

اور باب مسجد بیت المقدس میں بروایت ابوخدری بدیں الفاظ مذکور ہے۔

اسی طرح امام مسلم نے حدیث ابوہریرہ کو باب فضل المساجد الثلثۃ میں اور ابوسعید خدری کو باب سفر المراۃ مع محرم الی الحج وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ حدیث ابوسعید خدری شریف میں باب المساجد و مواضع الصلوۃ میں مذکور ہے۔

مختلف ابواب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث زیر بحث میں مساجد کے مساجد ثلاثہ میں نماز کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ یہ تینوں مساجد ان فضائل میں ہیں جو دوسری مسجدوں میں نہیں پائے جاتے۔ لہذا اس حدیث کو مشاہد و مزارات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس مدعا کے اثبات کے لئے ہم وجوہ ذیل پیش کرتے ہیں۔

وجہ اول۔ حدیث زیر بحث میں استثناء مفرغ ہے۔ پس اس کے لئے ایک عام کی تقدیر کی ضرورت ہے جو مستثنیٰ اور غیر کو شامل ہو اور مستثنیٰ سے مناسبت قریبہ رکھتا ہو۔ نوع فروسے اور جنس نوع سے۔ اسی واسطے ماجاءنی الازید میں شی یا جسم یا شخص کو مقدر کرتے بلکہ رجل یا احد کو مقدر کرتے ہیں اور ماکسوتہ الاجبۃ میں کسوت کو اور صلوۃ الا فی المسجد میں فی مکان یا فی موضع کو مقدر کیا جاتا ہے۔ (مطول و حواشی) پس حدیث میں مستثنیٰ منہ ایسا ہونا چاہیے۔ جو مساجد ثلاثہ اور دیگر مساجد کو شامل اور مساجد سے نسبت قریبہ رکھتا ہو۔ اور وہ سوائے لفظ مسجد کے اور کوئی نہیں۔

وجہ دوم۔ حدیث زیر بحث کی ترجمہ باب بخاری سے مطابقت اور اسی باب کی حدیث سے مناسبت ہے۔ یہ مناسبت و مطابقت صاف بتا رہی ہے کہ مستثنیٰ منہ مسجد ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے یہ باب مکہ و مدینہ میں نماز کی فضیلت کے بارے میں باندھا ہے۔ اور پہلی حدیث (لا تشد الرحال) میں مقصود مساجد ثلاثہ میں نماز کی فضیلت بہ نسبت دیگر مساجد ہے تاکہ ترجمہ باب کے مطابق ہو۔ یہ نہ کہا جائے کہ پہلی حدیث میں لفظ صلوۃ نہیں اور مساجد ثلاثہ کی طرف رحلت سے مراد ان میں نماز کا قصد ہے۔ اسی باب کی دوسری

حدیث ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صلوۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلوۃ فی ماسوا الا المسجد الحرام۔ (میری اس مسجد میں نماز بہتر ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجدوں میں سوائے مسجد حرام کے) ترجمہ باب کے مطابق ہے اور پہلی حدیث کے مفہوم کو ظاہر کرتی ہے اور نص ہے۔ اس امر پر کہ ادائے نماز پر تضاعف ثواب میں مساجد ثلاثہ کو تمام مساجد پر فضیلت ہے کیونکہ الا المسجد الحرام کا مستثنیٰ منہ مساجد ہے جو اعض روایات میں موجود ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔ عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ صلوۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلوۃ فی غیرہ من المساجد الا المسجد الحرام اور مسلم ہی حدیث میمونہ میں ہے۔ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول صلوۃ فیہ افضل من الف صلوۃ فیما سواہ من المساجد الا مسجد الکعبۃ۔ پس معلوم ہوا کہ حدیث لا تشد الرحال میں مستثنیٰ منہ مسجد ہے لہذا مساجد ثلاثہ کے سوا دنیا کی کسی مسجد کی طرف بقصد نماز سفر کرنا ممنوع ہے اور جو کسی اور ضرورت کے لئے ہو وہ ممنوع نہیں۔

وجہ سوم۔ حدیث زیر بحث کے بعض طرق پر مراد مقصود کی تصریح اور مستثنیٰ منہ کا ذکر ہے اور وہ مسند امام احمد میں یوں مذکور ہے۔

ھاشم حدثنی عبالحمیدی حدثنی شھر سمعت ابا سعید الخدری و ذکر عندہ صلوۃ فی الطور فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمطی ان تشدد حالہ الی مسجد ینبغی فیہ الصلوۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصی و مسجدی ھذا قسطلانی و عمدۃ القاری)

(ترجمہ) (حذف اسناد) شہر (بن حوشب) کا بیان ہے کہ میں نے سنا ابوسعید خدری کو اور ان کے پاس طور پر نماز کا ذکر آیا۔ پس کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شتران سواری کے کجاوے کسی کی طرف بقصد نماز نہ باندھے جانے چاہئیں۔ سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔ انتہی پس حدیث زیر بحث کی تفسیر حدیث ہی سے ہو گئی اور یہ بہترین تفسیر ہے۔

وجہ چہارم۔ حدیث زیر بحث کی شرح میں جمہور محدثین و شراح اور اکابر فقہائے حنفیہ و شافعیہ کے اقوال ہیں جو ہمارے مدعا کے موید ہیں۔ نظر بر اختصار ہم ان کو یہاں نقل نہیں کرتے۔ شوق ہو تو فتح الباری۔ عمدۃ القاری۔ ارشاد الساری۔ نووی علی المسلم۔ احیاء العلوم للغزالی اور قوت القلوب للشیخ عبدالحق الدہلوی وغیرہ میں دیکھ لے۔

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ حدیث لا تشد الرحال مساجد کے بارے میں ہے۔ اس کی رو سے مساجد ثلاثہ کی طرف بدیں غرض سفر کرنا کہ ان میں نماز ادا کرنے سے تضاعف ثواب حاصل ہو

جائز ہے۔ دنیا کی کسی اور مسجد کی طرف اس غرض کے لئے سفر کرنا نہ چاہیے۔ کیونکہ
فتاویٰ ہیں۔ کسی کو کسی پر باعتبار کثرت ثواب فضیلت نہیں۔ ہاں کسی اور مطلب کے
مساجد کی طرف بھی سفر کرنا جائز ہے۔ مثلاً کسی مسجد میں کوئی بزرگ رہتے ہیں۔ ان کی
سے استفاضہ کے لئے اس مسجد کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی مسجد کے منار
دیکھنے کے لئے سفر کرنا بھی ممنوع نہیں۔ مقابر و مشاہد انبیاء کرام و اولیائے عظام کی زیارت
سفر کرنا حدیث زیر بحث کی نہی کے تحت میں داخل نہیں بلکہ جائز و مشروع و مستحب اور
و برکت ہے۔ جب حوائج دنیا کے لئے سفر کرنا بالاتفاق جائز ہے تو حوائج آخرت بالخصوص
سے جو اکد ہے یعنی حضور سید الاولین والآخرین امام المرسلین خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد
احمد مجتبیٰ ﷺ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا بطریق اولیٰ جائز و مستحسن
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک سے اس وقت تک مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا
انکار حرمان و شقاوت کی علامت ہے۔

خاتمہ در بحث استغاثہ و توسل

آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرنا مستحسن ہے۔ اس کو
توسل و استغاثہ و تشفع و توجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض وقت توسل بالنبی ﷺ یوں
آپ سے کوئی چیز طلب کی جائے بدیں معنی کہ آپ اس میں تسبب پر قادر ہیں کہ اللہ تعالیٰ
کریں یا شفاعت فرمائیں۔ اس کا مطلب بھی حضور سے طلب دعا ہے۔
حضور علیہ السلام سے توسل و استغاثہ فعل انبیاء و مرسلین علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ
اور سیرت سلف صالحین ہے اور یہ توسل حضور اقدس ﷺ کی ولادت شریف سے پہلے
شریف کے بعد عالم برزخ میں اور عرصات قیامت میں ثابت ہے۔ جس کی توضیح ذیل میں
ہے۔

۱۔ ولادت شریف سے پہلے توسل

جب حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں
کاریوں دعا کی۔

یا رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی۔

(ترجمہ) اے میرے پروردگار! میں تجھ سے بحق محمد سوال کرتا ہوں کہ میری خطا
دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تو نے محمد کو کس طرح پہچانا۔ حالانکہ میں نے ان
پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ
پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا اور عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس میں جان گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کو ذکر کیا ہے جو
نزدیک محبوب ترین خلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم! تو نے سچ کہا۔ وہ میرے
احب الخلق ہیں چونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے۔ میں نے تم کو معاف کر دیا۔ اگر
ہوتے۔ میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ (حاکم و طبرانی)
آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے لئے دعا میں حضور
کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے۔

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (البقرہ۔ ع ۱۱)

(ترجمہ) اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔
حافظ ابو نعیم نے دلائل میں عطاء و ضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود بنی قریظہ و نضیر کافروں
فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔ اور دعا میں یوں کہا کرتے تھے۔

اللھم انا نستنصرك بحق النبی الأمی ان تنصرنا علیھم۔

(ترجمہ) خدایا! ہم تجھ سے بحق نبی امی دعا مانگتے ہیں کہ تو ہم کو ان پر فتح دے۔
اور فتح پایا کرتے تھے۔ (تفسیر در منثور للسیوطی)

۲۔ حیات شریف میں توسل

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کی حیات شریف میں دیگر حاجات کی
طرح آپ سے طلب دعا طلب شفاعت بروز قیامت یا طلب دعا مغفرت بھی کیا کرتے تھے۔ صرف
مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ اگر زیادہ مطلوب ہوں تو شفاء السقام کا مطالعہ کیجئے:۔

عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یشفع لی یوم القیمۃ فقال انا فاعل فقلت یا رسول اللہ این اطلبك قال اطلبنی اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القك علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القك عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض فانی لا اخطی ھذہ

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی باب الحوض)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیے فرمایا میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں فرمایا پہلے مجھے صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا اگر میں وہاں نہ پاؤں فرمایا کہ پھر میزان کے پاس ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا اگر میزان کے پاس آپ نہ پاؤں۔ فرمایا تو پھر حوض کے پاس مجھے ڈھونڈنا کیونکہ میں ان تین جگہوں کو نہ چھوڑوں گا۔

2۔ حضرت سواد بن قارب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایمان لاتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

وکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعۃ بمغن فتیلاً عن سواد بن قارب۔

(ترجمہ) اور آپ میرے شفیع بنیں جس دن سواد بن قارب کو کوئی شفاعت کرنے والا کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔

3۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حسب عادت تجارت کے لئے یمن گئے ہوئے تھے آپ کی غیر حاضری میں نبی ﷺ مبعوث ہوئے۔ عکلان بن عواکن حیری نے سن کر اپنے اسلام کا اظہار اشعار میں کیا۔ وہ اشعار حضرت عبدالرحمٰن کی وساطت سے خدمت اقدس میں ارسال کئے۔ ان میں سے دو شعر یہ ہیں۔

اشھد باللّٰہ رب موسیٰ انک ارسلت بالصلاح فکن شفیعی الی ملیک ذی البرایا الی الصلاح۔

(ترجمہ) میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں جو موسیٰ کا رب ہے کہ آپ وادی مکہ میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ پس آپ میرے شفیع بنیں۔ اس بادشاہ کی طرف جو خلائق کو نیکی کی طرف بلاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا۔

اما ان الحاحمیر من خواص المؤمنین و رب مومن بی ولم یرنی و مصدق بی وما شھدنی اولئک اخوانی حقا۔

(ترجمہ) آگاہ ہو۔ بے شک حمیری بھائی خواص مومنین سے ہیں اور بعض مجھ پر ایمان لانے والے ہیں حالانکہ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا۔ اور میری تصدیق کرنے والے حالانکہ وہ میرے پاس حاضر نہیں ہوئے۔ وہ حقیقت میں میرے بھائی ہیں۔

4۔ حضرت مازن بن غضوبہ طائی خطامی عمان کی ایک بستی میں ایک بت کی خدمت کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت کی خبر سن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام

لے آپ نے بارگاہ رسالت میں اپنی بے اعتدائیوں کا ذکر کیا اور طالب دعا ہوئے چنانچہ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے دور رذائل مبدل بفضائل ہو گئے۔ اس بارے میں آپ نے یہ اشعار کہے۔

الیک رسول اللہ حششت مطیتی
تجوب الفیافی من عمان الی العرج
لتشفع لی یا خیر من وطی الحصا
فیغفرلی ذنبی وارجع بالفلج
الی معشر جانبت فی اللہ دینھم
فلا رأیھم رأیی ولا شرجھم شرجی

(اصابہ بحوالہ الطبرانی و بیہقی وغیرہ۔ نیز استیعاب لابن عبدالبر)

(ترجمہ) یا رسول اللہ! میں نے اپنی اونٹنی آپ کی طرف دوڑائی جو عمان سے عرج تک بیابانوں کو طے کرتی تھی تاکہ آپ میری شفاعت فرمائیں۔ اے بہترین ان میں کے جنہوں نے سنگریزوں کو روندا پس میرا رب میرے گناہ بخش دے اور میں کامیاب ہو کر اس گروہ کی طرف جاؤں جن کے دین سے میں اللہ کے واسطے کنارہ کش ہو گیا۔ پس ان کی رائے میری رائے نہیں اور نہ ان کا طریق میرا طریق ہے۔

5۔ حضرت عثمان بن حنیف صحابی کا بیان ہے کہ ایک نابینا پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو چاہے میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر۔ صبر تیرے واسطے اچھا ہے اس نے عرض کیا اللہ خدا سے دعا فرمائیے۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا کرنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ۔

(ترجمہ) یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی نبی الرحمۃ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ یا محمد میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے۔ اپنی اس ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو یا اللہ! تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا ھذا حدیث حسن صحیح غریب۔ امام بیہقی و طبرانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مگر امام بیہقی نے اتنا اور کہا ہے کہ اس نابینا نے ایسا ہی کیا اور بینا ہو گیا۔ (۵۶)

6۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے
اقدس میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے وضو کے لئے پانی لا دیا کرتا تھا۔ اور دیگر خدمت (جاد
شانہ وغیرہ) بھی بجا لایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا۔ سل (مانگ) میں نے عرض
اسئلك موافقتك فی الجنة۔
(ترجمہ) میں آپ سے بہشت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔
آپ نے فرمایا کہ یہ مرتبہ بہت بڑا ہے۔ کچھ اور مانگ۔ حضرت ربیعہ نے عرض
میرا مقصود تو یہی ہے۔ جو عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ (اس مقصد کے حصول میں) تو
کر۔ بدیں طور کہ نماز بہت پڑھا کر اور سجدوں میں دعا کیا کر۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم۔ کتاب
السجود و فضلہ) مطلب یہ کہ میں کوشش کروں گا۔ تو بھی کچھ کیا کر اشعۃ اللمعات میں
کے تحت میں ہے۔ واز اطلاق سوال کر فرمود سل (خواہ) و تخصیص نہ کرد۔ مطلوبے خاص
سے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ﷺ ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد بآنچہ
بدہد۔

۳۔ وفات شریف کے بعد توسل

وفات شریف کے بعد بھی آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مصائب
میں حاجات میں آپ کو پکارا کرتے اور آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔ دیکھو امثلہ ذیل۔

1۔ صاحب مواہب لدنیہ بحوالہ ابن منیر لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا
شریف ہوا تو اس صدمہ سے آپ کے اصحاب کرام کا عجب حال ہو رہا تھا۔ حضرت ابو
رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک سے
کریوں عرض کرنے لگے۔
ولو ان موتك كان اختيار الجدنا الموتك بالنفوس ۔ اذكرنا يا محمد
ربك ولنكن من بالك
(ترجمہ) اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کی موت کے لئے اپنی جانیں
کر دیتے۔ یا محمد اپنے پروردگار کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا۔

2۔ وفات شریف کے تین دن بعد اعرابی کا قبر شریف پر حاضر ہونا اور آپ سے
کر۔ یہ روایت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے آچکی ہے۔

3۔ مالک الدار راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے زمانے میں قحط پڑا۔ ایک شخص (بلال
صحابی) نے رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اپنی
کے لئے بارش کی دعا فرمائیں۔ وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں اس
سے فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر میرا اسلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہو گی۔ اور یہ بھی کہہ دو کہ
اختیار کرے۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر
پھر کہا۔ اے رب میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔ (وفاء
بحوالہ بیہقی وابن ابی شیبہ)

4۔ ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
سے فریاد کی۔ حضرت ممدوحہ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس
ایک روشندان آسمان کی طرف کھول دو تاکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ
۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی اور گھاس اگی۔ اور اونٹ ایسے فربہ ہو گئے کہ چربی
پھٹنے لگے۔ اس سال کو عام الفتق کہتے تھے۔ (۵۷)

علامہ قاضی زین الدین مراغی فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت روشندان کا کھولنا اس وقت
اہل مدینہ کا طریقہ ہے۔ وہ قبہ خضراء مقدسہ کے اسفل میں جانب قبلہ کھول دیتے ہیں اگرچہ
شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے۔ (۵۸) علامہ سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ)
ہیں۔ "آج کل اہل مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ حجرہ شریف کے گرد جو مقصورہ ہے اس کا وہ دروازہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے کھول دیتے ہیں اور وہاں جمع ہوتے
(۵۹)

5۔ ابن جریر طبری ۱۸ھ کے واقعات میں بلا اسناد نقل کرتے ہیں کہ حضرت عاصم بن
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
زمانے میں امساک باراں ہوا مواشی لاغر ہو گئے۔ اہل بادیہ میں سے قبیلہ مزینہ کے ایک اہل
نے اپنے صاحب (حضرت بلال بن حارث صحابی) سے کہا کہ ہمیں غایت درجہ کی تکلیف ہے۔
ہمارے واسطے ایک بکری ذبح کر۔ اس نے کہا کہ بکریوں میں کچھ رہا نہیں۔ اہل خانہ اصرار کرتے
رہے یہاں تک کہ اس نے ان کے واسطے ایک بکری ذبح کی۔ جب کھال اتاری تو سرخ ہڈیاں
دکھائی دیں۔ اس پر وہ پکار اٹھا۔ یا محمد ۱۰۱ الخ (تاریخ الامم والملوک۔ جزء رابع ص ۲۲۴ کامل ابن
)

6۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے قنسرین سے حضرت کعب بن ضمرہ کو ایک ہزار سوار

دے کر فتح حلب کے لئے روانہ کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے پیچھے آرہا ہوں۔ ادھر
اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ عرب ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ تمہارے
سے آرہے ہیں اور وہ شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ یوقنا نے لشکر کو تیار کر
میں مقرر کیا۔ جب حضرت کعب کی نظر یوقنا کے لشکر پر پڑی تو اپنے لشکریوں سے
انداز و میں دشمن کا لشکر پانچ ہزار ہے۔ جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ غرض مقابلہ
کہ مسلمانوں کی فتح مبین کا یقین ہو گیا۔ مگر اسی اثنا میں کمین گاہ سے یوقنا کا لشکر آ
سے لشکر اسلام کا ایک فرقہ بھاگنے لگا۔ دوسرے فرقہ نے اہل کمین کا مقابلہ کیا۔
کعب کے ساتھ تھا۔ جو مسلمانوں کے لئے بڑے بے چین تھے۔ اور ان کے جانے
کر رہے تھے اور گرد اوا دیتے ہوئے یوں پکار رہے تھے۔

یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل. یا معشر المسلمین اثبتوا
ساعة ویاتی النصر وانتم الاعلون۔ (فتوح الشام مطبوعہ مصر جزء اول ص
(ترجمہ) یا محمد! یا محمد! اے نصرت الٰہی نزول فرما۔ اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم
ایک گھڑی ہے مدد آنے والی ہے تمہارے ہی بول بالا ہے۔

7۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن قرط صحابی کے ہاتھ اپنا
الجراح کے نام پر موک بھیجا اور سلامتی کی دعا کی۔ عبداللہ جب مسجد سے نکلے تو خیال آیا
خطا ہوئی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے روضہ شریف پر سلام عرض نہیں کیا۔ اس لئے
شریف پر حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرات علی ابن ابی طالب
تھے۔ امام حسین حضرت علی کی گود میں اور امام حسن حضرت عباس کی گود میں تھے
عبداللہ نے حضرت علی و حضرت عباس سے عرض کیا کہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں
روضہ شریف پر ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی۔

اللّٰھم انا نتوسل بھذا النبیّ المصطفٰی والرّسول المجتبٰی الذی توسل
فاجبت دعوتہٗ و غفرت خطیئتہٗ سھّل علیٰ عبداللّٰہ طریقہٗ واطو لہ
وایّد اصحاب نبیک بالنصر انّک سمیع الدّعاء۔

(ترجمہ) یا اللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ و رسول مجتبیٰ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ جن کے
حضرت آدم کی دعا قبول ہو گئی اور ان کی خطاء معاف ہو گئی کہ تو عبداللہ پر اس کا راستہ آسان
دے اور بعید کو نزدیک کر دے۔ اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فتح سے کر دے۔ بیشک تو
والا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی نے عبداللہ سے فرمایا کہ اب جائیے۔ اللہ تعالیٰ حضرات عمر و
علی و حسن و حسین و ازواج رسول اللہ کی دعاء کو رد نہ کرے گا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کی بارگاہ
ان کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں (فتوح الشام۔ جزء اول ص ۱۰۵)

8۔ ابن السنی (متوفی ۳۶۴ھ) کی کتاب میں ہیثم بن عدی سے روایت ہے کہ اس نے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھے۔ ان کا پاؤں سو گیا۔ تو ایک شخص نے ان
کہا کہ آپ یاد کیجئے اس کو جو آپ کے نزدیک سب لوگوں سے پیارا ہے۔ اس پر حضرت ابن عمر
کہا۔ یا محمد۔ پس گویا آپ بند سے کھول دیئے گئے اور کتاب ابن السنی ہی میں مجاہد سے روایت
حضرت ابن عباس کے پاس ایک شخص کا پاؤں سو گیا۔ آپ نے اس سے کہا یاد کر اس کو جو تجھے
لوگوں سے پیارا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا۔ یا محمد۔ یہ کہتے ہی اس کے پاؤں کی خوابیدگی جاتی
(کتاب الاذکار للنووی ص ۱۳۵) حضرت ابن عمر کے پاؤں سو جانے کی روایت الادب المفرد
ص ۱۱۳ میں بھی ہے۔

9۔ ایک شخص کسی حاجت کے لئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس
آتا تھا مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور اس کی حاجت پر غور نہ فرماتے۔ وہ ایک روز
حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ حضرت ابن حنیف نے اس سے کہا کہ وضو کر
مسجد میں جا۔ اور دو رکعت پڑھ کر یوں دعا کر۔

اللّٰھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ
بک الی ربک ان تقضی حاجتی۔

(یہاں اپنی حاجت کا نام لینا) اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا۔ حضرت عثمان غنی
نے اسے اپنے ساتھ فرش پر بٹھایا اور دریافت حال کر کے اس کی حاجت پوری کر دی۔ پھر ارشاد فرمایا
اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا۔ آئندہ جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے
ہمارے پاس آکر بتا دیا کرو۔ وہ وہاں سے رخصت ہو کر ابن حنیف سے ملا اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ
نے ایسی اچھی دعا بتائی۔ ابن حنیف نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے نہیں بتائی۔ ایک روز میں
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک نابینا نے اپنی بینائی کے جاتے رہنے کی شکایت کی۔
آپ نے فرمایا۔ اگر تم چاہو میں دعا کر دیتا ہوں۔ یا صبر کرو۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ
ﷺ! مجھے بہت دشواری ہے۔ کوئی میرا عصا پکڑنے والا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دوگانہ ادا کر کے
یہ دعا پڑھنا۔

ابن حنیف کا بیان ہے کہ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ شخص آیا۔ گویا اس کو کوئی تکلیف نہ ہوئی تھی۔(۶۰)

اس قصے میں خود حضور رسول اللہ ﷺ نے نابینا کو طریق توسل تعلیم فرمایا۔ یہ طریق ایک صحابی سکھا رہے ہیں اور یہی عمل آج تک امت میں جاری ہے۔ اس روایت کو طبرانی نے معجم کبیر میں نقل کیا ہے اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

10۔ عثمان بن عدی نے ذکر کیا ہے کہ بنو عامر (قبیلہ نابغہ جعدی) بصرہ میں مویشی چرایا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو ان کے طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے ابو موسیٰ کو دیکھتے ہی یوں آواز دی۔ یا آل عامر! نابغہ جعدی بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا۔ ابو موسیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم کس واسطے نکلے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنی قوم کی دعوت قبول کی ہے۔ اس پر ابو موسیٰ نے نابغہ کو بھی لے لگائے۔ نابغہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

فان تك لابن عفان امينا فلم يبعث بك البرالامين
ويا قبر النبي وصاحبيه الا ياغوثنا لو تسمعون

(الاستیعاب ابن عبدالبر)

(ترجمہ) اگر تو ابن عفان کا امین ہے تو اس نے تجھے مہربان امین نہیں بھیجا۔ اے قبر نبی کی قبر کے دو صاحب کی دیکھنا اے ہمارے فریاد رس اکاش آپ سنیں۔

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے تشدد کا استغاثہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا اور یا غوثنا کہہ کر پکارا ہے۔

11۔ معجم کبیر و اوسط میں بروایت انس بن مالک منقول ہے کہ جب حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ اس کے سرہانے آ بیٹھے۔ اور فرمایا میری ماں کے بعد میری ماں! اللہ تجھ پر رحم کرے اور اس کی تعریف کی اور اسے اپنی چادر کفنایا۔ پھر حضور نے حضرات اسامہ بن زید۔ ابو ایوب انصاری عمر بن خطاب اور ایک سیاہ فام کو بلایا۔ انہوں نے قبر کھودی۔ جب لحد تک پہنچے تو خود حضور نے لحد (۶۱) اپنے دست مبارک سے کھودی اور آپ اس میں لیٹ گئے۔ پھر یوں دعا کی۔

اللهم اغفر لامي فاطمة بنت اسد و وسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين۔

(وفاء الوفاء جزو ثانی ص ۸۹)

(ترجمہ) یا اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کر دے۔ وسیلہ اپنے نبی کے اور ان نبیوں کے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔

جب آنحضرت ﷺ بچپن میں ابو طالب کی کفالت میں تھے تو ابو طالب کی زوجہ فاطمہ بنت اسد نے کھلانے پلانے میں آپ کا خاص خیال رکھا تھا۔ یہ اس احسان کا بدلہ تھا کہ آپ نے فاطمہ کو اپنی چادر میں کفنایا تاکہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے۔ اور آپ اس کی لحد میں لیٹ گئے تاکہ اسے راحت و آرام ملے۔ یہ روایت نظر "مرحق نیک" حیات شریف میں توسل کی دلیل ہے۔ اور نظر بر انبیاء الذین من قبلی بعد وفات توسل کی دلیل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آج تک یہ توسل و استغاثہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت امام الائمہ سیدنا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا حال یوں عرض کر رہے ہیں۔

يا سيد السادات جئتك قاصدا ارجوا رضاك واحتمي بحماك
انت الذي لولاك ماخلق امرء كلا ولا خلق الورى لولاك
انا طلمح بالجود منك ولم يكن لابي حنيفة في الانام سواك

(قصیدہ نعمانیہ)

اے سید سادات! میں قصد کر کے آپ کے پاس آیا ہوں۔ میں آپ کی خوشنودی کا امیدوار اور آپ کے سبزہ زار میں پناہ گزیں ہوں۔ آپکی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کبھی کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا۔ اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ میں آپ کے جود و کرم کا امیدوار ہوں۔ آپ کے سوا خلقت میں ابو حنیفہ کا کوئی سہارا نہیں۔ (انتہی)

حضرت ایوب سختیانی تابعی کے توسل کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ منصور عباسی کو جو طریق دعا بتایا اس میں بھی توسل بالنبی ﷺ ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

اعرابی کا قصہ (جس کو ائمہ نے عتبی سے نقل کیا ہے) چاروں مذہب کے علماء نے مناسک میں ذکر کیا ہے اور اسے آداب زیارت میں شمار کیا ہے۔ ابن عساکر نے اسے اپنی تاریخ میں اور ابن جوزی نے مثیر الغرام الساکن الی اشرف الاماکن میں بروایت محمد بن حرب ہلالی اس طرح لکھا ہے کہ عتبی (۶۲) نے کہا کہ میں مدینہ میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کر کے حضور کے سامنے بیٹھ گیا۔ ایک اعرابی نے آ کر زیارت کی اور یوں عرض کیا۔ "یا خیر الرسل اللہ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل کی جس میں یوں ارشاد فرمایا۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔ (نساء۔ ع ۹)

(ترجمہ) اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور پیغمبر ان کے لئے بخشش مانگتے تو اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

میں آپ کی خدمت میں آپ کے پروردگار سے گناہوں کی مغفرت کا طالب ہوا اور شفاعت کا امیدوار بن کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر اس نے رو کر یہ اشعار پڑھے۔

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه فطاب من طیبهن القاع والاکم

نفسی الفداء القبر انت ساکنه فیه العفاف و فیه الجود والکرم

(ترجمہ) اے سب سے بہتر جس کی ہڈیاں میدان میں مدفون ہیں پس ان کی خوشبو سے ریت اور ٹیلے مہک گئیں۔ میری جان اس قبر پر فدا جس میں آپ ساکن ہیں۔ اس میں پاکیزگی ہے اس میں جود و کرم ہے۔

بعد ازاں اس اعرابی نے توبہ کی اور چلا گیا۔ میں سو گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں۔ "تم اس شخص سے ملو اور اسے بشارت دو کہ اللہ نے اس کی شفاعت سے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔" میری آنکھ کھلی تو میں اس کی تلاش میں نکلا، مگر نہ ملا۔ (۲۳)

قصہ اعرابی میں جو آیت قرآن مذکور ہے۔ وہ باتفاق مفسرین مثبت توسل ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی آیت ذیل سے بھی توسل ثابت ہے۔

یاایها الذین امنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون۔ (مائدہ۔ ع ۶)

(ترجمہ) اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت میں خدا کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم ہے۔ وسیلہ سے مراد خواہ خاص عمل ہو یا عمل صالح۔ بہر صورت توسل بہ سید المرسل ثابت ہے کیونکہ اشخاص کی طرح اعمال صالحہ بھی مخلوق اللہ ہی ہیں جیسا کہ آیہ۔

والله خلقکم وما تعملون۔

(اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے عمل کو) سے ظاہر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے افضل الخلق واکرم الخلق وافضل الخلق ہونے میں کلام نہیں۔ پس آپ اشرف الوسائل واقرب الوسائل

ہیں۔ لہذا آپ توسل بطریق اولیٰ جائز و مستحسن ہے۔

مختصر یہ کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے توسل و استغاثہ مستحسن ہے۔ اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ ہم یہاں صرف علامہ ابن حاج مالکی (متوفی ۷۳۷ھ) کا قول نقل کرتے ہیں۔ جو متقدمین میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب مدخل میں زیارت قبور کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ثم یتوسل باهل تلك المقابر اعنی بالصالحین منهم فی قضاء حوائجه و مغفرة ذنوبه ثم یدعو لنفسه والوالدیه والمشائخه ولا قاربه ولا هل تلك المقابر ولا موات المسلمین ولا حیائهم و ذریتهم الی یوم الدین ولمن غاب عنه من اخوانه ویجار الی الله تعالی بدعاء عندهم ویکثر التوسل بهم الی الله تعالی لانه سبحانه و تعالی احتباهم و شرفهم و کرمهم فکما نفع بهم فی الدنیا ففی الاخرة اکثر۔ فمن اراد حاجة فلیذهب الیهم ویتوسل بهم فانهم الوسطة بین الله تعالی و خلقه و قد تقرر فی الشرع وعلم ما الله تعالی بهم من الاعتناء وذلك کثیر مشهور وما زال الناس من العلماء والاکابر کابرا عن کابر مشرقا و مغربا یتبرکون بزیارة قبورهم و یجدون برکة ذلك حسا و معنی و قد ذکر شیخ الامام ابو عبد الله بن نعمان رحمة الله فی کتابه المسمی بسفینة النجاة لاهل الالتجاء فی کرامات الشیخ ابی النجاء فی اثناء کلامه علی ذلك ما هذا لفظه تحقق الذوی البصائر والاعتبار ان زیارة قبور الصالحین محبوبة لاجل التبرك مع الاعتبار فان برکة الصالحین جاریة بعد مماتهم کما کانت فی حیاتهم والدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بهم معمول به عند العلماء نا المحققین من ائمة الدین۔ انتهی

واما عظیم جناب الانبیاء والرسل صلوت الله سلامه علیهم اجمعین فیاتی الیهم الزائر یتعین علیه صدهم من الاماکن البعیدة فاذا جاء الیهم فلیتصف بالذل والانکسار والمسکنة والفقر والفاقة والحاجة والاضطرار و الخضوع و یحضر قلبه و خاطره الیهم والی مشاهدتهم بعین قلبه لا بعین بصره لانهم لا یبلون ولا یتغیرون۔ ثم یثنی علی الله تعالی بما هو اهله ثم یصلی علیهم ویترضی عن اصحابهم ثم یترحم علی التابعین لهم باحسان

الی یوم الدین ثم یتوسل الی اللہ تعالی بھم فی قضاء مآربہ و مغفرۃ ذنوبہ و یستغیث بھم ویطلب حوائجہ منھم ویجزم بالاجابۃ ببرکتھم ویقوی حسن ظنہ فی ذلک فانھم باب اللہ المفتوح۔ و جرت سنۃ اللہ سبحانہ و تعالی فی قضاء الحوائج علی ایدیھم و بسببھم۔ ومن عجز الوصول الیھم فلیرسل بالسلام علیھم و یذکر ما یحتاج الیہ من حوائجہ و مغفرۃ ذنوبہ ویسر عیوبہ الی غیر ذلک فانھم السادۃ الکرام والکرام لا یردون من سالھم ولا من توسل بھم ولامن قصدھم ولا من لجاالیھم۔ ھذا الکلام فی زیارۃ الانبیاء و المرسلین علیھم الصلوۃ والسلام عموما۔

واما فی زیارۃ سید الاولین والاخرین صلوات اللہ علیہ والسلام فکل ما ذکر یزید علیہ اضعافہ اعنی فی الانکسار والذل والمسکنۃ لانہ شافع المشفع الذی لا ترد شفاعتہ ولا یخیب من قصدہ ولا من نزل بساحتہ ولا من استعان او استغاث بہ اذالہ علیہ الصلوۃ والسلام قطب دائرۃ الکمال و عروس المملکۃ۔

قال اللہ تعالی فی کتابہ العزیز. (لقد رای من آیت ربہ الکبریٰ) قال علماؤنا رحمتہ اللہ تعالی علیھم رای صورتہ علیہ الصلوۃ والسلام فاذا ھو عروس المملکۃ۔ فمن توسل بہ اواستغاث بہ او طلب حوائجہ منہ فلا یرد ولا یخیب لما شھدت بہ المعاینہ والاثار و یحتاج الی الادب الکلی فی زیارۃ علیہ الصلوۃ والسلامۃ. وقد قال علمائونا رحمۃ اللہ علیھم ان الزائر یشعر نفسہ بانہ واقف بین یدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ھو فی حیاتہ اذلا فرق بین مرتہ وحیاتہ اعنی فی مشاھدتہ لامتہ و معرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم و خواطرھم وذلک عندہ جلی لا خفاء فیہ فان قال القائل ھذا الصفات مختصۃ بالمولی سبحانہ و تعالی فالجواب ان کل من انتقل الی الاخرۃ من المؤمنین فھم یعلمون احوال الاحیاء غالبا و قد وقع ذلک فی الکثرۃ بحیث المنتھی من حکایات و قصت منھم. و یحتمل غیر ذلک وھذا الاشیاء مغیبۃ عنا وقد اخبر الصادق علیہ الصلوۃ والسلام بعرض الاعمال علیھم فلا بدمن وقوع ذلک والکیفیۃ فیہ غیر معلومۃ واللہ اعلم بھا. وکفی فی ھذا بیانا قولہ علیہ الصلوۃ والسلام (المومن ینظر بنور اللہ) انتھی ونور

اللہ لا یحجبہ شیء۔ ھذا فی حق الاحیاء من المؤمنین فکیف من کان منھم فی الدار الاخرۃ. وقد قال الامام ابو عبداللہ القرطبی فی تذکرتہ ما ھذا لفظہ. قال ابن المبارک اخبرنا رجل من الانصار عن المنھال بن عمرو انہ سمع سعید بن المسیب یقول لیس من یوم الاوتعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیۃ فیعرفھم بسیماھم و اعمالھم فلذلک یشھد علیھم. قال اللہ تعالی (فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنابک علی ھؤلاء شھیدا۔) قال و قد تقدم ان الاعمال تعرض علی اللہ تبارک و تعالی یوم الخمیس ویوم الاثنین و علی الانبیاء والاباء والامھات یوم الجمعۃ ولا تعارض فانہ یحتمل ان یختص نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام بعرض کل یوم ویوم الجمعۃ مع الانبیآء۔ (انتھیٰ)

فالتوسل بہ علیہ الصلوۃ والسلام ھو محل حط احمال الاوزار واثقال الذنوب والخطایا لان برکۃ شفاعتہ علیہ الصلوۃ والسلام و عظمھا عند ربہ لا یتعاظمھا ذنب اذا انھا اعظم من الجمیع فلیستبشر من زارہ ویلجأ الی اللہ تعالی بشفاعۃ نبیہ علیہ الصلوۃ والسلام من لم یزرہ۔ اللھم لا تحرمنا من شفاعۃ بحرمۃ عندلک امین یا رب العلمین۔ ومن اعتقد خلاف ھذا فھو محروم۔

(ترجمہ) پھر زائر اپنی قضائے حاجات اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے ان قبر والوں یعنی ان میں سے صالحین سے توسل کرے پھر اپنی ذات کے لئے اور اپنے والدین و مشائخ و اقارب و اہل متاہل کے لئے اور مسلمان مردوں اور زندوں کے لئے اور قیامت تک ان کی اولاد کے لئے اور اپنے تمام بھائیوں کے لئے دعا کرے اور ان اہل قبور کے پاس اللہ تعالی سے عاجزی و زاری سے دعا کرے اور بار بار ان کو اللہ تعالی کے تقرب کا وسیلہ بنائے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان کو برگزیدہ بنایا اور بزرگ بنایا اور گرامی بنایا پس جس طرح اس نے دنیا میں ان کے ذریعہ سے فائدہ پہنچایا آخرت میں اس سے زیادہ نفع پہنچائے گا۔ جو شخص کوئی حاجت چاہے اسے چاہیے کہ ان کے پاس جائے اور ان سے توسل کرے کیونکہ وہ اللہ تعالی اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں اور شرع میں ثابت و معلوم ہے کہ ان پر اللہ تعالی کی کتنی توجہ و مہربانی ہے اور وہ کثیر و مشہور ہے اور مشرق و مغرب میں علماء و اکابر قدیم سے ان کی قبروں کی زیارت کو مبارک سمجھتے رہے ہیں اور ظاہر و باطن میں اس کی برکت محسوس کرتے رہے ہیں۔ امام ابو عبداللہ بن نعمان رحمتہ اللہ اپنی کتاب سفینۃ النجاۃ میں یوں

لکھتے ہیں۔ "اصحاب بصائر و اعتبار کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ صالحین کی قبروں کی زیارت
تبرک و حصول عبرت پسندیدہ ہے۔ کیونکہ صالحین کی برکت ان کی موت کے بعد اس طرح
ہے جیسا کہ ان کی زندگی میں تھی۔ اور ائمہ دین میں سے ہمارے علمائے محققین نے
صالحین کی قبروں پر دعا کرنا اور ان سے طلب شفاعت کرنا معمول بہ ہے۔"

(ترجمہ) رہا انبیاء و مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کی بارگاہ عالی۔ سو زائر کو
جائے اور اسے چاہیے کہ دور دراز مقامات سے ان کا قصد کرے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو ادب
و مسکنت و فقر و فاقہ و حاجت و اضطرار و خشوع ظاہر کرے اور اپنے دل کو ان کی طرف متوجہ
اور چشم دل سے (نہ کہ چشم بصر سے) ان کے مشاہدے میں مشغول ہو جائے کیونکہ وہ سید
نہیں ہوتے پھر اللہ تعالیٰ کی مناسب ثناء کے بعد ان پر درود بھیجے۔ اور ان کے اصحاب
رضائے خدا طلب کرے۔ اور ان کے تابعین تا قیامت کے لئے رحمت طلب کرے۔ پھر اپنی
حاجات اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے ان کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنائے اور ان سے استشفاع
اور اپنی حاجتیں ان سے مانگے اور ان کی برکت سے اجابت کا یقین کرے اور اس بارے میں
حسن ظن کو قوی کرے کیونکہ وہ خدا کا کھلا دروازہ ہیں۔ اور خدا کی یہ سنت جاریہ ہے کہ وہ
ہاتھوں پر اور ان کے سبب سے قضائے حاجات فرماتا ہے جو شخص ان کی خدمت میں پہنچے
ہو اسے چاہیے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ اپنا سلام پہنچائے اور اپنی حوائج و مغفرت ذنوب و
عیوب وغیرہ کا ذکر کرے۔ کیونکہ وہ سادات کرام ہیں اور کرام رد نہیں کرتے اس کو جو ان
سوال کرے اور نہ اس کو جو ان سے توسل کرے اور نہ اس کو جو ان کا قصد کرے اور نہ اس کو جو ان
پناہ لے۔ یہ کلام عام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے بارے میں ہے۔ رہا
سید الاولین والآخرین صلوات اللہ علیہ وسلام۔ سو انکسار و ذل و مسکنت جن کا ذکر اوپر ہوا ان کا
اس بارگاہ عالی میں کئی گنا زیادہ کرے۔ کیونکہ حضور شافع مشفع ہیں کہ جن کی شفاعت رد نہیں
اور وہ محروم نہیں رہتا جو آپ کا قصد کرے یا آپ کے آنگن میں اترے یا آپ سے مدد مانگے۔ یا
سے استغاثہ کرے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قطب دائرہ کمال اور عروس (۶۴) مملکت ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

لقد رای من ایت ربہ الکبری

(البتہ تحقیق دیکھا حضرت نے اپنے رب کی نشانیوں سے بڑی کو)

ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تاویل میں کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
شب معراج میں اپنی ذات شریف کی صورت کو ملکوت میں دیکھا تو ناگاہ آپ عروس مملکت ہیں

نے حضور سے توسل یا استغاثہ کیا یا حضور سے اپنی حاجتیں مانگیں۔ اس کی دعا رد نہیں ہوتی اور
محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ معائنہ و آثار اس پر شاہد ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت میں
ادب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ زائر سمجھے کہ میں حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایسا کھڑا ہوں جیسا کہ حضور کی حیات شریف میں کیونکہ اپنی امت
کے مشاہدے اور ان کے احوال و نیات و عزائم و خواطر کی معرفت میں حضور کی موت و حیات یکساں
ہے۔ اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے۔ اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ
صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مومنوں میں سے جو عالم برزخ میں چلے
گئے ہیں وہ زندوں کے حالات اکثر جانتے ہیں چنانچہ حکایتوں میں نہایت کثرت سے ایسے
واقعات مذکور ہیں اور احتمال ہے کہ مردوں کو زندوں کے حالات کا علم اس وقت ہو جاتا ہے جبکہ ان
زندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کے سوا اور بھی احتمال ہے۔ یہ چیزیں ہم سے پوشیدہ
ہیں۔ حالانکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ زندوں کے اعمال مردوں پر پیش
کئے جاتے ہیں۔ پس اس کے وقوع میں شک نہیں مگر ہمیں اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ خدا کو خوب
معلوم ہے اس کے بیان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول کافی ہے۔ "مومن خدا کے نور سے
دیکھتا ہے۔" اور خدا کے نور کے لئے کوئی چیز حاجب نہیں یہ تو زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ ان
میں سے جو دار آخرت میں چلا جاتا ہے۔ اس کا کیا حال ہو گا۔ امام ابو عبداللہ قرطبی نے اپنی کتاب
تذکرہ میں یوں فرمایا ہے۔

عبداللہ بن مبارک راوی ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے ہمیں خبر دی کہ منہال
بن عمرو نے سعید بن مسیب کو سنا کہ فرماتے تھے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ امت کے اعمال صبح و شام
کی ﷺ پر پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ پس حضور ان کو ان کے چہروں سے اور ان کے اعمال سے
پہچانتے ہیں۔ اسی واسطے آپ اپنی امت پر شہادت دیں گے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(ترجمہ) پس کیونکر ہو گا جس وقت ہم لائیں گے ہر امت سے گواہی دینے والا اور لائیں گے ہم
تجھ کو ان پر گواہ۔ اور پہلے آ چکا ہے کہ اعمال اللہ تعالیٰ پر پنج شنبہ اور دوشنبہ کو اور پیغمبروں اور باپوں
اور ماؤں پر جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اعمال کا ہر
روز پیش ہونا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختص ہو اور جمعہ کے دن پیش ہونا حضور سے اور
دوسرے پیغمبروں سے مخصوص ہو۔

پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل کرنا گناہوں اور خطاؤں کے بوجھوں کے ساقط
ہونے کا محل ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت اور اللہ کے نزدیک آپ کی

عظمت کے سامنے کوئی گناہ بڑا نہیں۔ اس لئے کہ آپ کی شفاعت سب سے بڑھ کر ہے۔ ہ
چاہیے کہ خوش ہوئے وہ شخص جس نے حضور کی زیارت کی جو شخص زیارت کے لئے حاضر ہ
وہ حضور کو شفیع بنا کر خدا کی پناہ لے۔ اللھم لا تحرمنا من شفاعة بحرمة عندك آمین یا
العالمین۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ محروم ہے۔

امام محمد بن موسیٰ بن نعمان مراکشی فاسی مالکی (متوفی ۶۸۳ھ) نے ۶۳۹ھ میں حج
واپس آکر اپنی کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظة والمنام تصنیف کی۔ ا
سمہودی نے اس میں سے چند مثالیں ایسے اشخاص کی نقل کی ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ
سے استغاثہ کیا یا حضور کی قبر شریف کے پاس آپ سے کچھ مانگا اور ان کو ان کا مطلوب حاصل ہو
ہم ذیل میں وفاء الوفاء کے علاوہ دیگر کتب سے بھی توسل استغاثہ کے چند واقعات نقل کر
ہیں۔

1۔ حافظ محمد بن منکدر (متوفی ۲۰۵ھ) کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے والد
پاس اسی دینار بطور امانت رکھے اور وہ یہ کہہ کر جہاد پر چلا گیا کہ میری واپسی تک اگر تمہیں ضرو
پیش آئے تو خرچ کر لینا۔ والد نے قحط سالی کے سبب سے دو دینار خرچ کر لئے۔ اس شخص نے
آکر اپنی امانت طلب کی۔ والد نے جواب دیا کل میرے پاس آنا اور رات مسجد نبوی میں گزاری
قبر شریف سے لپٹتے اور کبھی منبر شریف سے۔ یہاں تک کہ قبر شریف سے استغاثہ کرتے کرتے
ہونے کو آئی۔ ناگاہ تاریکی میں ایک شخص نمودار ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "اے ابو محمد یہ لو۔" والد
ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک تھیلی ہے جس میں اسی دینار ہیں۔ صبح کو والد نے وہی
شخص کو دے دیئے۔

2۔ امام ابو بکر مقری کا قول ہے کہ میں طبرانی اور ابو الشیخ حرم نبوی میں فاقہ سے
جب عشاء کا وقت آیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ
ﷺ ہم بھوکے ہیں" یہ عرض کر کے میں لوٹا۔ ابو القاسم (طبرانی) نے مجھ سے کہا کہ تمہارے
آئے گا یا موت۔ ابو بکر کا بیان ہے کہ میں اور ابو الشیخ سو گئے اور طبرانی بیٹھے ہوئے کچھ دیکھ رہے
ایک علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہم نے کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو غلام ہیں
میں سے ہر ایک کے پاس کھانے سے بھری ہوئی ایک زنبیل ہے۔ ہم نے بیٹھ کر کھایا اور
کہ بقیہ کو غلام لے لے گا۔ مگر وہ باقی کو ہمارے پاس چھوڑ گئے۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہو
علوی نے ہم سے کہا۔ کیا تم نے نبی ﷺ سے فریاد کی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خواب
مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے پاس کچھ لے جاؤں۔

3۔ ابن جماد کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور فاقہ سے تھا۔ میں نے قبر
شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ "میں آپ کا مہمان ہوں۔" اتنا عرض کر کے میں سو گیا۔ خواب
میں نبی ﷺ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ آدھی میں نے کھالی۔ آنکھ کھلی تو آدھی میرے
ہاتھ میں تھی۔

4۔ ابو الخیر اقطع ذکر کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور فاقہ سے تھا۔ پانچ
دن اسی طرح رہا۔ پھر قبر شریف پر حاضر ہوا۔ اور نبی ﷺ اور حضرات شیخین پر سلام عرض کیا اور
وہیں گویا ہوا۔ "یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں۔" یہ عرض کر کے میں قبر شریف کے پیچھے سو
گیا۔ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ حضرت ابو بکر آپ کے دائیں طرف اور حضرت
عمر بائیں طرف اور حضرت علی سامنے ہیں۔ مجھے حضرت علی نے جگایا اور کہا کہ اٹھو رسول اللہ
ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں نے اٹھ کر حضور کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ حضور نے مجھے ایک روٹی
عنایت فرمائی۔ آدھی میں نے کھالی۔ آنکھ کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

5۔ ابو عبداللہ محمد بن زرعہ صوفی ذکر کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد اور ابو عبداللہ بن
لطیف مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ ہم رات کو بھوکے رہے۔ ابھی بالغ نہ ہوا تھا اور اپنے والد سے
بار بار کہتا تھا کہ میں بھوکا ہوں۔ میرے والد نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ "یا رسول
اللہ آج رات میں آپ کا مہمان ہوں۔" یہ عرض کر کے والد مراقب ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد
انہوں نے سر اٹھایا تو کبھی روتے کبھی ہنستے۔ ان سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں نے رسول
اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کچھ درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ ہاتھ جو کھولا تو اس میں دو درہم
موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان درہموں میں اتنی برکت دی کہ ہم شیراز آگئے اور وہاں بھی ان میں
سے خرچ کرتے رہے۔

6۔ احمد بن محمد صوفی کا بیان ہے کہ میں تین مہینے بیابان میں پھرتا رہا۔ پھر مدینہ منورہ میں
داخل ہوا اور روضہ شریف پر حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور حضرات شیخین پر سلام
عرض کیا۔ پھر سو گیا۔ خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "اے احمد! تم آگئے ہو؟" میں
نے عرض کیا کہ ہاں۔ میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کھولو۔
میں نے ہاتھ کھول دیئے۔ حضور نے میرے دونوں ہاتھ درہموں سے بھر دیئے۔ میری آنکھ کھلی
تو دونوں ہاتھ درہموں سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے نان میدہ اور فالودہ خریدا اور کھایا۔ پھر اسی
وقت صحرا کی راہ لی۔

7۔ حافظ ابو القاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ میں بالاسناد نقل کیا ہے کہ ابو القاسم ثابت بن

احمد بغدادی ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف
س نماز صبح کے لئے اذان دی اور اس میں الصلوۃ خیر من النوم۔ کہا۔ خدام مسجد ش
نے یہ سن کر اس پر تھپڑ مارا۔ اس شخص نے رو کر عرض کیا۔ "آپ کے حضور میں میرے
سلوک کیا جاتا ہے۔" اسی وقت خادم پر فالج گرا۔ اسے وہاں سے اٹھا کر گھر لے گئے اور
کے بعد مر گیا۔ (۶۵)

8۔ تکملہ روایات ابن نعمان یہ ہے کہ میں نے ابو اسحاق بن ابراہیم بن سعید
مدینہ منورہ میں تھا۔ میرے ساتھ تین فقیر تھے۔ ہم فاقہ میں مبتلا ہوئے۔ میں نے
اللہ! رسول اللہ ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ
کچھ نہیں۔ ہمیں تین مد کافی ہیں۔ خواہ کسی چیز کے ہوں۔" اسکے بعد ایک شخص مجھ سے
نے مجھے تین مد عمدہ کھجوریں عطا کیں۔

9۔ امام ابن نعمان ہی بروایت ابو العباس بن نفیس مقری ضریر نقل کرتے ہیں
نے کہا میں مدینہ منورہ میں تین دن بھوکا رہا۔ میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا۔
اللہ! میں بھوکا ہوں۔" یہ عرض کر کے میں سو گیا۔ ایک لڑکی نے پاؤں مار کر مجھے جگایا
اپنے گھر لے گئی اور گیہوں کی روٹی اور کھجوریں پیش کیں اور کہا "ابو العباس اکھاؤ۔
بزرگوار ﷺ نے مجھے یہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمہیں جب بھوک لگے ہمارے پاس
کرو۔

۱۰ تا ۱۳۔ علامہ سمہودی اپنے مسموعات یوں بیان کرتے ہیں۔ میں نے شریف
عبد السلام بن عبد الرحمن حسینی فاسی کو یہ فرماتے سنا کہ میں مدینہ منورہ میں تین دن رہا۔ مجھے
کو کچھ نہ ملا۔ میں نے منبر شریف کے پاس دوگانہ ادا کر کے یوں عرض کیا۔ "اے
جد بزرگوار! میں بھوکا ہوں اور آپ سے ثرید مانگتا ہوں۔" یہ عرض کر کے میں سو گیا۔
شخص نے مجھے جگا دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے پاس ایک چوڑی پیالہ ہے جس میں ثرید تھی
اور گوشت ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کھالو۔ میں نے پوچھا کہ تم یہ کہاں سے لائے ہو؟
جواب دیا کہ میرے بچے تین دن سے اسی کھانے کی تمنا کرتے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے کچھ کشائش
دی تو میں نے یہ کھانا تیار کیا۔ پھر میں سو گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا
رہے ہیں کہ تمہارا ایک بھائی مجھ سے اسی کھانے کی آرزو کرتا ہے۔ تم اس میں سے اس کو بھی
میں نے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الامان کو یہ کہتے سنا کہ میں مدینہ منورہ میں محراب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقب میں تھا۔ شریف مکثر قاسمی محراب مذکور کے پیچھے سوئے

اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور ہمارے پاس مسکراتے
آئے۔ شمس الدین صواب خادم روضہ شریف نے ان سے مسکرانے کا سبب دریافت کیا۔
نے بیان کیا کہ میں فاقہ سے تھا۔ اپنے گھر سے نکل کر بیت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں آیا۔
ﷺ سے استغاثہ کیا کہ میں بھوکا ہوں۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا
میں نے پی لیا اور سیراب ہو گیا۔ دیکھ لو یہ موجود ہے اور اپنے منہ میں سے اپنی ہاتھ پر تھوک
ملا دیا۔ ہم نے مشاہدہ کیا کہ ان کے منہ میں دودھ تھا۔

میں نے عبد اللہ بن حسن دمیاطی کو بیان کرتے سنا کہ مجھ سے عبد القادر تمیمی نے
کہ میں فقیروں کی طرح سفر کر رہا تھا۔ میں نے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ
عرض کیا اور بھوک کی شکایت کی۔ پھر میں وہیں سو گیا۔ ایک نوجوان نے مجھے جگایا اور اپنے
لے گیا۔ اس نے ثرید کا ایک پیالہ اور کئی قسم کی کھجوریں اور بہت سی روٹیاں پیش کیں۔ میں
کھانا کھایا۔ اس نے گوشت دہان و تمر سے میرا توشہ دان بھر دیا۔ اور بیان کیا کہ میں نماز چاشت
بعد سویا ہوا تھا۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں یہ کھانا پہنچا
حضور نے مجھے تمہاری جگہ بھی بتا دی اور فرمایا کہ تم نے حضور سے یہی تمنا کی تھی۔

میں نے اپنے دوست علی بن ابراہیم ہوصیری کو فرماتے سنا کہ عبد السلام بن ابی القاسم صقلی
کرتے تھے کہ ایک ثقہ شخص نے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا مجھ سے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ
تھا۔ میرے پاس کچھ نہ تھا۔ میں کمزور ہو رہا تھا ایک روز حجرہ شریف کے پاس آ کر میں نے
عرض کیا۔ "یا سید الاولین والآخرین! میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ پانچ ماہ سے آپ کی خدمت میں
کمزور ہو گیا ہوں۔ یا رسول اللہ خدا سے دعا فرمایئے کہ میرے پاس کوئی بندہ ایسا بھیج دے جو
پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا مجھے اپنے ساتھ لے جائے" میں یہ عرض کر کے منبر شریف کے
نیچے سو گیا۔ ناگاہ ایک شخص حجرہ میں داخل ہوا۔ اس نے کچھ کلام کیا اور کہا۔ اے جد بزرگوار اے
بزرگوار! پھر میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر باب جبریل سے نکالا اور بقیع میں سے ہوتا ہو
ایک خیمہ میں پہنچا۔ وہاں اس نے غلام و کنیز سے کہا کہ اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار
چنانچہ غلام لکڑیاں چن لایا اور کنیز نے آٹا پیس کر روٹی پکائی۔ روٹی کے ساتھ گھی اور کھجوریں
میں۔ میں آدھی روٹی سے سیر ہو گیا۔ اس نے باقی آدھی اور دو صاع کھجوریں میرے توشہ دان
ڈال دیں۔ جب میں فارغ ہوا تو اس نے میرا نام پوچھا۔ میں نے بتلا دیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ تجھے
کی قسم! میرے جد بزرگوار کے پاس پھر شکایت نہ کرنا۔ کیونکہ انہیں ناگوار گزرتا ہے۔ آج سے
کے وقت تیرا رزق تیرے پاس آ جایا کرے گا۔ یہاں تک کہ سفر کے لئے تجھے کوئی ساتھی

ل جائے۔ پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ ان کو حجرہ شریف میں پہنچادو۔ اب
ساتھ ینبع میں آیا تو میں نے اس سے کہا کہ اب تم لوٹ جاؤ۔ میں پہنچ جاؤں گا۔
سیدی! میں تو آپ کو حجرہ شریف میں پہنچا کر ہی آؤں گا۔ صبح اور رسول اللہ ﷺ
دیں۔ غرض وہ مجھے حجرہ شریف میں پہنچا کر چلا گیا۔ میں چار روز توشہ دان میں سے
مجھے بھوک لگی تو وہی غلام مجھے کھانا دے گیا۔ بعد ازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ جب بھی
کھانا پہنچ جاتا۔ یہاں تک کہ ایک جماعت کے ساتھ میں ینبع کی طرف نکلا۔

14۔ علامہ سمہودی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں
حاجیوں کا قافلہ زیارت کو آیا۔ میرے ہاتھ میں خلوت کی کنجی تھی۔ جس میں میری
ایک مصری عالم نے کہا کہ میرے ساتھ روضہ شریف میں چلو۔ جب میں واپس آ
ملی۔ میں نے ہر چند مختلف جگہ تلاش کی مگر نہ ملی۔ یہ مجھ پر بہت ناگوار گزرا کہ
کنجی کی سخت ضرورت تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض
سیدی! یا رسول اللہ! میری خلوت کی کنجی گم ہو گئی ہے۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔
پاس دروازے سے مانگتا ہوں۔" یہ عرض کر کے میں واپس آیا تو ایک لڑکے کو جسے میں
خلوت کے قریب دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ کنجی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ
سے ملی؟ اس نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کے مواجہ شریف کے پاس تھی۔ میں
الحمالی۔ (۶۶)

15۔ علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ
ایک بیماری لاحق رہی جس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے میں نے ۲۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ
کو مکہ مشرفہ میں نبی ﷺ سے استغاثہ کیا۔ خواب میں میں نے ایک شخص کو دیکھا جس
کاغذ ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ اذن شریف نبوی کے بعد حضرت شریفہ سے یہ
دوا ہے۔ جب میری آنکھ کھلی تو واللہ میں نے اس بیماری کا کوئی نشان نہ پایا۔ اور نبی ﷺ
سے شفا حاصل ہو گئی۔

16۔ علامہ قسطلانی اپنا دوسرا واقعہ یوں ذکر کرتے ہیں کہ ۵۸۵ھ میں زیارت
کے بعد میں مصر کو آ رہا تھا کہ مکہ کے راستے میں ہماری خادمہ غزال حبشہ پر کسی روح آ گئی
اس بارے میں میں نے نبی ﷺ سے استغاثہ کیا۔ خواب میں ایک شخص نظر آیا۔ جس
جن تھا۔ اس نے کہا اس جن کو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں
ملامت کی اور اس سے حلف لیا کہ آئندہ اس خادمہ کے پاس نہ آئے گا۔ میری آنکھ کھل

ہ کا کچھ اثر نہ تھا۔ گویا اس کو قید سے رہا کر دیا گیا ہے وہ عافیت میں رہی۔ یہاں تک کہ میں نے
۸۹۰ھ میں اس کو علیحدہ کر دیا۔

17۔ علامہ یوسف نبہانی نقل فرماتے ہیں کہ کثیر بن محمد بن رفاعہ نے بیان کیا کہ ایک
شخص عبدالملک بن سعید بن خیثم بن جبیر کے پاس آیا۔ اس نے اس شخص کا پیٹ ٹٹولا اور کہا کہ تجھے
بیماری ہے۔ اس نے پوچھا کیا بیماری ہے؟ ابن جبیر نے کہا کہ وبیلہ۔ (۶۷) یہ سن کر وہ
آیا۔ اور اس نے تین بار یوں دعا مانگی۔

اللہ اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ شیئا اللھم انی اتوجہ الیک بنبیک محمد صلی
اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک و ربی ان
یرحمنی مما بی رحمۃ یغنینی بھا عن رحمۃ من سواہ۔

(ترجمہ) اللہ اللہ اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ یا
اللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلے سے پیش ہوتا ہوں۔ یا محمد! میں
آپ کے اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کے وسیلے سے پیش ہوتا ہوں کہ وہ اس بیماری میں مجھ پر
ایسی رحمت کرے جس سے کسی غیر کی رحمت سے مجھے بے نیاز کر دے۔

اس دعا کے بعد وہ پھر ابن جبیر کے پاس گیا۔ اس نے اس کا پیٹ ٹٹولا تو کہا کہ تو
تندرست ہو گیا ہے۔ تجھے کوئی بیماری نہیں۔ (۶۸)

18۔ ابو عبداللہ سالم معروف بہ خواجہ نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں
دائرے نیل کے ایک جزیرہ میں ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مگر مچھ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ میں
اس سے ڈر گیا۔ ناگاہ ایک شخص نے جو میرے ذہن میں آیا کہ وہ نبی ﷺ ہیں مجھ سے فرمایا کہ جب
کسی سختی میں ہو تو یوں پکارا کر۔

انا مستجیر بک یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ! میں آپ کی پناہ کا طلب گار ہوں۔

اتفاق سے ان ہی ایام میں ایک نابینا نے نبی ﷺ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ میں نے اس سے
یہ خواب بیان کر دیا اور کہہ دیا کہ جب تو کسی سختی میں مبتلا ہو تو یوں پکارا کر انا مستجیر بک یا
رسول اللہ۔ وہ روانہ ہو کر رابغ میں پہنچا وہاں پانی کی قلت تھی۔ اس کا خدمت گار پانی کی تلاش میں
گیا۔ راوی کا قول ہے کہ اس نابینا نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے ہاتھ میں مشک خالی رہ گئی۔ میں پانی
کی تلاش سے تنگ آ گیا۔ اسی اثناء میں مجھے تمہارا قول یاد آ گیا۔ میں نے کہا۔ انا مستجیر بک یا
رسول اللہ۔ اسی حال میں ناگاہ ایک شخص کی آواز میرے کان میں پڑی کہ تو اپنی مشک بھر لے۔
میں نے مشک میں پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ شخص

کہاں سے آگیا۔(۶۹)

19۔ ابوالحسن علی بن مصطفیٰ عسقلانی ذکر کرتے ہیں کہ ہم عرب عیذاب میں کشتی میں کو روانہ ہوئے۔ سمندر میں طغیانی آگئی۔ ہم نے اپنا اسباب سمندر میں پھینک دیا۔ جب ہم ڈوبنے تو نبی ﷺ سے استغاثہ کرنے لگے اور یوں پکارنے لگے۔ یا محمد او یا محمداہ۔ ہمارے ساتھ ایک نیک دل شخص تھا۔ وہ بولا۔ جاجیو اکھبر اؤ مت۔ تم بچ جاؤ گے۔ کیونکہ ابھی میں خواب رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ میں نے حضور سے عرض کیا۔ یارسول اللہ کی امت آپ سے استغاثہ کر رہی ہے۔ حضور نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہ مدد کرو۔ مغربی کا قول ہے کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا کہ حضرت صدیق اکبر سمندر میں گئے۔ انہوں نے کشتی کے پتوار پر اپنا ہاتھ ڈالا۔ اور کھینچتے رہے۔ یہاں تک کہ خشکی سے جا چنانچہ ہم صحیح وسالم رہے اور اس کے بعد بجز خیر ہم نے کچھ نہ دیکھا اور صحیح وسالم خشکی پر پہنچ (۷۰)

20۔ علامہ نبہانی شواہد الحق میں عبدالرحمٰن جزولی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے کہ وہ فرماتے تھے کہ میری آنکھ ہر سال خراب ہو جایا کرتی تھی۔ ایک سال مدینہ منورہ میں آنکھ دکھنے لگی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ "یارسول اللہ میں کی حمایت میں ہوں اور میری آنکھ دکھ رہی ہے۔" پس مجھے آرام ہو گیا اور حضور کی برکت تک مجھے آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی۔

21۔ علامہ نبہانی شواہد الحق میں کتاب الاشارات الی معرفۃ الزیارات سے نقل ہیں کہ اس کے مصنف شیخ ابوالحسن علی ابن ابی بکر السائح الہروی (متوفی حالب ۶۱۱ھ) کہتے جزیرہ میں ایک شہر تونہ ہے۔ وہاں مشہد نبی ﷺ اور مشہد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں۔ نے جزیرہ والوں سے ان مشاہد کی نسبت دریافت کیا کہ کیا یہ نبی ﷺ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نام پر بنائے گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ قصہ تفصیل طلب ہے۔ پھر خوبصورت شیخ کو بلا کر بتلایا کہ یہ شخص جذام میں مبتلا ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اس کی وجہ سے اسے جزیرہ کے ایک طرف نکال دیا تھا۔ ایک رات اس نے ایسا غل مچایا کہ لوگ وہاں پہنچے اسے تندرست کھڑا دیکھا۔ جب اس کا حال دریافت کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ اس نے خواب میں نبی ﷺ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ "یہاں مسجد ہو او۔" میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میں بیمار ہوں۔ لوگ میری بات کا یقین نہ کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے علی اس کا ہاتھ پکڑو۔ حضرت علی نے اپنا ہاتھ میری طرف

تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

امام ابن نعمان مصنف مصباح الظلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسجد کو دیکھا ہے۔ استاد حافظ دمیاطی اور دیگر شیوخ اس قصہ کا ذکر کرتے تھے اور اس کو صحیح بتاتے تھے۔ یہ وہاں مشہور ہے۔ اس مسجد کو مسجد النبی کہتے ہیں۔

22۔ علامہ نبہانی اپنی کتاب سعادت الدارین میں خود اپنے استغاثہ کا قصہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی ناخدا ترس دشمن نے میرے اوپر ایسا افترا باندھا کہ سلطان عبدالحمید خان نے حکم دیا کہ مجھے معزول کر کے دور علاقہ میں بھیج دیا جائے۔ یہ سن کر مجھے بے قراری ہوئی۔ جمعرات کا دن اور جمعہ کی رات میں نے ایک ہزار دفعہ استغفار پڑھا اور تین سو پچاس بار یہ درود شریف پڑھا۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد ، قد ضاقت حیلتی ادرکنی یا رسول اللہ۔ مجھے نیند آئی۔ آخر رات پھر جاگا اور ہزار دفعہ درود شریف پڑھ کر حضور ﷺ سے استغاثہ کیا۔ جمعہ کی شام ہی کو سلطان کی طرف سے حکم آگیا کہ مجھے بحال رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سلطان کو نصرت دے اور مغربی کو رسوا کرے۔ والحمدللہ رب العلمین۔

23۔ امام شرف الدین بوصیری (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے قصیدہ بردہ کا سبب تصنیف یوں فرماتے ہیں۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے جن میں سے بعض وزیر الدین یعقوب بن زبیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے۔ بعد ازاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرض فالج میں مبتلا ہو گیا اور اس سے میرا نصف بدن بے کار ہو گیا۔ میرے جی میں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں۔ چنانچہ میں نے یہ قصیدہ بردہ تیار کیا۔ اور بہ سل حضور ﷺ باری تعالیٰ میں اپنی عافیت کے لئے دعا کی۔ میں نے اس قصیدے کو بار بار پڑھا اور حضرت ﷺ کے توسل سے دعا کی اور سو گیا۔ (اب دیکھئے احمد مختار کی مسیحائی اور محمد عربی کی چارہ گری) خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست شفا میرے مفلوج حصہ پر پھیرا۔ اور اپنی چادر (بردہ) مبارک مجھ پر ڈال دی۔ آنکھ کھلی تو میں نے اپنے تئیں تندرست و قوی پایا۔ میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا۔ مگر جب میں صبح کو گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمایئے۔ جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں لکھا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ کون سا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولے جو تم نے حالت مرض لکھا ہے اور اس کا مطلع بھی بتا دیا اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم رات کو یہی قصیدہ ہم نے دربار نبوی میں سنا ہے۔ جب یہ پڑھا جا رہا تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو سن سن کر جھوم رہے

تھے۔ جیسا کہ بادِ نسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھوتی ہیں۔ حضور ا
پسند فرمایا اور پڑھنے والے پر ایک چادر ڈال دی۔ یہ سن کر میں نے اپنا خواب بیان کیا
درویش کو دے دیا۔ اس نے لوگوں سے ذکر کر دیا اور یہ خواب مشہور ہو گیا۔ (۷۱)

24۔ شیخ شمس الدین محمد جزری شافعی (متوفی ۷۳۴ھ) اپنی مشہور کتاب
من کلام سید المرسلین کے دیباچہ میں اپنے استغاثہ کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

"جب میں اس کی ترتیب و تہذیب پوری کر چکا تو مجھے ایسے دشمن
طلب کیا کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو دفع نہیں کر سکتا تھا۔ میں اس دشمن سے چھپ
اس کتاب کو میں نے اپنا حصین بنایا۔ میں نے حضور سید المرسلین کو خواب میں دیکھا
بائیں جانب بیٹھا ہوا ہوں۔ حضور گویا فرما رہے ہیں کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے
اللہ! میرے لئے اور مسلمانوں کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے
مبارک اٹھائے میں دیکھ رہا تھا۔ آپ نے دعا مانگی۔ پھر دست مبارک چہرے پر
شب پنج شنبہ کو ہوئی۔ اور شب یک شنبہ کو دشمن بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان
سے جو اس کتاب میں ہیں مجھے اور مسلمانوں کو دشمن سے نجات دی۔"

25۔ فقیہ ابو محمد اشبیلی نے اپنی کتاب فضیلت حج میں لکھا ہے کہ اہل
ایک شخص کو ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ اس کے علاج سے اطبا عاجز ہو گئے اور شفا
گئے۔ وزیر ابو عبداللہ محمد بن ابی الخصال نے ایک نامہ حضور نبی اکرم ﷺ کا
شفاء کے لئے اشعار میں حضور ﷺ سے توسل کیا۔ یہ نامہ کسی کے ہاتھ مدینہ
جب وہ اشعار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ شریف پر پڑھے تو بیمار اپنے وطن
تندرست ہو گیا۔ نامہ لے جانے والے نے واپس آکر اسے دیکھا تو ایسا تندرست
بیمار ہی نہ ہوا تھا۔ (۷۲)

26۔ ابو محمد عبداللہ بن محمد ازدی کحال جو اندلس میں ایک نیک شخص
کہ اندلس میں ایک شخص کا بیٹا قید ہو گیا۔ وہ اپنے بیٹے کے بارے میں رسول اللہ
کرنے کے لئے اپنے شہر سے نکلا۔ راستے میں کوئی اس کا واقف ملا۔ اس نے کہا کہاں
شخص نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنے جاتا ہوں کیونکہ رومیوں نے
گرفتار کر لیا ہے اور تین سو دینار زر فدیہ قرار دیا ہے۔ مجھ میں استطاعت نہیں۔ اس
کہ نبی ﷺ سے استغاثہ ہر جگہ مفید نہیں ہے۔ مگر وہ نہ مانا۔ جب مدینہ میں پہنچا
حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل کیا۔ اس نے

ی ﷺ فرما رہے ہیں کہ تم اپنے وطن کو لوٹ جاؤ۔ جب وہ اپنے شہر میں واپس آیا۔ تو اپنے بیٹے کو
ہو پایا۔ اس سے حال دریافت کیا تو بیٹے نے کہا کہ فلاں رات مجھ کو اور بہت سے قیدیوں کو خدا
نے رہائی دی۔ وہ رات وہی تھی جس میں اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا
تھا۔ (شواہد الحق)

27۔ ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص قید ہو گیا اور بیڑیوں
کی گانٹھ میں ٹھوک دیا گیا۔ وہ بار بار رسول اللہ پکار پکار کر فریاد کرتا تھا۔ اس کے بڑے دشمن نے طنزاً کہا
اس سے کہو کہ تمہیں چھڑا دے۔ جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے بلایا اور کہا کہ اذان کہو۔
وہ بولا تم نہیں دیکھتے کہ میں کس حال میں ہوں؟ پھر اس نے اذان کہی جس وقت وہ اشھد ان محمد
رسول اللہ پر پہنچا تو اس کی بیڑیاں وغیرہ خود بخود ٹوٹ گئیں اور اس کے سامنے ایک باغ نمودار ہوا۔
باغ میں پھر رہا تھا کہ اسے ایک راستہ مل گیا جس سے وہ جزیرہ شقر میں جا پہنچا۔ اور اس کا قصہ اس
نے شہر میں مشہور ہو گیا۔ (شواہد الحق)

28۔ سیدی محمد بن سید ہری الاصل قریشی شافعی (متوفی ۸۳۹ھ) کے خلاف شاہ
جن نے کچھ طلب دنیا کے لئے لکھ دیا تھا۔ اس پر آپ نے حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی جناب میں
یوں توسل واستغاثہ کیا۔

مالی سوی جاہ النبی محمد جاہ به احمی و ابلغ مقصدی فکم به زال العنا
عنی وقد اعدمت فی ظن العذول المعتدی یا قلب لا تجزع و کن
حیر امری اضحی یرجی غارة من احمد فعسی توافیك الفوائد مسیا ولعل
تاتیك البشائر فی غد۔

(ترجمہ) میرے واسطے نبی محمد کے جاہ کے سوا کوئی ایسا جاہ نہیں کہ جس کے وسیلے سے میں محفوظ
ہوں اور اپنے مقصد کو پہنچوں حالانکہ بہت دفعہ آپ کے وسیلہ سے میری تکلیف دور ہو گئی کیونکہ
میں ملامت کرنے والے ستمگر کے گمان میں محتاج و پیچ تھا۔ اے دل تو بے صبری نہ کر اور اچھا مرد
بن جو احمد سے غارت کا امیدوار رہے کیونکہ قریب ہے تجھے شام کو فائدے پہنچیں گے۔ اور امید ہے
تجھے کل بشارتیں آئیں گی۔

آپ نے اس نظم کو تمام نہ کیا تھا کہ نیند آگئی۔ خواب میں حضور اقدس ﷺ اور حضرت
ابوبکر و عمر کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہم غارت کے لئے آگئے ہیں۔ تو ہر رات ہم پر
ایک ہزار بار درود بھیجا کر۔ سورج غروب ہونے پایا تھا کہ منصور کی بدی کی خبر آئی۔ پھر تیسرے
دن وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (جامع الکرامات للنبہانی۔ عمدۃ المنوی جزء اول ص ۱۵۶)

29۔ سیدی ابو العباس مرسی کا بیان ہے کہ میں جہاز پر سوار ہو گیا۔ ملاحوں کے [illegible] ہم ڈوبنے لگے۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی۔

اللهم بحرمة نبيك الامي انقذني وسلمني۔

(ترجمہ) (یا اللہ! تو اپنے مصطفیٰ کے طفیل مجھے چالے اور اور سلامت رکھ۔

میں اس دعا سے فارغ نہ ہوا تھا کہ مجھے جہاز کے گرد فرشتے نظر آئے جنہوں نے [illegible] سلامتی کی بشارت دی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم کل صبح [illegible] سالم موضع مریہ میں پہنچ جاؤ گے۔ (جامع الکرامات حوالہ مصباح الظلام۔ جزو اول ص [illegible])

30۔ امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں یوں فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) اور ہم گناہوں کے بوجھ سے نحیف و ناتواں ہو کر آپ کے پاس آئے ہیں۔ دلی [illegible] ہمیں بارگاہ خدا میں لائی ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ذات حاجتیں ہیں۔ جن کے لئے آپ [illegible] مبارک کی سخاوت سے چارہ نہیں۔ پس ہماری مدد کیجئے۔ اے فریاد رس وہاں اس جب کہ طالب [illegible] سے تنگ آجائے۔

31۔ شیخ السلام حافظ ابو الفتح تقی الدین ابن دقیق العید (متوفی ۱۱ صفر ۷۱۲ھ) [illegible] استغاثہ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں۔

واتينا اليك الضناء فقر — حملتنا الى الغنى الضناء
وانطلوت في الصدور حاجات نفس — مالها عن يدى يديك انطواء
فاغثنا يامن هوالغوث والغياث — اذا جهد الورى للاغاثة
اقول لركب سالرين ليثرب — ظفرتم بتقريب النبي المقرب
فبثوا اليه كل شكوى و متعب — وقصوا عليه كل سئول ومطلب
وانثم بمرائى للرسول و مسمع — ستحمون في مغناه خير حماية
وتكفون مانخشون اى كفاية — وتبدوالكم من عنده كل اية
فحلوا من التعظيم ابعدغاية — فحق رسول الله اكبر مارعى

(طبقات الشافعیہ الکبریٰ للتاج السبکی ترجمہ ابن دقیق العید)

(ترجمہ) میں یثرب جانے والے شتر سواروں سے کہتا ہوں کہ تم کو نبی مقرب کی زیارت نصیب ہو۔ تم حضور سے ہر ایک مرض و مشقت عرض کر دینا اور ہر ایک درخواست و مطلب بیان کرنا۔ اس حال میں کہ رسول اللہ تمہیں دیکھتے اور تمہاری بات سنتے ہوں گے۔ اور حضور کی مقبول [illegible]

[illegible] کی خوب حفاظت ہو گی۔ اور جس چیز سے تم ڈرتے ہو اس سے خوب بچاؤ ہو گا۔ اور حضور کے [illegible] سے تمہارے واسطے ہر نشان ظاہر ہو گا۔ پس تم غایت درجہ کی تعظیم سے اترنا۔ کیونکہ رسول اللہ [illegible] کا حق ان سب سے بڑا ہے جن کی رعایت کی جانی ضروری ہے۔

32۔ علامہ کمال الدین زملکانی انصاری (متوفی ۶ رمضان ۷۲۷ھ) جنہوں نے مسئلہ زیارت و استغاثہ میں اپنے ہمعصر ابن تیمیہ کی تردید میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اپنے قصیدہ مدحیہ میں یوں فرماتے ہیں۔

ياصاحب الجاه عند الله خالق — ماردجاهك الا كل افاك
انت الوجيه على رغم العداء ابدا — انت الشفيع لفتاك ونساك
يافرقة الزيغ لا لقيت صالحة — ولا سقى الله يوما قلب مرضاك
ولا حظيت بجاه المصطفى ابدا — ومن اعانك في الدنيا ودالاك
ياافضل الرسل و يامولى لانام ويا — خيرالخلائق من انس و املاك
هاقدقصدتك اشكوبعض ماصنعت — بي الذنوب و هذاملجاء الشاكي
قدقيدتني ذنوبي عن بلوغ مدى — قصدى الى الفوزمنها فهي اشراكي
فاستغفرالله لي واساله عصمته — فيهابقي و غني من غيرامساك
عليك من ربك الله الصلوة كما — منا عليك السلام الطيب الزاكي

(فوات الوفیات جزو ثانی ص ۲۵۱)

(ترجمہ) اے خدائے خالق کے نزدیک قدر و منزلت والے! سوائے دروغ گو کے کسی نے آپ کے جاہ و منزلت کو رد نہیں کیا دشمنوں کی خواہش کے برعکس آپ ہمیشہ آبرو والے ہیں۔ آپ دیروں اور عابدوں کے شفیع ہیں۔ اے فرقہ کج رو! تو کسی نیکی کو نہ پائے۔ اور نہ خدا کسی روز تیرے مریضوں کے دل سیراب کرے۔ اور نہ تو جاہ مصطفیٰ سے کبھی فائدہ اٹھائے۔ اور نہ دنیا میں تیرے مددگار اور دوست فائدہ اٹھائیں۔ اے افضل الرسل اے تمام مخلوقات کے آقا۔ اے تمام انس و ملائک سے بہتر! میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تاکہ میں آپ سے اپنے گناہوں کے سلوک کی شکایت کروں اور آپ کی بارگاہ فریاد کرنے والے کا ملجا ہے۔

میرے گناہوں نے مجھے غایت قصد تک پہنچنے سے روک کر اپنے میں پھنسا لیا۔ پس وہ میرا جال ہیں پس آپ خدا سے میرے لئے مغفرت طلب کیجئے اور آئندہ اس سے حفاظت و غنا [illegible] امساک کی دعا کیجئے۔ آپ پر آپ کے پروردگار اللہ کی طرف سے درود ہو۔ جیسا کہ ہماری طرف سے آپ پر عمدہ پاک سلام ہو۔ (فوات الوفیات۔ جزو ثانی ص ۲۵۱)

33۔ مشہور مورخ قاضی عبدالرحمٰن معروف بہ ابن خلدون مالکی (متوفی ۸۰۸ھ) [illegible] استغاثہ کرتے ہیں۔

هب لي شفاعتك التي ارجوابها صفحا جميلا عن قبيح ذنوبي
ان النجاة وان ا ليحت لامرئ فبفضل جاهك ليس بالنشب
انى دعوتك واثقا باجابتى ياخير مدعو و خير مجيب

(ترجمہ) مجھے اپنی شفاعت عطا فرمایئے۔ جس سے میں اپنے برے گناہوں کی معافی کی [illegible] سکوں اگر نجات کسی مرد کے لئے مقدر ہے۔ تو وہ آپ کے جاہ کے طفیل سے ہے۔ [illegible] نہیں۔ میں آپ کو پکارتا ہوں مجھے قبولیت کا یقین ہے اے خیر مدعو! اے خیر مجیب! (الفیوض الوفیہ فی الرد علی الوہابیہ)

34۔ شیخ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۳ھ) [illegible] عرض کرتے ہیں۔

نبى الله يا خير البرايا بجاهك نفى فصل القضا
واوجوا يا كريم العفو عما جنته يداى يا رب الحباء
فقل يا احمد بن على اذهب الى دار النعيم بلا شقاء

(المقالات الوفیہ)

(ترجمہ) اے اللہ کے نبی اے تمام مخلوق سے بہتر! حضور ہی کی قدر و منزلت کے طفیل قیامت [illegible] میں میرا چارہ ہوگا۔ اے کریم ﷺ اے صاحب جود و عطاء! میں ان گناہوں کی جو مجھ سے ہوئے ہیں معافی کی امید کرتا ہوں۔ حضور فرمادیں کہ اے احمد بن علی جنت میں بغیر مشقت کے جا [illegible] (المقالات الوفیہ)

35۔ امام عمر بن الوردی یوں عرض کرتے ہیں۔

يا رب بالهادى البشر محمد وبدينه العالى على الاديان
ثبت على الاسلام قلبى واهدنى للحق وانصرنى على الشيطان

(ترجمہ) اے میرے پروردگار ہادی بشر حضرت محمد کے طفیل سے اور حضور کے دین کی [illegible] سے جو سب دینوں پر غالب ہے میرے دل کو اسلام پر ثابت رکھ اور حق کی طرف میری رہنمائی [illegible] اور مجھے شیطان پر غلبہ دے۔ (المقالات الوفیہ)

36۔ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ ازریہ میں اس طرح استغاثہ فرماتے ہیں۔

رسول الله يا خير البرايا نوالك ابتغى يوم القضاء

اذا ما حل خطب مدلهم فانت الحصن من كل البلاء
اليك توجهى وبك استنادى وفيك مطامعى وبك ارتجائى

(ترجمہ) اے اللہ کے رسول اے تمام خلق سے بہتر قیامت کے دن میں آپ کی عطا و بخشش چاہتا ہوں جب کوئی سخت مصیبت پیش آئے تو حضور ہی کی طرف میری توجہ ہے اور حضور ہی میرا سہارا ہیں۔ اور حضور ہی سے بھلائی کی طمع اور حضور ہی سے امید ہے۔

37۔ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ الطیب النغم کی تضمین میں یوں فرماتے ہیں۔

مدار وجود الكون فى كل لحظة ومفتاح باب الجود فى كل عسرة
ومنسك الملهوف فى كل شدة ومعتصم المكروب فى كل غمرة
ومنجح الغفران من كل تائب اليك قد العين حين ضراعة

(ترجمہ) آپ ہر لحظہ وجود عالم کے دارومدار ہیں۔ اور ہر مشکل میں سخاوت کے دروازے کی کنجی ہیں۔ اور ہر شدت میں پریشان بے قرار کی پناہ ہیں اور ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کا سہارا ہیں۔ اور ہر ایک توبہ کرنے والے کے لئے بخشش کا وسیلہ ہیں۔ خشوع و خضوع کے وقت آپ ہی کی طرف آنکھ اٹھتی ہے۔

38۔ استاد کبیر شیخ حمد اللہ شبراوی مصری رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے وقت یوں عرض کرتے ہیں۔

يا رسول الله انى مذنب ومن الجود قبول المذنب
يا نبى الله مالى حيلة غير حبى لك يا خير نبى
عظم الكرب ولى فيك رجاء فيه يا رب فرج كربى

(مقالات وفیہ)

(ترجمہ) یارسول اللہ! میں گنہگار ہوں۔ گنہگار کی عرض کا قبول کرنا جود و کرم ہے۔ یا نبی اللہ یا سید الانبیاء آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ و غم بڑا ہے۔ مجھے آپ سے امید ہے۔ اے پروردگار! حضور کے طفیل سے میرا غم دور کردے۔ (مقالات وفیہ)

39۔ حضرت حاجی حافظ شاہ محمد امداد رحمۃ اللہ دربار نبوی میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر

میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں
اس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ
(رسالہ درود نامہ غمناک)

40۔ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

مدد کرے اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
یہ ہے اجابت حق کو تری دعا کا لحاظ
قضائے مبرم و مشروط کی نہیں ہے پکار
خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت
جہاں کو تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار
(قصائد قاسمی)

حدیث توسل بالعباس کی بحث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ۱۸ھ میں جسے عام الرمادہ کہتے ہیں سخت قحط پڑا چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آکر حضرت فاروق اعظم سے استسقاء کے لئے درخواست کی جسے امام بخاری نے یوں نقل کیا ہے۔

عنه انس بن مالك ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبدالمطلب رضى الله عنه فقال اللهم نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا قال فيسقون۔

(باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا)

(ترجمہ) انس بن مالک سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب لوگوں میں قحط پڑا عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش کی دعا کی اور یوں عرض کیا۔ یا اللہ! ہم تیری جناب میں اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ پس تو ہمیں بارش عطا کر دیتا تھا۔ اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کے وسیلہ جاتے ہیں۔ پس ہمیں بارش عطا کر (قول راوی) پس بارش ہو جاتی تھی۔

ابن تیمیہ اور ان کے مقلدین مجھ یہ کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے جو رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر حضرت عباس سے توسل کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بعد وفات شریف توسل جائز نہیں۔ ورنہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا نہ کرتے۔ ابن تیمیہ کا یہ اجتہاد ایجاد بندہ ہے۔ علماء اہل سنت میں سے آج تک کسی نے اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا۔ حضور اقدس ﷺ کی شان میں حیات و وفات میں اس طرح فرق کرنا کمال درجہ کی حماقت ہے۔ جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ مسئلہ زیارت و توسل کی مخالفت کا خمیازہ جو ابن تیمیہ کو بھگتنا پڑا ہم اس کی طرف پہلے اشارہ کر آئے ہیں۔ اب ہم حدیث زیر بحث کی نسبت الطریق اختصار حسب ذیل گزارش کرتے ہیں۔

صحابہ کرام نے اس دعا باراں میں نام نامی حضرت عباس کو وسیلہ نہیں بنایا۔ بلکہ یوں عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیری جناب میں اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ نام نامی لے کر وسیلہ پکڑنا بھی جائز تھا۔ مگر اس موقع پر فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام کو حضرت عباس کی قرابت نبوی جتا کر گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا وسیلہ پیش کرنا منظور تھا۔ چنانچہ خود حضرت عباس اپنی زبان مبارک سے اقرار کرتے ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں بدیں الفاظ مذکور ہے۔

و فى الحديث ابى صالح فلما صعد عمرو معه العباس المنبر قال عمر اللهم انا توجهنا اليك بعم نبيك وصنوابيه فاسقنا الغيث ولا تجعلنا من القانطين ثم قال قل يا اباالفضل فقال العباس اللهم لم ينزل بلاء الابذنب ولم يكشف الابتوبة فقد توجه بى القوم اليك لمكانى من نبيك۔ (الحدیث)

(ترجمہ) اور حدیث ابو صالح میں ہے کہ جب حضرت عمرو حضرت عباس منبر پر چڑھے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا اللہ ہم تیری جناب میں تیرے نبی ﷺ کے چچا کو جو چچا ہے والد نبی کے ہیں پیش کرتے ہیں تو ہمیں بارش عطا فرما اور ہمیں ناامید نہ کر۔ پھر کہا اے عباس تم بھی دعا کرو۔ حضرت عباسؓ نے یوں دعا کی۔ یا اللہ! نہیں اترتی کوئی بلا مگر گناہ کے سبب سے اور نہیں دور ہوتی مگر توبہ سے اور قوم نے اس واسطے میرا وسیلہ پکڑا ہے کہ میرا تعلق تیرے نبی سے ہے۔

خود حضرت عمر فاروق کے بیان سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ یہاں حقیقت میں آنحضرت ﷺ سے توسل ہے۔ حافظ ابن عبدالبر استیعاب میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کے حالات میں لکھتے ہیں۔

وروينا من وجوه عن عمر انه خرج يستسقى وخرج بالعباس فقال اللهم انا

نتقرب الیك بعم نبیك صلی الله تعالی علیه وسلم ونستشفع به فاسقنا
نبیك صلی الله علیه وسلم کما حفظت الغلامین لصلاح ابیهما

(ترجمہ) حضرت عمرؓ سے ہمیں کئی وجہ سے روایت پہنچی ہے کہ وہ اپنے ساتھ
لیکر نکلے اور عرض کیا۔ یا اللہ ہم وسیلہ تیرے نبیؐ کے چچا کے تیری جناب میں حاضر
ان کو اپنا شفیع بناتے ہیں۔ پس تو اس میں اپنے نبی ﷺ کی رعایت کر جیسا کہ تو نے
کی رعایت ان کے باپ کی نیکی کے سبب کی (کہ انکی گرتی دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا)

حضرت عباسؓ میں آنحضرت کی رعایت کا مطلب یہی ہے کہ قرابت نبوی
بارش کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما۔ تاریخ کامل ابن اثیر میں بھی یہی مضمون
میں مذکور ہے۔

عمدۃ قاری میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے جب
میں لشکر اسلام کو روانہ کیا تو آپ حضرت عباس کے ساتھ مشابہت کے واسطے
کہا۔

یا عباس استنصروا انا اومن فانی ارجوا ان لا یخیب دعوتك استنصر
نبی الله صلی الله علیه وسلم۔

(ترجمہ) اے عباس مدد کی دعا مانگو اور آمین کہتا جاؤں کیونکہ مجھے امید ہے کہ تمہاری
جائے گی۔ بوجہ اس کی تمہارا نبی ﷺ سے تعلق ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنانا صرف قرابت نبوی کے سبب
توسل بالنبی ہے ﷺ۔ بایں ہمہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حدیث زیر بحث میں
اعظم نے حضرت عباس کی ذات خاص سے بلا تعلق قرابت نبوی کے وسیلہ پکڑا
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک سے وسیلہ پکڑنے کا انکار نہیں تھا۔ حضور
اور حضور کے ذریعہ سے دعا مانگنے کا ثواب مطلقاً اسی حدیث میں موجود ہے۔ اب اس
کہ عام ہے حالت حیات اور وفات سے' مقید بحالت حیات کرنا اور حالت وفات
قاعدہ سے ہے اور دلالات اربعہ علم اصول (عبارۃ النص و اشارۃ النص والا
اقتضاء النص) میں سے کوئی دلالت اس نفی توسل پر دلالت کرتی ہے۔ ہر گز
توسل پر دلالت نہیں کرتی۔ یہ اجتہاد بے جا کسی علمی قاعدے پر مبنی نہیں
شخص میں ایک وصف پایا جائے تو وہ دوسرے شخص میں اس وصف کے نہ پائے
بن سکتا۔ پس اس صورت میں حدیث زیر بحث سے توسل بالنبی ﷺ کے علاوہ

سے توسل کا جواز ثابت ہوتا ہے اور حضرت فاروق اعظم نے مختلف اوقات میں ہر دو طریق
کیا ہے۔

یہاں نجدیہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر صحابہ کرام نے رسول
ﷺ (جو افضل ذریعہ ہیں) کو چھوڑ کر دوسرا وسیلہ کیوں اختیار کیا۔ اس کا جواب کئی طرح سے
ہے۔ اولاً۔ حافظ ابن عبدالبر استیعاب (ترجمہ عباس بن عبدالمطلب) میں یوں لکھتے ہیں۔

قال ابو عمرو کان سبب ذلك ان الارض اجدبت اجدابا شدیدا علی عهد
عمر زمن الرمادة و ذلك سنة سبع عشرة فقال کعب یا امیر المؤمنین ان
بنی اسرائیل کانوا اذا اصابهم مثل هذا استسقوا العصبة الانبیاء فقال عمر
هذا عم رسول الله صلی الله علیه وسلم وصنوابیه و سید بنی هاشم فمشی
الیه عمر و شکا الیه ما فیه الناس من القحط ثم صعدا المنبر و معه عباس۔
(الخ)

ابو عمر نے کہا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر کے عہد میں عام الرمادہ میں سخت خشک
سالی اور یہ ۱۷ھ تھا۔ حضرت کعبؓ نے کہا اے امیر المومنین بنی اسرائیل میں جب ایسا قحط
تو وہ پیغمبروں کی ایک جماعت کے وسیلہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے۔ یہ سن کر حضرت
نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا اور بمنزلہ والد نبی اور سید بنی ہاشم ہیں۔ پس حضرت عمرؓ
حضرت عباس سے قحط کی شکایت کی جس میں لوگ مبتلا تھے۔ پھر منبر پر چڑھے اور آپ کے
ساتھ حضرت عباسؓ بھی تھے۔

پس یہاں بھی قرابت نبوی کی وجہ سے توسل ہے' جو توسل بالنبی ہے ﷺ

ثانیاً۔ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی جوہر منظم ص ۷۷ میں فرماتے ہیں۔

وکان حکمة توسله به دون النبی صلی الله علیه وسلم وقبره اظهار غایة
التواضع لنفسه والرفة لقرابة النبی ففی توسله به توسل بالنبی صلی الله
علیه وسلم و زیارة۔

گویا نبی ﷺ اور آپ کی قبر شریف کو چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
کرنے میں حکمت بمقابلہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تواضع کا ظاہر کرنا اور قرابت
رعایت کا اظہار تھا۔ پس حضرت عباس سے توسل توسل بالنبی ﷺ ہے اور زیادت ہے۔

ثالثاً۔ شیخنا العلامہ مولانا مشتاق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ دفع التاعل عن التوسل
ص ۷ میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ علم کلام کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ ولی کی کرامت اس نبی کا معجزہ ہے۔ جس کی امت
ولی ہے۔ یہ جو کرامت حضرت عباسؓ سے اس موقع استسقاء پر ظاہر ہوئی ہے کہ ان کی دعا
بر سایہ معجزہ رسول اکرم ﷺ کا ہوا۔ یہاں افضل ذریعہ کو صحابہ نے چھوڑا نہیں بلکہ
افضلیت کو جتلا دیا اور بتا دیا کہ ہمارے پاس ایسا افضل ذریعہ ہے جس کے اولیٰ فلاموں یا
قرابت داروں کے وسیلہ بنانے سے خداوند کریم دعا قبول فرما لیتا ہے۔ انتہیٰ

ان مجددیہ سے پوچھنا چاہیے کہ تمہارا دعویٰ توسل بالحدیث ہے اور حدیث صحیح میں
ہے کہ قیامت کے دن سب لوگ غرض شفاعت دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس
دیگرے جائیں گے۔ پھر اخیر میں حضور سید المرسلین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں
شفاعت عظمیٰ کے بعد جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختص ہے۔ علماء اور شہداء امت
گنہگاروں کے لئے جو دوزخ میں ہوں گے شفاعت فرمائیں گے۔ پس وہاں افضل ذریعہ
دوسرے وسیلے کیوں اختیار کئے جائیں گے۔ اس حدیث سے تو ظاہر ہے کہ افضل ذریعہ
موجودگی میں دیگر وسائل اختیار کرنا جائز ہے۔ غرض توسل بالنبی ﷺ جائز' توسل بالولی
والصلحاء جائز۔ ایک وقت میں ہر دو معاً جائز اور مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ بھی جائز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام کو کئی موقعوں پر توسل
ضرورت پڑی ہے۔ جن میں سے استسقاء و توسل زیر بحث ایک مثال ہے۔ اب دیکھنا یہ
انہوں نے ایسے مواقع پر کس طرح توسل کیا ہے۔ اس کتاب میں ایسی دس مثالیں پہلے
چکی ہیں۔ جن کا ماحصل ہم یہاں بالترتیب دہراتے ہیں۔

1۔ حضور اقدس ﷺ کا وصال شریف ہو چکا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ چہرہ مبارک
سے چادر اٹھا کر یوں پکارتے ہیں۔

اذکرنا یا محمد عند ربك ولنكن من بالك۔

(ترجمہ) اے محمد ﷺ ہمیں اپنے پروردگار کے پاس یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا۔

2۔ دفن شریف کے تیسرے روز ایک اعرابی مزار مقدس پر حاضر ہو کر عرض
ہے۔ "یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں دعائے مغفرت
فرمائیں۔" قبر شریف سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا۔

3۔ عہد فاروقی میں قحط پڑا۔ حضرت بلال بن حارث صحابی مزار شریف پر حاضر
عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے۔ بارش کی دعا فرمائیں۔
ﷺ خواب میں حضرت بلالؓ سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے میرا سلام کہو اور بارش کی

دعا۔ اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ دین میں نرمی اختیار کریں۔ چنانچہ بلال نے حضرت فاروق اعظمؓ کو
یہ خبر سنائی۔ آپ سن کر رو پڑے۔ اگر بعد وفات شریف توسل جائز نہ ہوتا تو امیر المومنین ضرور
منع کرتے۔

4۔ ایک سال مدینہ منورہ میں قحط پڑا۔ لوگ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فریاد کرتے
ہیں۔ حضرت ممدوحہ فرماتی ہیں کہ روضہ شریف پر حاضر ہو کر ایک روشندان آسمان کی طرف
کھول دو چنانچہ ایسا ہی کیا جاتا اور خوب بارش ہوتی ہے۔ صحابہ کرام میں سے کسی نے اس توسل پر
اعتراض نہ کیا۔ بلکہ بعد میں یہ طریق توسل اہل مدینہ میں جاری رہتا ہے حضرت صدیقہؓ کی علمی
قابلیت محتاج بیان نہیں۔ اگر وفات شریف کے بعد توسل ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام سکوت نہ
فرماتے۔ یہ جواز توسل پر اجماع سکوتی ہے۔

5۔ عہد فاروقی میں عام الرمادہ کا واقعہ ہے کہ حضرت بلال بن حارث صحابی اپنے اہل
خانہ کے اصرار پر ایک بکری ذبح کرتے ہیں۔ کھال اتارنے پر سرخ ہڈیاں نظر آئیں تو یوں پکارتے
ہیں۔ یا محمداہ

6۔ عہد فاروقی ہی میں ۱۵ھ میں مسلمانوں کا مقابلہ یوقنا حاکم حلب کے لشکر جرار سے
ہوتا ہے۔ حضرت کعب بن مرہؓ لشکر اسلام کے جانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور یوں پکار
رہے ہیں۔

یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل۔

(ترجمہ) یا محمد! یا محمد! اے نصرت الٰہی انزول فرما۔

اس لشکر اسلام میں کس قدر صحابہ شامل ہوں گے مگر کسی نے اس استغاثہ پر اعتراض
نہیں کیا۔

7۔ ۱۳ھ میں حضرت عمر فاروقؓ اپنا خط عبداللہ بن قرط صحابی کے ہاتھ حضرت عبیدہ
بن الجراح کے نام یرموک بھیجتے ہیں اور بوسیلہ حضور رسول اکرم ﷺ سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔
جاتے وقت حضرت عبداللہ روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں۔ وہاں آپ کی درخواست پر حضرت
عباس و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ شریف پر ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرتے ہیں۔

اللهم انا نتوسل بهذا النبي المصطفى والرسول المجتبى۔ (الخ)

(ترجمہ) یا اللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔ (الخ)

اس موقع پر حضرات حسنین و حضرت عائشہ صدیقہ بھی اس دعا میں شریک ہیں۔ اس
کے بعد حضرت علی حضرت عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ اب جائیے۔ اللہ تعالیٰ عمر و عباس و علی و

حسن و حسین وازواج رسول اللہ کی دعا کو رد نہ کرے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں۔

8۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سو گیا۔ آپ پکارتے ہیں۔ یا محمد ﷺ خوابیدگی دور ہو جاتی ہے۔

9۔ ایک شخص کسی حاجت کے لئے بار بار حضرت عثمان غنی کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے مگر حضرت خلیفہ توجہ نہیں فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف صحابی اس شخص کو وہ طریقہ توسل بتاتے ہیں جو خود حضور رسول اکرم ﷺ نے ایک نابینا کو بتایا تھا جس میں یہ الفاظ ہیں۔ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ہذہ فتقضی حاجتی۔ وہ شخص اس پر عمل کرتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔ یہی عمل آج تک دنیا میں جاری ہے۔

10۔ جو عامر (قبیلہ حضرت نافع جعدی) بصرہ میں کھیتوں میں اپنے مویشی چرا رہے تھے۔ حضرت عثمان غنی ابو موسیٰ اشعری کو ان کے طلب کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اپنی قوم کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ ان کو تازیانے لگاتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ صحابی اس تشدد کی فریاد آنحضرت ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں کرتے ہیں۔

فیاقبر النبی وصاحبیہ۔ الا یاغوثنا لو تسمعونا۔

(ترجمہ) پس اے قبر نبی ﷺ کی اور آپ کے دو صحابہ کی دیکھنا اے ہمارے فریادرس کاش آپ سنیں۔

میں نے یہ مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس واسطے دہرائی ہیں کہ مومنوں کے ایمان کو تازگی بخشتی ہیں۔ اس عشرہ کاملہ کے علاوہ قرآن کریم کی دو آیتوں سے توسل کی حقیقت کا ثبوت۔ خود حضور اکرم ﷺ کا انبیائے سابقین علیہم السلام سے توسل حضرات تابعین کا توسل بالنبی ﷺ اعرابی کا قصہ بروایت امام عتبی (متوفی ۲۲۸ھ) جسے علماء نے آداب زیارت میں شمار کیا ہے۔ پھر اس زمانے تک توسل کی اور چالیس مثالیں۔ یہ سب کچھ اس کتاب میں پہلے آچکا ہے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں۔

قارئین کرام! غور کا مقام ہے حضور رسول اکرم ﷺ ابتداء آفرینش سے تا قیامت واسطہ و وسیلہ و ذریعہ ہیں۔ چنانچہ خلق عالم میں آپ ہی واسطہ تھے۔ عالم ارواح میں انبیاء کرام کی روحوں نے جو علوم و معارف حاصل کئے وہ آپ ہی کے واسطے و ذریعہ سے کئے۔ اس عالم میں انبیاء

کرام کو جو مشکلات پیش آئیں اور جو انعامات انہیں ان پر ہوئے ان مشکلات کا حل اور انعامات کا حصول آپ ہی کے واسطے سے تھا۔ دنیا میں وجود عنصری کے ساتھ تشریف لا کر خالق و مخلوق میں واسطہ آپ ہی کی ذات اقدس تھی۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے۔ "دیتا خدا ہے بانٹتا میں ہوں۔" صحابہ کرام اقضاء حاجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ ہی کا واسطہ پیش کیا کرتے تھے۔ وفات شریف کے بعد بھی زمانہ صحابہ کرام سے آج تک ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے اور تا قیامت رہے گا۔ عرصات قیامت میں تمام امتوں کی مشکل کا حل آپ ہی کے واسطے سے ہوگا۔ اندریں حالات منکرین کا توسل بعد الوفات سے انکار نہایت حیرت انگیز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں حیات حقیقی دنیویہ زندہ ہیں۔ آپ کے تصرفات بدستور جاری ہیں۔ اسی واسطے آپ کی امت میں قطب و اوتاد و ابدال تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ آپ کی دنیوی زندگی میں جس اعلیٰ وصف کے سبب سے آپ سے توسل کیا جاتا تھا۔ وہ وفات شریف کے بعد بھی بدستور ثابت ہے کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اسی طرح وصف رحمۃ للعالمین بھی بعد الوفات آپ میں موجود ہے۔ کیونکہ آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ میری حیات اور میری ممات دونوں تمہارے واسطے بہتر ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بایں ہمہ آپ کی حیات و ممات میں فرق کرنا اور توسل بعد الوفات کا انکار کرنا یقیناً حرمان و شقاوت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ بجاہ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

۴۔ عرصات قیامت میں شفاعت و توسل

اس کتاب میں شفاعت کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ شفاعت کے جس قدر انواع ہیں وہ سب حضور سید المرسلین ﷺ کیلئے ثابت ہیں۔ جن میں سے بعض حضور ﷺ سے مختص ہیں اور بعض میں مشارکت ہے۔ قیامت میں سب سے پہلے جو باب شفاعت کھولیں گے وہ آنحضرت ﷺ ہوں گے۔ اس لئے حقیقت میں تمام شفاعتیں حضور ﷺ ہی کی طرف راجع ہیں اور حضور ﷺ ہی صاحب شفاعت علی الاطلاق ہیں۔ وہ انواع حسب ذیل ہیں۔

اول:۔ شفاعت عظمیٰ ہے جو تمام خلائق کو عام ہے اور حضور کو مختص ہے۔ میدان حشر میں طول وقوف کے سبب سے سب لوگ گھبرا جائیں گے اور بغرض شفاعت انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے۔ مگر سب کی طرف سے یہی جواب ملے گا کہ ہم اس کے اہل نہیں۔ آخر کار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں

گے۔ اور حضور انا لہا (میں اس کا اہل ہوں) فرماتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں [illegible]
نجات اور تعجیل حساب کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

دوم:۔ ایک جماعت کے حق میں بغیر حساب بہشت میں داخل ہونے کیلئے [illegible]
ہوگی۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی بے حساب [illegible]
گے۔ ان ستر ہزار کے ساتھ اور بہت سے بھی بے حساب جنت میں چلے جائیں گے۔ [illegible]
نزدیک یہ نوع بھی آنحضرت ﷺ سے مخصوص ہے۔

سوم:۔ وہ اقوام جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں۔ شفاعت سے جنت [illegible]
گے۔

چہارم:۔ جو لوگ دوزخ کے مستحق و مستوجب ہیں وہ حضور کی شفاعت سے [illegible]
میں چلے جائیں گے۔

پنجم:۔ ایک جماعت کے رفع درجات کیلئے حضور شفاعت فرمائیں گے۔

ششم:۔ گنہگار لوگ جو دوزخ میں ہوں گے وہ شفاعت سے نکل آئینگے۔ یہ شفاعت
تمام انبیاء و ملائکہ و شہداء میں مشترک ہے۔

ہفتم:۔ استفتاح جنت کیلئے شفاعت ہوگی۔

نہم:۔ خاص اہل مدینہ کیلئے ہوگی۔

دہم:۔ آنحضرت ﷺ کے روضہ شریف کے زائرین کے لئے ہوگی۔ (شعب
اللمعات جلد رابع ص ۴۰۴)

اب اخیر میں توکلی مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے روتا ہوا اور دربار رسالت مآب میں
یوں عرض کر رہا ہے۔

"یا رسول اللہ! قیامت میں اس مسکین عاجز بے نوا سراپا گناہ و محمد اور طبش توکلی کی

[illegible] فرما دیجئے گا۔"

هذا اخر الكلام فى سيرة خير الانام ۔ عليه الف الف تحية وسلام۔

رب تقبل منى هذه الهدية الطفيفة ۔ لجناب حبيبك الحبيب عليه الوف الصلوة والتحية ۔ وجعلها الى حصول رضاك ونيل شفاعته وسيلة اللهم اجعلنى من المتبعين لشريعته المتصفين بمحبته المهتدين بهديه وسيرته ۔ وتوفنى على ملته وبلته ولا تحرمنى فضل شفاعته ۔ واحشرنى فى اتباعه الغر المحجلين ۔ واشياعه السابقين واصحابى اليمين ۔ اللهم اغفرلى ولوالدى ولشيوخى ولسائر المؤمنين يوم يقوم الحساب ۔ برحمتك يا رحمن يا رحيم يا غفار يا وهاب ۔ هذا اخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمين ۔ والصلوة والسلام على سيدنا ومولانا محمد وعلى اله واصحابه وازواجه وذريته واولياء امته واتباعه اجمعين۔

تَمَّتْ بِالخَيْرِ ☆

حواشی

حوالہ جات (باب پہلا)

(۱) مصنف عبدالرزاق (متوفی ۲۱۱ھ) کے بروایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری۔ (۲) ترمذی شریف۔ (۳) اس آیت کا ترجمہ یوں ہے 'اور جب لیا اللہ نے اقرار پیغمبروں کا کہ البتہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب و حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس رسول سچا کرنے والا اس چیز کو کہ تمہارے ساتھ ہے البتہ تم ایمان لاؤ گے اس پر اور البتہ مدد دو گے اس کو۔ کہا خدا نے کیا اقرار کیا تم نے اور لیا اس پر عہد میرا۔ کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ فرمایا خدا نے تم گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ انتہی (آل عمران رکوع ۵)۔ (۴) بلکہ لایا ہے حق کو اور سچا کیا ہے پیغمبروں کو (صافات رکوع ۲)۔ (۵) وفاء الوفاء فی فضائل المصطفیٰ لابن الجوزی۔ (۶) خصائص کبریٰ للسیوطی بحوالہ حاکم و طبرانی۔ (۷) مجموعہ قصائد ص ۴۰۔

حوالہ جات (باب دوسرا)

(۱) قصی کے حالات کے لئے دیکھو سیرت ابن ہشام اور سیرت حلبیہ۔ (۲) رفادت حاجیوں کے کھانے پینے کا انتظام کرنا۔ سقایت حاجیوں کو آب زمزم پلانا۔ (۳) کامل ابن اثیر و سیرت حلبیہ۔ (۴) سلمیٰ ہاشمی سے پہلے احیحہ بن جلاح کے تحت میں تھی۔ جس سے عمرو بن احیحہ پیدا ہوا۔ (۵) یہ شہر مصر کی طرف اقصائے شام میں واقع ہے۔ مطلب نے رومان میں عبد شمس نے مکہ میں اور نوفل نے سلمات میں وفات پائی جو عراق سے مکہ کے راستے میں ایک قطعہ آب ہے۔ (۶) ان کے حالات کے لئے دیکھو سیرت ہشامیہ اور سیرت نبویہ للسید احمد زینی الشہیر بدحلان۔ (۷) استیعاب ابن عبدالبر۔ (۸) قول واقدی حارث کی ماں کا نام صفیہ بنت جندب ہے اور ابوی حارث کی سگی بہن ہے۔ (۹) صحیح بخاری کتاب النکاح باب وامھتکم التی ارضعنکم نیز زرقانی علی المواہب (جزاول ص ۳۸) چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ ان حکمرانوں کے نام یہ ہیں۔ نوشیرواں بن ہرمز بن نوشیرواں بن خسرو پرویز بن ہرمز بن شیرویہ بن خسرو پرویز بن اردشیر بن شیرویہ شہریار یا شہریراز کسریٰ بن شیرویہ (قول بعض بن پرویز) بکہ بوران بنت شیرویہ فیروز بخش ارزمید بنت بہمشیر شیرویہ' خرزاد خسرو بن اولاد پرویز بن ہرمز ابن مہر جنس از نسل اردشیر بن بابک فیروز بن مہران جنس یزد

بن شریار بن پرویز۔ (۱۰) مواہب وزرقانی۔ (۱۱) ابن سعد و ابو نعیم وغیرہ۔ (۱۲) ترمذی شریف۔ (۱۳) کیا راندہ قوم کتا تیرے قافلہ کو پناہ دے گا؟ دیکھو عقد الفرید لابن عبد ربہ۔ (۱۴) اور میں نے اٹھا کر اپنے پچاؤں کو دے رہا تھا۔ (۱۵) اعلام باعلام بیت اللہ الحرام للعلامۃ قطب الدین الحنفی ص ۱۴۔ (۱۶) شرعی گز ۲۴ انگل کا ہوتا ہے۔ (۱۷) (تفصیل اعلام باعلام بیت اللہ الحرام میں ہے۔ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حجر کو حطیم نہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ نام ایام جاہلیت میں دخیل ہوا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں وہاں باہم قسم کھایا کرتے تھے اور عقد حلف کی علامت یہ ہوا کرتی تھی کہ معاہدین اپنا جوتا یا چابک یا کمان حجر کی طرف پھینک دیا کرتے تھے۔ اس واسطے حجر کو حطیم کہا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

حوالہ جات (باب تیسرا)

(۱) یہ تاکہ ابو المنذر ہشام کلبی (متوفی ۲۰۴ھ) کی تصنیف کتاب الاصنام سے ماخوذ ہے جو مصر میں ۱۳۴۳ھ میں چھپ چکی ہے۔ (۲) طبقات الامم لابن صاعد الاندلسی مطبوعہ بیروت ۱۹۱۲ء ص ۴۳۔ (۳) معجم البلدان یاقوت حموی۔ تحت انواط۔ (۴) سیرت ابن ہشام۔ قصہ اصحاب الاخدود۔ (۵) مذہب واخلاق کی انسائیکلو پیڈیا۔ تحت عرب قدیم۔ (۶) حیوۃ الحیوان للدمیری (جزاول ص ۱۶۹) بحوالہ بصائر القدماء وسرائر الحکماء للشیخ ابی حیان التوحیدی المتوفی ۳۸۰ھ۔ (۷) کشف الظنون للقطب الشعرانی جزء ثانی ص ۵۶۔ (۸) شرح فقہ اکبر لعلی القاری۔ (۹) تفصیل کے لئے صحیح بخاری کتاب التفسیر دیکھو۔ (۱۰) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ شعراء۔ (۱۱) سیرت ابن ہشام۔ (۱۲) سیرت ابن ہشام۔ (۱۳) سیرت ابن ہشام۔ (۱۴) صحیح بخاری کتاب الاجارہ۔ باب طرح جیف المشرکین فی البئر۔ (۱۵) سیرت ابن ہشام۔ (۱۶) صحیح بخاری مناقب ابو بکر۔ (۱۷) مشکوٰۃ شریف بحوالہ شرح السنہ باب المصافحۃ والمعانقۃ۔ (۱۸) تفصیل کے لئے دیکھو صحیح بخاری باب ہجرت مدینہ۔ (۱۹) سیرت ابن ہشام۔ (۲۰) خصائص کبریٰ للسیوطی بحوالہ بیہقی و ابو نعیم۔ (۲۱) صحیح بخاری۔ باب نزول النبی ﷺ مکہ۔ (۲۲) سیرت ابن ہشام۔ (۲۳) سیرت ابن ہشام۔ (۲۴) سیرت ابن ہشام۔ (۲۵) یہ مقام موصل سے چھ دن کا راستہ ہے۔ اور موصل سے شام کو قافلہ کا راستہ ہے اس پر واقع ہے۔ (۲۶) خشبین دو پہاڑ ہیں۔ جن کے درمیان مکہ مشرفہ واقع ہے ان کے

نام یہ ہیں۔ ابو قبیس اور قعیقعان۔ (۲۷) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ (۲۸) اس بحث کے حالات سیرت ابن ہشام سے ماخوذ ہیں۔

حوالہ جات (باب چوتھا)

(۱) سیرت ابن ہشام۔ خبر دار الندوہ۔ (۲) قصہ ہجرت کے لئے دیکھو صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینہ (۳) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اونٹنیوں کو چار ماہ سے ببول کی پتیاں کھلا کھلا کر تیار کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ (۴) سیرت ابن ہشام۔ (۵) معجم البلدان لیاقوت الحموی۔ تحت حزورہ۔ (۶) مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکر۔ (۷) مشکوٰۃ شریف باب فی الہجرات فصل ثالث۔ (۸) صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ نیز باب مناقب المہاجرین وفضلہم۔ (۹) آپ کو اپنے پروردگار پر اعتماد تھا اس لئے آپ کو سراقہ کی کچھ پروا نہ تھی حضرت صدیق اکبر کو اپنا تو خیال نہ تھا مگر محبت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا بڑا خیال تھا۔ اس لئے از روئے شفقت پیچھے دیکھتے تھے کہ سراقہ کی طرف سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ (۱۰) صحیح بخاری۔ باب الہجرۃ الی المدینہ۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے سراقہ سے فرمایا کیف بک اذا لبست سواری کسری۔ (تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے دو کنگن پہنایا جائے گا) جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین وطائف سے واپس ہوئے تو جعرانہ میں سراقہ نے دو فرمان امن پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج وفا و احسان کا دن ہے۔ سراقہ آگے بڑھے اور ایمان لائے۔ جب عہد فاروقی میں ایران فتح ہوا۔ اور کسریٰ ہرمز کے کنگن حضرت فاروق کے ہاتھ آئے تو آپ نے قول رسول کریم ﷺ کی تصدیق و تحقیق کے لئے دو کنگن سراقہ کو پہنا دیئے اور فرمایا۔ الحمد للہ الذی سلبھا کسریٰ والبسھا سراقہ۔ (یعنی سب ستائش اللہ کو ہے جس نے کسریٰ جیسے شاہ عجم کے کنگن چھین کر سراقہ جیسے غریب بدوی کو پہنا دیئے۔ سراقہ نے ۲۴ھ میں بعہد حضرت عثمان غنی وفات پائی۔ (۱۱) مشکوٰۃ باب فی الہجرات فصل ثالث۔ (۱۲) استیعاب لابن عبد البر وفاء الوفا للسمہودی۔ (۱۳) اصابہ للحافظ ابن حجر۔ ترجمہ شموس بنت نعمان۔ نیز وفاء الوفاء۔ (۱۴) وفاء الوفاء جزاول ص ۱۸۱۔ (۱۵) زاد المعاد وفاء الوفاء۔ (۱۶) مرقات شرح مشکوٰۃ جزو خامس ص ۴۸۶ یعنی شرح صحیح بخاری۔ جزء ثانی ص ۶۱۳۔ (۱۷) مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی۔ (۱۸) جب آنحضرت ﷺ غزوہ دومۃ

الجدل کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کی غیر حاضری میں حضرت ام سلمہ نے اپنا حجرہ تعمیر کروا لیا۔ آپ نے واپسی پر دریافت فرمایا کہ یہ عمارت کیسی ہے؟ ام سلمہ نے جواب دیا رسول اللہ میں نے یہ اس لئے بنالیا کہ لوگوں کی نظر نہ پڑے آپ نے فرمایا۔ "ام سلمہ مسلمین کا مال کابرا مصرف عمارت ہے" وفاء الوفاء جزاول صفحہ ۳۲۷۔ (۱۹) الادب المفرد للبخاری ص ۸۸۔ (۲۰) اس ارتفاع میں بظاہر تین ہاتھ کی بنیاد محسوب ہے (واللہ اعلم بالصواب ۱۲)۔ (۲۱) مسجد و مکانات کی تفصیل کے لئے دیکھو صحیح بخاری اور وفاء الوفاء۔ (۲۲) معجم البلدان للحموی مدینہ یثرب۔ زیادہ تفصیل وفاء الوفاء میں ہے۔ (۲۳) صحیح بخاری کتاب باب الصلوۃ علی الدابۃ۔ (۲۴) استیعاب واصابہ ترجمہ سراج التمیمی۔ (۲۵) صحیح بخاری کتاب المناقب۔ باب اخاء النبی ﷺ بین المہاجرین والانصار۔ (۲۶) صحیح بخاری۔ ابواب الحرث والمزارعۃ۔ (۲۷) صحیح بخاری کتاب المناقب باب ویؤثرون علی انفسھم۔ (۲۸) زرقانی علی المواہب۔ غزوہ بنی نضیر حوالہ اکلیل حاکم نیشاپوری۔ نیز دیکھو فتوح البلدان بلاذری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۔ (۲۹) صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ باب ما اقطع النبی ﷺ من البحرین وما وعد من مال البحرین والجزیہ۔ یہ حدیث کتاب المناقب اور کتاب المساقات میں بھی وارد ہے۔ (۳۰) صحیح مسلم کتاب الجہاد باب المہاجرین الی الانصار منائحھم من التمر و الثمر حین استغنوا عنھا بالفتوح (۳۱) صحیح بخاری کتاب المغازی۔ باب ذکر النبی ﷺ ومن یقتل ببدر۔ (۳۲) ابواء ایک قریہ ہے جو جحفہ سے ۲۳ میل ہے یہاں آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر ہے۔ (۳۳) ابواء ایک بستی کا نام ہے جو ینبع سے ایک دن کی راہ۔ (۳۴) ذوالحشیر و مکہ مدینہ کے درمیان میں ینبع کے قریب واقع ہے۔ (۳۵) بدر ایک کنوئیں کا نام ہے بدر اور مدینہ منورہ کے درمیان سات برید (منازل) ہیں۔ (۳۶) یہ مقام مکہ وطائف کے درمیان مکہ سے ایک دن کی راہ ہے۔ (۳۷) عمرو بن عاص کا باپ عبداللہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا حرب بن امیہ کا حلیف تھا۔ یہ قریش کا رئیس تھا اور عثمان و نوفل حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا مغیرہ کے بیٹے تھے روسا قریش کے زمرہ میں شمار ہوتا تھا۔ (۳۸) طبقات ابن سعد و استیعاب واصابہ ترجمہ عمیر ابن وقاص۔ (۳۹) حدیث کعب بن مالک میں ہے انما خرج النبی ﷺ یرید عیر قریش حتی

جمع اللہ بینہ و بینھم علی غیر میعاد۔ (یعنی آنحضرت ﷺ صرف قافلہ قریش کے قصد سے نکلے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں فریق کو اچانک مقابل کر دیا) یہ حدیث صحیح بخاری مسلم میں ہے اور قرآن کریم کی آیت ذیل کی صحیح تفسیر ہے اور اگر آپس میں تم وعدہ کرتے تو تم پہنچتے وعدے پر۔ لیکن اللہ کو کر ڈالنا تھا ایک امر کا جو ہو چکا تھا۔ حدیث کعب کے علاوہ اور حدیثیں بھی ہیں۔ جو اسی مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ (۴۰) صحیح مسلم کتاب الجہاد۔ باب سقوط فرض الجہاد عن المعذورین۔ حدیث انس بن مالک۔ (۴۱) بدر سے ۳۶ میل ہے۔ (۴۲) بدر سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے۔ (۴۳) مقام روحاء تک حضرت مرثد کی جگہ حضرت ابولبابہ تھے۔ جب حضور اقدس ﷺ کی باری پیدل چلنے کی آتی تو حضرت علی و ابولبابہ عرض کرتے کہ آپ سوار ہو لیں ہم بجائے آپ کے پیدل چلتے ہیں مگر حضور فرماتے تم پیدل چلنے پر مجھ سے زیادہ قادر نہیں ہو اور نہ میں تمہاری نسبت اجر کا کم خواہاں ہوں طبقات ابن سعد۔ غزوہ بدر۔ (۴۴) سیرت ابن ہشام۔ (۴۵) صحیح بخاری باب ذکر النبی ﷺ ومن یقتل ببدر۔ (۴۶) سیرت ابن ہشام۔ (۴۷) قرآن مجید کی آیت ذیل میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور جس وقت سنوارنے لگا شیطان ان کی نظر میں ان کے کام اور بولا کوئی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن اور میں رفیق ہوں تمہارا۔ (۴۸) اونٹوں کے ٹھہرانے کی جگہ کو مناخ بولتے ہیں۔ (۴۹) طبقات ابن سعد غزوہ بدر۔ (۵۰) جحفہ مدینے کے راستے میں مکہ سے تین یا چار منزل ہے اور غدیر خم سے دو میل اور ساحل بحر سے قریباً تین منزل ہے۔ معجم البلدان لیاقوت الحموی۔ (۵۱) کامل ابن الاثیر غزوہ بدر۔ بدر مواسم عرب میں ایک موسم بھی تھا جہاں ہر سال ایک دفعہ میلا لگا کرتا تھا حضور اقدس ﷺ نے بدر پہنچنے کے لئے جو راستہ اختیار فرمایا تھا وہ روحاء میں سے تھا۔ روحاء اور مدینے کے درمیان چار دن کا رستہ ہے۔ پھر روحاء سے منصرف ایک برید۔ پھر ذات اجذال ایک برید پھر معاملات ایک برید پھر اثیل ایک برید اور اثیل سے بدر دو میل طبقات ابن سعد۔ (۵۲) قرآن کریم کی آیت ذیل میں اسی طرف اشارہ ہوا ہے اور مت ہو کہ جیسے نکلے وہ لوگ اپنے گھروں سے اتراتے اور لوگوں کو دکھاتے اور روکتے اللہ کی راہ سے۔ اور اللہ کے قابو میں ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اس کا اصل نام ابی تھا مگر جب وہ زہرہ کو لوٹا لے گیا تو کہا گیا خنس بہم (وہ ان کی واپس لے گیا) لہذا اس کو اخنس کہنے لگے (طبقات ابن سعد) اس کے اسلام میں

اختلاف ہے دیکھو اصابہ فی تمیز الصحابہ۔ (۵۳) طبقات ابن سعد۔ مگر ضرب الامثال للبدالی میں ہے کہ ابوسفیان کا یہ خطاب ہوز ہرہ سے تھا اور اسی نے لکھا ہے کہ یہ شخص سب سے پہلے ابوسفیان کی زبان سے نکلی تھی۔ جہل اصمعی اسے ایسے مقام پر لا جاتا ہے جہاں کسی شخص کی قدر سے تحقیر تصغیر منظور ہو۔ (۵۴) سورۃ الانفال رکوع اول میں ہے۔ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق الایہ۔ ۵ تا ۱۱۔ بعض نے پانچویں آیت میں وان فریقا من المومنین لکرھون کو حال حقیقی کہہ کر کہا ہے کہ مدینہ سے نکلے اور اس گروہ کے جی چرانے کا وقت ایک ہی تھا۔ اور ساتویں آیت واذ یعدکم اللہ کی رو سے دو فریق (کاروان تجارت و فوج قریش) میں سے ایک کا وعدہ بھی مدینہ ہی میں ہوا مگر یہ درست نہیں کیونکہ جملہ وان فریقا حال حقیقی نہیں بلکہ مقدرہ ہے جیسا کہ تمام کتب تفسیر میں مذکور ہے اور واذ یعدکم میں واؤ عاطفہ نہیں بلکہ استیناف ہے اور او ظرف ہے فعل مضمر اذکروا کا نہ کہ اخرجک کا اس میں شک نہیں کہ نویں آیت (اذ تستغیثون) میں اور گیارہویں آیت (اذ یغشیکم النعاس) میں اذ بدل ہے اذ یعدکم سے پس بنا بر تقریر بعض مذکور خروج من البیت وھم احدی الطائفتین استغاثہ مسلمین نیند کا طاری ہونا اور مینہ کا برسنا یہ سب مدینہ ہی میں ہونا چاہیے اور اس کی تفصیل کے لئے رسالہ غزوات النبی مولف خاکسار دیکھو۔ (۵۴) سیرت ابن ہشام۔ (۵۵) صحیح بخاری غزوہ بدر باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم الایہ۔ سیرت ابن ہشام میں حضرت مقداد کی تقریر میں یہ لکھی ہے۔ "قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہمارے ساتھ برک الغماد کا قصد کریں گے تو ہم تلوار چلائیں گے۔ یہاں تک کہ آپ وہاں پہنچ جائیں۔" بعض روایتوں میں یہی الفاظ حضرت سعد بن معاذ کی طرف منسوب ہیں۔ ممکن ہے دونوں نے ایسا ہی کہا ہو۔ جیسا کہ ابن الدبیثہ کا قول ہے۔ (معجم البلدان لیاقوت الحموی) برک الغماد مشرق سے پانچ دن کی راہ قضائے یمن میں حبشہ کے مقابل ایک شہر ہے۔ (۵۶) فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ تو جا اور تیرا رب دونوں لڑو ہم یہاں ہی بیٹھتے ہیں۔ (مائدہ ع ۴)۔ (۵۷) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۵۸) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۵۹) قرآن کریم میں ہے اور جب وعدہ کرتا ہے اللہ ایک کا دو جماعتوں میں سے کہ یہ واسطے تمہارے ہے اور تم دوست رکھتے ہو یہ کہ بن شوکت والا ہی ہووے واسطے تمہارے۔ اور اللہ چاہتا ہے کہ سچا کرے کلام

اپنے کلاموں سے اور کاٹے پیچھا کافروں کا۔ حضور اقدس کا مطلب یہ تھا کہ کاروان اور لشکر قریش میں سے ایک کا وعدہ ہو چکا ہے۔ اب قافلہ تو ہاتھ سے جاتا رہا۔ لہذا قریش گرفتار ہوں گے۔ (۶۰) قرآن کریم میں ہے جس وقت تم تھے درے کے ناکے پر اور وہ پرے کے ناکے پر اور قافلہ نیچے اتر گیا تم سے۔ یعنی مسلمان قریب کے میدان میں مدینے کی طرف کو اترے اور کفار پرلے ناکے پر مکہ کی طرف اترے اور قافلہ مسلمانوں سے نیچے کی طرف ساحل سمندر کے قریب تھا۔ (۶۱) سیرت ابن ہشام۔ مگر صحیح مسلم میں ایک غلام کا ذکر ہے بظاہر حدیث مسلم کے راوی نے ایک ہی کے ذکر پر اختصار کیا۔ واللہ اعلم قرآن مجید میں ہے۔ اور جس وقت ڈال دی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست اور محکم کر دے تمہارے دلوں پر اور ثابت کرے اس کے سبب تمہارے قدم۔ (۶۲) صواعق محرقہ لابن حجر المکی بحوالہ مسند بزار ص ۱۴۔ (۶۳) منتخب کنز العمال بروایت ابن عساکر۔ (۶۴) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر بروایت ابن اسحاق۔ (۶۵) طبقات ابن سعد غزوہ بدر۔ (۶۶) طبقات ابن سعد۔ غزوہ بدر۔ (۶۷) ابوجہل لعین کے حلقہ در پر ایک بدھی کا داغ تھا۔ جسے وہ زعفران لگا کر زرد رکھا کرتا تھا۔ سیرت ابن ہشام۔ (۶۸) در منثور للسیوطی بحوالہ دلائل بیہقی۔ جزء ثالث صفحہ ۱۶۷۔ (۶۹) قرآن مجید میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھایا تیرے خواب میں تھوڑے اگر وہ تجھ کو بہت دکھاتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے چالیا اس کو معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں۔ (۷۰) قرآن مجید میں ہے۔ اور جب تم کو دکھائی دی وہ فوج وقت ملاقات کے تمہاری آنکھوں میں تھوڑی۔ اور تم کو تھوڑا دکھایا ان کی آنکھوں میں تاکہ کر ڈالے اللہ ایک کام جو ہو چکا تھا اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی۔ (۷۱) صحیح مسلم۔ کتاب الجہاد۔ باب سقوط فرض الجہاد عن الذورین۔ (۷۲) ابن سعد نے اس قول کو ثبت کہا ہے مگر سنن ابی داؤد میں بروایت حضرت علی وارد ہے کہ حضرت عبیدہ اور ولید میں مقابلہ ہوا۔ اور حضرت علی کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ (۷۳) ان چہ (حضرت حمزہ' حضرت علی' حضرت عبیدہ بن حارث' عتبہ' شیبہ' ولید بن عتبہ) کے بارے میں سورہ حج کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ہذان خصمن اختصموا فی ربھم۔ (صحیح بخاری' تفسیر سورہ حج) (۷۴) اللھم انجز لی ما وعدتنی اللھم ان ما وعدتنی اللھم انک ان

تهلك هذا العصابة من اهل الاسلام لا تعبد فی الارض ۔ (صحیح مسلم باب الامداد بالملائکۃ فی غزوہ بدر واباحۃ الغنائم)۔ (۷۵) امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت صدیق اکبر کو حضور اقدس ﷺ کی نسبت اس حالت میں وعدہ الٰہی پر زیادہ اعتماد تھا کیونکہ یہ الفاظ ناجائز ہے۔ بلکہ حضور نے اپنے اصحاب پر شفقت اور ان کے دلوں کی تقویت کے لئے ایسا کیا۔ اس لئے کہ یہ دشمن کے ساتھ پہلا مقابلہ تھا۔ لہٰذا دعا میں الحاح فرمایا کہ ان کے دل کو تسکین حاصل ہو۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ حضور کا وسیلہ مقبول اور ان کی دعاء مستجاب ہے۔ پس حضرت صدیق اکبر کو قوت وطمانیت قلبی سے معلوم ہو گیا کہ حضور کی دعا قبول ہو گئی۔ تو انہوں نے عرض کی کہ اس پر کافی ہے۔ یعنی شرح بخاری۔ (۷۶) قرآن کریم میں ہے:۔ جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو کیا تم کو کفایت نہیں کہ تمہاری مدد کیجئے رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترے البتہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو تم۔ اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد کیجئے رب تمہارا پانچ ہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑوں پر۔ (۷۷) چنانچہ قرآن مجید میں ہے:۔ پس جب سامنے ہوئیں دو فوجیں اس پھر اپنی ایڑیوں پر۔ اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں۔ میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (۷۸) اسی کی نسبت قرآن مجید میں وارد ہے:۔ اور تو نے نہیں پھینکی تھی مٹھی خاک جس وقت پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔ (۷۹) چنانچہ قرآن کریم میں ہے:۔ الٰہی ہو چکا ہے تم کو ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں ایک فوج سے لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری منکر ہے دیکھتے تھے وہ کافر مسلمانوں کو اپنے دوبند صریح آنکھوں سے۔ اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا جس کو چاہے۔ اس میں عبرت ہے آنکھ والوں کے لئے۔ (۸۰) ہیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔ یعنی اے ہیزوم آگے بڑھ۔ (۸۱) ترجمہ۔ شکست کھائے گی جماعت اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر اسی اس آیت میں نبوت کا ایک نشان ہے کیونکہ مکہ مشرفہ میں نازل ہوئی۔ جس میں پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ کفار کو ہزیمت ہو گی۔ (۸۲) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۸۳) صحیح بخاری کتاب الوکالۃ۔ (۸۴) اس لعین کا مطلب یہ تھا کہ تو نے مجھے قتل کرنا ایسا ہے جیسا کہ ایک شخص کو اس کی قوم قتل کر دے پس اس میں نہ تمہیں کوئی فخر ہے اور نہ مجھے کوئی عار ہے۔ (۸۵) صحیح بخاری۔ کتاب المغازی باب قتل ابی جہل۔ (۸۶) اس سے صاف

ہوتی ثابت ہے اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو کتاب البر زرع مولفہ خاکسار دیکھو۔ (۸۷) غنیمت کے بارے میں مجاہدین میں جھگڑا ہوا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قل الانفال للہ والرسول الآیۃ۔ نازل فرمائی اور تقسیم کا معاملہ آنحضرت ﷺ کے سپرد کیا۔ پس حضور باقی ہو دامی نے برابر تقسیم فرمائی۔ (۸۸) سیرت ابن ہشام۔ (۸۹) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۹۰) صحیح بخاری کتاب الجنائز باب هل یخرج المیت من القبر واللحد لعلۃ۔ (۹۱) صحیح مسلم باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر واباحۃ الغنائم۔ (۹۲) اس پر یہ آیت نازل ہوئی:۔ نہ تھا لائق واسطے نبی کے یہ کہ ہوئیں واسطے اس کے بندیوں یہاں تک کہ خونریزی کرے پیچ زمین کے۔ ارادہ کرتے ہو اسباب دنیا کا اور اللہ ارادہ کرتا ہے آخرت کا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (۹۳) طبقات ابن سعد غزوہ بدر۔ (۹۴) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۹۵) کامل ابن اثیر غزوہ بدر۔ (۹۶) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "اے نبی کہہ دے ان کو جو تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ تمہارے دل میں کچھ نیکی تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھین گیا اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا۔ مہربان۔ (۹۷) کامل ابن اثیر غزوہ بدر۔ (۹۸) سیرت ابن ہشام غزوہ بدر۔ (۹۹) لعل اللہ اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ او فقد غفرت لکم۔ (صحیح بخاری۔ کتاب المغازی فضل من شهد بدرا)۔ (۱۰۰) صحیح بخاری باب شهود الملائکۃ بدر۔ (۱۰۱) سفرنامہ محمد بن جبیر اندلسی (اردو ترجمہ) مطبع احمدی ریاست رامپور صفحہ ۱۶۲۔ (۱۰۲) اس قتل کے سنہ وماہ میں یہ مختلف اقوال ہیں۔ رمضان ۶ھ وذوالحج ۵ھ وذوالحج ۴ھ جمادی الاخری ۳ھ رجب ۳ھ۔ (۱۰۳) احد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے قریباً تین میل پر ہے۔ (۱۰۴) طبقات ابن سعد بخاری شریف میں ہے کہ تلوار کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا جس کی تعبیر اصحاب کرام کی شکستگی وہزیمت تھی۔ (۱۰۵) طلحہ بن ابی طلحہ کو کبش الکتیبہ کہا کرتے تھے۔ (۱۰۶) صحیح بخاری کتاب الجهاد باب ما یکره من التنازع والاختلاف فی الحرب۔ (۱۰۷) یہ وہی حربہ ہے جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا۔ حضرت وحشی کہا کرتے تھے۔ قتلت فی کفری خیر الناس و فی اسلامی شر الناس۔ یعنی میں نے اپنی کفر کی حالت میں خیر الناس کو شہید کیا۔ اور مسلمان ہونے کی حالت میں شر الناس کو قتل کیا۔ (۱۰۸) مسیلمہ کذاب کو امیر المومنین اس لئے کہا کہ اس پر ایمان لانے والوں کے امور کا

مرجح وہی تھا۔اس سے تلقیب مقصود نہ تھی۔(۱۰۹) صحیح بخاری باب قتل حمزہ۔(۱۱۰) سیرت ابن ہشام۔(۱۱) سیرت ابن ہشام بروایت ابن اسحٰق۔(۱۱۲) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ عزوجل من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔(الایہ)۔(۱۱۳) سیرت ابن ہشام۔(۱۱۴) اصابہ ترجمہ ثابت بن دحداح۔(۱۱۵) ابن جوزی نے اور خطیب نے تاریخ میں محمد بن یوسف حافظ فریابی سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کا رباعیہ توڑا تھا اس کے گھر میں جو بچہ پیدا ہوتا اس کا رباعیہ نہ اگتا۔زرقانی علی المواہب جزء اول ص ۳۸۔(۱۱۶) سیرت ابن ہشام۔(۱۱۷) تفسیر درمنثور للسیوطی بحوالہ طبقات ابن سعد۔(۱۱۸) سیرت ابن ہشام۔(۱۱۹) اللہ کا غضب سخت ہے اس پر جس نے اس کے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کر دیا۔(سیرت ابن ہشام)۔(۱۲۰) صحیح بخاری غزوہ احد۔(۱۲۱) صحیح بخاری غزوہ احد۔(۱۲۲) استیعاب و مواہب۔(۱۲۳) وفاء الوفاء للسمہودی جز ثانی ص ۱۱۳۔(۱۲۴) صحیح بخاری غزوہ احد۔(۱۲۵) طبقات ابن سعد۔(۱۲۶) فارسی گور کیاہ ہندی گندھلین گندھیل۔(۱۲۷) بخاری غزوہ احد۔(۱۲۸) طبقات ابن سعد۔(۱۲۹) بخاری (باب مایکون من النیاحۃ علی المیت)۔(۱۳۰) زاد المعاد غزوہ احد۔(۱۳۱) طبقات ابن سعد۔(۱۳۲) استیعاب ابن عبدالبر۔(۱۳۳) بخاری۔ غزوہ احد۔(۱۳۴) سیرت ابن ہشام۔(۱۳۵) طبقات ابن سعد۔(۱۳۵) بخاری کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الشہید۔(۱۳۷) فرط آنکہ پیش قوم رود تا اسباب آخور را درست کند۔منتہی الارب۔(۱۳۸) صحیح بخاری مع قسطلانی باب حدیث بنی نضیر۔(۱۳۹) یہ موضع دمشق و مدینہ کے درمیان دمشق سے سات منزل پر ہے۔(۱۴۰) کفار کا بڑے زور شور سے مدینہ پر حملہ کرنا مخلصوں کا ثابت قدم رہنا اور منافقوں کے کلمات نفاق کا مرزد ہونا اور طوفان باد سے لشکر کفار کا برباد ہونا یہ سب کچھ سورۂ احزاب میں مذکور ہے۔(۱۴۱) قصہ اصحاب فیل کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فیل کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا تاکہ جان و مال کا نقصان اور بیت اللہ کی بے حرمتی نہ ہو اور اس کے حبیب پاک پر غلامی کا دھبہ نہ لگے اسی قسم کے امور کے لئے خدا تعالیٰ نے قصواء کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔(۱۴۲) حدیبیہ مکہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔(۱۴۳) بدیل مذکور فتح مکہ کے دن ایمان لایا۔قبیلہ خزاعہ نے زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے

دادا عبدالمطلب سے عہد موالات کیا تھا اسی کی رو سے بدیل کا اس موقع پر خدمت اقدس میں حاضر ہونا بغرض خیر خواہی تھا۔(۱۴۴) عربی میں امصصن بظر الام گالی ہے۔حضرت ابوبکر نے جائے ام کے لات کہہ دیا۔اس میں عروہ اور اس کے معبود کی تحقیر ہے۔وہ لات کو خدا کی بیٹی کہا کرتے تھے لہٰذا عروہ پر چوٹ ہے کہ لات اگر خدا کی بیٹی ہے تو اس کے لئے وہ چاہئے جو عورتوں میں ہے۔(۱۴۵) ایک دفعہ عروہ کو دیت دینی پڑی تھی اس میں حضرت ابوبکر نے عروہ کو مدد دی تھی یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔(۱۴۶) مغیرہ اور ثقیف کے تیرہ آدمی تحائف لے کر مقوقس والی مصر کے ہاں گئے تھے جو انعام علاوہ تیرہ نے لے لیا اور مغیرہ کو کچھ نہ دیا۔واپسی پر رستے میں وہ تیرہ شراب پی کر سو گئے۔مغیرہ نے سب کو قتل کر دیا۔اور مال لے کر مدینہ میں حاضر ہوا اور اسلام لایا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا اسلام ہم قبول کرتے ہیں مگر مال میں دخل نہیں دیتے۔اس پر فریقین میں لڑائی ہو۔عروہ نے دیت دے کر ثقیف سے صلح کر لی۔(۱۴۷) رسول اللہ ﷺ نے سہیل سے جو موافقت کی اس میں بڑی مصلحت تھی جو صحابہ کرام کو اس وقت معلوم نہ ہوئی۔یہ حقیقت میں بڑی فتح تھی۔یہی سہیل حجۃ الوداع میں حاضر ہے۔حضور انور قربانی دینے کے بعد اپنا سر مبارک منڈا رہے ہیں اور سہیل آپ کے بال مبارک لے کر اپنی آنکھوں پر رکھ رہا ہے علاوہ ازیں باسمک اللھم اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔کے ایک ہی معنی ہیں۔(۱۴۸) اس شرط میں بھی موافقت باعث مصلحت تھی۔اور وہ اس صلح کے ثمرات و فوائد تھے اس سے کفار کو رسول اللہ ﷺ کے حالات سننے اور دیکھنے کا موقع مل گیا اور وہ اسلام کی طرف مائل ہو گئے چنانچہ حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان کچھ لوگ اسلام لائے۔مگر فتح مکہ کے بعد گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہوئے۔(۱۴۹) حالات مذکورہ کے لئے دیکھو زرقانی علی المواہب۔(۱۵۰) یہ شہر اقصائے شام میں مصر کی طرف واقع ہے۔(۱۵۱) صحیح بخاری کتاب العلم و کتاب الجہاد۔(۱۵۲) اصابہ ترجمہ جد جبیرہ۔(۱۵۶) ہدیۃ الجہادی لابن قیم مواہب لدنیہ۔(۱۵۷) جب حضرت ابو موسیٰ اشعری کو رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کی خبر پہنچی تو وہ اور ان کے دو بھائی اور ان کی قوم کے باون یا ترپن آدمی یمن سے ہجرت کر کے ایک کشتی میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔مگر باد مخالف کے سبب سے امن کی کشتی ساحل حبشہ پر جا لگی۔اس لئے وہ حبشہ میں حضرت جعفر طیار کے ساتھ ٹھہرے ہوئے

تھے۔ اس سفر میں وہ بھی حضرت جعفر کے ساتھ مدینہ چلے آئے۔ (۱۵۸) ہدیۃ الباری ابن القیم (۱۵۹) تفصیل کے لئے دیکھو ہدایۃ الباری اور مواہب لدنیہ۔ (۱۶۰) ذو قرد ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان مدینہ سے ایک دن (قول بعض دو دن) کی مسافت پر ہے۔ (۱۶۱) خیبر مدینہ سے شام کی طرف ۹۶ میل کے فاصلہ پر ہے اس بڑی بستی میں سات قلعے اور کھیت و باغات کثرت تھے۔ قلعوں کے نام یہ ہیں ناعم۔ قموص۔ شق۔ نطاۃ۔ سلالم۔ وطیح۔ کتیبہ۔ معجم البلدان۔ (۱۶۲) صحیح بخاری غزوہ خیبر۔ (۱۶۳) فتوح البلدان بلاذری ذکر خیبر۔ (۱۶۴) بلاذری ذکر فدک۔ (۱۶۵) مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات فصل ثانی۔ (۱۶۶) یہ مقام شام و وادی القریٰ کے درمیان واقع ہے۔ موتہ اور مشارف دیہات بلقاء میں سے ہیں شہر معان بلقاء کے نواح میں ہے۔ (۱۶۷) زرقانی علی المواہب حوالہ مغازی ابن عائذ بروایت ابن عمر۔ (۱۶۸) تم کرو جو چاہو البتہ میں نے تم کو معاف کر دیا۔ صحیح بخاری باب غزوۃ الفتح وما بعث حاطب بن ابی بلتعہ الی اہل مکہ۔ (۱۶۹) یہ مقام مکہ شریف سے چار منزل ہے۔ (۱۷۰) حضرت عثمان نے یہ معجزہ دیکھ کر تجدید شہادت کی ورنہ یہ معلوم ہے کہ آپ سال فتح سے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ (۱۷۱) طبقات ابن سعد (متوفی ۲۳۰ھ)۔ (۱۷۲) سیرت ابن ہشام۔ (۱۷۳) لائف آف محمد مولفہ سر ولیم میور صاحب۔ (۱۷۴) صحیح بخاری و سیرت ابن ہشام۔ (۱۷۵) ایک وادی کا نام ہے جو مکہ سے طائف کی طرف قریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ (۱۷۶) صحیح بخاری باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم الایۃ۔ (۱۷۷) جعرانہ یا جعرانہ مکہ و طائف کے درمیان مکہ سے ایک برید (۱۲ میل) ہے۔ (۱۷۸) طائف ایک بڑا شہر ہے جو مکہ سے دو یا تین منزل مشرق کی طرف واقع ہے۔ (۱۷۹) منجنیق ایک قسم کا بڑا گوپھیا تھا جس میں بڑے بڑے پتھر رکھ کر دیوار قلعہ پر پھینکا کرتے تھے تاکہ دیوار ٹوٹ جائے۔ (۱۸۰) دبابہ ایک آلہ جنگ تھا جو چمڑے اور لکڑی سے بنایا جاتا تھا اس کی اوٹ میں دشمن کے قلعہ کی طرف جاتے تاکہ دیوار میں نقب لگائیں۔ (۱۸۱) ان حالات کے لئے صحیح بخاری دیکھو۔ (۱۸۲) سیرت حلبیہ و اصابہ۔ (۱۸۳) اصابہ۔ ترجمہ ابو ثروان۔ (۱۸۴) صحیح بخاری۔ غزوہ حنین۔ (۱۸۵) یہ شہر مدینہ و دمشق کے قریباً وسط میں ہے۔ (۱۸۶) صحیح بخاری باب کتاب الانبیاء۔ (۱۸۷) صحیح بخاری کتاب المغازی باب نزول النبی ﷺ الحجر۔ (۱۸۸) زرقانی علی

المواہب حوالہ ابن اسحاق و واقدی وغیرہ غزوہ تبوک۔ (۱۸۹) یہ شہر حیرہ قلزم کے کنارے پر شام سے ملحق واقع ہے۔ وہ یہود جن پر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کا شکار سبت کے دن حرام کر دیا تھا اسی شہر میں رہا کرتے تھے۔ (۱۹۰) تفسیر درمنثور اور وفاء الوفاء۔

حوالہ جات (باب پانچواں)

(۱) وفاء الوفاء۔ جزء اول ص ۲۲۶۔ (۲) مشکوٰۃ شریف حوالہ صحیحین۔ باب وفات النبی ﷺ۔ (۳) مشکوٰۃ شریف۔ باب الانفاق و کراہیۃ الامساک۔ (۴) ابن ماجہ۔ ابواب الوصایا۔ (۵) حیوۃ الحیوان للعلامہ کمال الدین الدمیری الشافعی المتوفی ۸۰۸ھ جزو اول ص ۴۲۔ (۶) مواہب لدنیہ۔ کتاب شمائل النبویہ۔ (۷) مشکوٰۃ شریف باب فضل الصدقہ۔ (۸) صحیح بخاری۔ باب صفۃ النبی ﷺ۔ (۹) یہ حضور کے ربیب تھے۔ کیونکہ خدیجۃ الکبریٰ حضور سے پہلے ابو ہالہ کے نکاح میں تھیں جس سے ہند نامی لڑکا پیدا ہوئے یہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور ۳۶ھ میں یوم جمل میں حضرت علی کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ (۱۰) شمائل ترمذی۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ (۱۱) حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں۔ یعنی چادر اور شلوار۔ (۱۲) دیکھو شمائل ترمذی۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ (۱۳) حمیراء لقب ام المومنین حضرت عائشہؓ۔ گویند کہ حمرہ معنی سفیدی نیز آمدہ و ایشاں را حمیراء گویند ایشان سفید رنگ بودند۔ کذا فی المنتخب۔ (۱۴) خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۸۰۔ (۱۶) یعنی نہ چھوٹی اور نہ اتنی بڑی کہ باہر نکلی ہوئی معلوم ہوں۔ (۱۷) دلائل حافظ ابی نعیم۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف انتظامیہ حیدر آباد دکن ص ۵۴ ابو نعیم کے علاوہ ابن سعد اور ابن عساکر نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ (خصائص کبریٰ۔ جزء اول ص ۹۱) (۱۸) ترجمہ۔ یعنی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ (۱۹) زرقانی علی المواہب۔ جزء رابع ص ۸۲۔ (۲۰) خصائص کبریٰ جزء اول ص ۷۱۔ (۲۱) صحیح بخاری۔ باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوٰۃ و ذکر القبلۃ۔ (۲۲) ترجمہ۔ جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اٹھتا ہے۔ اور تیرا پھرنا سجدہ گزاروں میں۔ اس آیت کے تحت میں تفسیر خازن میں لکھا ہے۔ وقیل معناہ یری تقلب بصرک فی المصلین خاشعا وسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبصر من خلفہ کما یبصر من قدامہ۔ (انتہی) (۲۳) اس حدیث مرسل کو امام حمیدی (متوفی ۴۰۹ھ) نے اپنی مسند میں اور ابن منذر (متوفی ۳۱۸ھ) نے اپنی تفسیر میں او

نے روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ۔ جزء اول۔ ص ۲۵۲ اور خصائص کبریٰ جزء اول ص ۶۱۔ (۲۴) مشکوٰۃ حوالہ صحیحین۔ باب وفات النبی ﷺ۔ (۲۵) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ (۲۶) زرقانی علی المواہب جزء رابع۔ ص ۹۱۔ (۲۷) خصائص کبریٰ حوالہ ترمذی و ابن ماجہ و ابی نعیم۔ جزء اول ص ۶۵۔ (۲۸) مشکوٰۃ شریف حوالہ صحیح مسلم۔ کتاب فضائل القرآن۔ (۲۹) خصائص کبریٰ۔ جزء اول ص ۷۴۔ (۳۰) جب کسی شخص کو نماز میں جمائی آئے۔ تو وہ صرف ذہن میں استاذ کرلے کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی جمائی نہیں آئی تھی اس کے بعد نہ آئے گی۔ (۳۱) اصابہ۔ ترجمہ عمیرؓ بنت مسعود۔ (۳۲) دیکھو صحیح بخاری۔ باب غزوہ خیبر۔ (۳۳) حضرت مدیک بن عمرو اسلامائی۔ اور حضرت جرھد کا قصہ معجزات میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (۳۴) خصائص کبریٰ للسیوطی۔ جزء اول ص ۶۲۔ (۳۵) استیعاب و اصابہ اور خصائص کبریٰ حوالہ بیہقی و حاکم۔ (۳۶) زاد المعاد۔ غزوہ بدر۔ (۳۷) اصابہ۔ ترجمہ عمرو بن معاذ انصاری۔ (۳۸) اصابہ۔ ترجمہ ابو قتادہ انصاری۔ (۳۹) خصائص کبریٰ بروایت ابو نعیم جزء اول ص ۹۱۔ (۴۰) استیعاب و اصابہ اور خصائص کبریٰ حوالہ بیہقی و حاکم۔ (۴۱) شمائل ترمذی۔ باب کیف کان کلام رسول اللہ ﷺ۔ (۴۲) استیعاب لابن عبدالبر۔ فصل سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کا کلام مبین و ظاہر ہوتا تھا۔ جیسا کہ روایت حضرت عائشہؓ میں وارد ہے۔ (۴۳) نسیم الریاض جلد اول صفحہ ۳۹۷۔ (۴۴) زرقانی علی المواہب حوالہ ترمذی۔ جزء رابع ص ۱۷۸۔ (۴۵) دیکھو مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ۔ (۴۶) خصائص کبریٰ للسیوطی بروایت ابن سعد و ابی نعیم وغیرہ۔ (۴۷) ترمذی۔ باب ماجاء فی بدء نبوۃ النبی ﷺ۔ (۴۸) صحیح بخاری باب صفۃ النبی ﷺ۔ (۴۹) صحیح مسلم۔ باب طیب ریحہ ﷺ ولینہ۔ (۵۰) دیکھو مواہب لدنیہ۔ (۵۱) قرآن کریم میں ہے (وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی) ترجمہ:۔ "اور نہیں پھینکا۔ تو جس وقت کو پھینکا تو نے لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا تھا۔" (۵۲) خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۷۵۔ (۵۳) دلائل حافظ ابو نعیم جزء ثانی ص ۱۸۸۔ (۵۴) قرآن مجید میں ہے۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ (ترجمہ) نزدیک آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔ (۵۵) صحیح بخاری۔ باب علامات النبوت فی الاسلام۔ (۵۶) امثلہ مذکورہ بالا میں سے نمبر ۲۱، ۲۲ معجم صغیر۔ طبرانی میں سے ہیں۔ اور نمبر ۲۳، ۲۸، ۲۹ خصائص کبریٰ

للسیوطی اور باقی تمام اصابہ للعسقلانی میں سے ہیں۔ (۵۷) تور پیالہ کی شکل کا ایک برتن ہوتا ہے۔ (۵۸) مشکوٰۃ حوالہ صحیحین باب فی المعجزات۔ (۵۹) ایک روایت ترمذی میں ہے کہ وہ حضرت عمر فاروق تھے (شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ)۔ (۶۰) استیعاب لابن عبدالبر وغیرہ۔ (۶۱) تنام عینی ولا ینام قلبی۔ صحیح بخاری۔ (۶۲) خصائص کبریٰ حوالہ ابن سعد و طبرانی۔ جزء اول ص ۷۳۔ (۶۳) تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ حلیۃ النبی و مولفہ خاکسار۔ (۶۴) خصائص کبریٰ حوالہ احمد و بیہقی۔ جزء اول ص ۷۳۔ (الف) مدارج النبوۃ مطبوعہ نولکشور۔ جلد اول ص ۶۵ (ب) اس طرح کی رفتار ممدوح و مستحسن ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ۔ اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ۔ کہیں صاحب سلامت (ج) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی مشیہ ﷺ۔ (د) حضور اپنے اصحاب کے مرطی و نگہبان تھے۔ اس لئے ان کے حالات کے ملاحظہ کے لئے آپ پیچھے ہو جاتے تاکہ حسب حال ان کی تربیت و تادیب و تکمیل فرمائیں۔ یا آپ کا یہ فعل تواضع پر مبنی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ر) بقول حافظ ابو نعیم فرشتے آپ کی نگہبانی کرتے تھے۔ یہ امر کسی طرح واللہ یعصمک من الناس الایۃ۔ (اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا) کے منافی نہیں۔ کیونکہ اگر یہ حالت اس آیت کے نزول سے پہلے تھی۔ (۶۵) خصائص کبریٰ و شرح ہمزیہ لابن حجر ہیتمی۔ (۶۶) مواہب لدنیہ حوالہ عبداللہ ابن الامام احمد وغیرہ۔ (۶۷) آپ کا رتفاع معنوی دیکھنے والوں کے مثل ہو جاتا۔ اور آپ ان سب کو بلند نظر آتے (دیکھو زرقانی علی المواہب۔ جزء رابع۔ ص ۱۹۹)۔ (۶۸) خصائص کبریٰ جزء اول ص ۶۸۔ (۶۹) زرقانی علی المواہب۔ جزء رابع ص ۲۲۰۔ (۷۰) زرقانی علی المواہب جزء رابع ص ۲۲۳۔ (۷۱) عبیر ایک خوشبو ہے۔ جو صندل و گلاب و مشک سے بناتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ایک خوشبو ہے جس میں زعفران ملا ہوتا ہے۔ (۷۲) صحیح بخاری کتاب الصیام۔ باب مایذکر من صوم النبی ﷺ وافطارہ۔ (۷۳) یہ ایک حدیث کا مضمون ہے جسے ابو یعلیٰ اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ۔ (۷۴) صحیح مسلم۔ باب طیب عرق ﷺ۔ (۷۵) صحیح مسلم باب طیب عرقہ ﷺ واشترک ہے۔ (۷۶) اس کو بزار اور ابو یعلیٰ نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ۔ (۷۷) دیکھو وفاء الوفاء باخبار

دار المصطفیٰ الشیخ الاسلام السمہودیؒ۔ جزء اول ص ۱۲۔ (۷۸) خصائص کبریٰ جزء اول ص ۶۸۔ (۷۹) نظر رہیں کہ حضور ﷺ کی آنکھیں قدرتی طور پر سرمگیں تھیں اور بدن مبارک سے خوشبو آیا کرتی تھی۔ آپ کو سرمہ یا خوشبو کے استعمال کی حاجت نہ تھی۔ مگر ہاں ہو۔ آپ کا سرمہ اور خوشبو کا استعمال کرنا غرض تعلیم امت ہوگا۔ فافہم۔ (۸۰) مشکوٰۃ المصابیح۔ باب الترجیل۔ (۸۱) لباس کے متعلق دیکھو مشکوٰۃ شریف۔ کتاب اللباس۔ (۸۲) اخبار الاخیار مجتبائی۔ حاشیہ ص ۱۵۵۔

حوالہ جات (باب چھٹا)

(۱) صحیح مسلم۔ باب صلوٰۃ اللیل۔ (۲) مصیبت و ایذا کے وقت اپنے آپ کو روکنا اور متاثر نہ ہونا صبر کہلاتا ہے۔ اپنی طبیعت کو غصہ سے ضبط کرنے کا نام حلم ہے۔ خطا پر مواخذہ نہ کرنے کو عفو کہتے ہیں۔ (۳) صحیح بخاری باب صفۃ النبی ﷺ۔ (۴) مشکوٰۃ حوالہ شیخین۔ باب البعث و بدء الوحی۔ (۵) صحیح بخاری۔ باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ من المشرکین بمکۃ۔ (۶) استیعاب لابن عبد البر۔ ترجمہ قتیلہ بنت نضر۔ (۷) سیرت ابن ہشام۔ (۸) اصابہ حوالہ واقدی۔ ترجمہ وعمرو بن حارث غطفانی۔ (۹) مواہب لدنیہ و شفا شریف۔ (۱۰) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد و کتاب المغازی۔ (۱۱) صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر۔ سورہ اذا جاءک المنافقون۔ (۱۲) صحیح بخاری کتاب الجنائز باب۔ (۱۳) ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ باب فی الجاسوس الذمی اصابہ ترجمہ ابن حیان۔ (۱۴) صحیح بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب وفد بنی حنیفہ۔ (۱۵) مشکوٰۃ حوالہ صحیح مسلم۔ کتاب الجہاد۔ باب حکم الاسراء۔ (۱۶) مکہ مشرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے۔ جہاں سے عمرہ جاتے ہیں۔ (۱۷) وفاء الوفاء جزء اول ص ۲۲۵۔ جزء ثانی ص ۲۵۲۔ (۱۸) صحیح بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب اسماء النبی ﷺ۔ (۲۱) صحیح بخاری۔ باب ذکر ہند بنت عتبہ۔ (۲۲) اصابہ۔ سیرت حلبیہ۔ (۲۳) سیرت حلبیہ۔ (۲۴) صحیح بخاری۔ باب غزوۃ الطائف۔ (۲۵) اصابہ۔ ترجمہ ہبار بن اسود۔ (۲۶) اصابہ وغیرہ۔ (۲۷) صحیح بخاری۔ باب قتل حمزہ۔ (۲۸) فاحش کے معنی ہیں کلام میں بالطبع فحش کرنے والا۔ اور متفحش کے معنی تکلف فحش کرنے والا ہیں۔ (۲۹) شمائل ترمذی۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ (۳۰) صحیح بخاری۔ باب الادب۔ باب قول النبی ﷺ۔ یسروا ولا تعسروا۔ (۳۱) صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب التبسم والضحک۔ (۳۲)

ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی التجاوز۔ (۳۳) دلائل النبوت للحافظ ابی نعیم۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔ (۳۴) صحیح مسلم۔ کتاب صلوٰۃ الاستسقاء۔ (۳۵) مشکوٰۃ حوالہ مسلم۔ کتاب الامارۃ والقضاء۔ (۳۶) صحیح مسلم۔ باب فضل الجہاد۔ (۳۷) صحیح مسلم۔ باب دعاء النبی ﷺ لامتہ وبکاءہ شفقۃ علیہم۔ (۳۸) صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض۔ باب الصلوٰۃ عن من ترک الدین۔ (۳۹) صحیح بخاری۔ کتاب الجمعہ۔ باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد۔ (۴۰) صحیح بخاری۔ باب قول النبی ﷺ یسروا ولا تعسروا۔ (۴۱) صحیح مسلم۔ باب شفقۃ النبی ﷺ علی امتہ۔ (۴۲) مشکوٰۃ حوالہ صحیح مسلم۔ باب فی اخلاقہ و شمائلہ ﷺ۔ (۴۳) صحیح بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب قصہ دوس۔ (۴۴) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب مناقب قریش وذکر القبائل۔ (۴۵) صحیح بخاری تفسیر سورہ دخان۔ (۴۶) صحیح بخاری۔ باب وفد بنی حنیفہ۔ (۴۷) سیرت ابن ہشام۔ امر ثمامہ بن آثال الحنفی و اسلامہ۔ (۴۸) بخاری۔ باب الہدیۃ للمشرکین۔ (۴۹) میلسن کی انسائیکلوپیڈیا۔ تحت لفظ Women (۵۰) صحیح بخاری۔ کتاب النکاح۔ باب الغیرۃ۔ (۵۱) صحیح مسلم۔ باب جواز ارداف الاجنبیۃ اذا عیت فی الطریق۔ (۵۲) مشکوٰۃ باب قصہ حجۃ الوداع۔ (۵۳) بخاری۔ کتاب العلم۔ باب ہل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم۔ (۵۴) مشکوٰۃ حوالہ صحیح بخاری۔ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق۔ (۵۵) مشکوٰۃ حوالہ احمد و ترمذی۔ باب الشفقۃ۔ (۵۶) مشکوٰۃ حوالہ احمد باب الشفقۃ۔ (۵۷) طبقات ابن سعد جزء ثانی ص ۱۔ (۵۸) مشکوٰۃ حوالہ شیخین۔ (باب الشفقۃ۔ (۵۹) ترمذی۔ ابواب البر۔ (۶۰) صحیح بخاری۔ کتاب الوضو۔ باب بول الصبیان۔ (۶۱) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب رحمۃ الولد وتقبیلہ۔ (۶۲) صحیح مسلم۔ حبیب ربہ ﷺ۔ (۶۳) صحیح بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ باب التسلیم علی الصبیان۔ (۶۴) مشکوٰۃ حوالہ مسلم۔ باب آداب السفر۔ (۶۵) صحیح بخاری۔ باب الرجل علی الدابۃ۔ (۶۶) ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ باب من قال لہ یا کل مما سقط۔ (۶۷) صحیح مسلم۔ باب فضل المدینۃ۔ (۶۸) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب رحمۃ الولد وتقبیلہ۔ (۶۹) صحیح بخاری۔ کتاب الادب باب من ترک صبیۃ غیرہ حتی تتلعب بہ۔ (۷۰) صحیح بخاری کتاب اللباس۔ باب ما یدعی لمن لبس ثوبا جدیدا۔ (۷۱) مسند دارمی۔ صفحہ اول۔ (۷۲) تنزل وزوال دولت اکبری۔ جلد اول۔ باب ۱۲۔ (۷۳) مشکوٰۃ کتاب العتق۔ (۷۴) مشکوٰۃ

حوالہ احمد وابوداؤد۔ باب العتاقات وحق المملوک۔ (۷۵) مشکوٰۃ حوالہ مسلم۔ باب العتاقات وحق المملوک۔ (۷۶) دیکھو ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی حق المملوک۔ (۷۷) دیکھو ابوداؤد۔ کتاب الادب باب فی حق المملوک۔ (۷۸) تیسیر الوصول الی جامع الاصول حوالہ ابوداؤد۔ (۷۹) تیسیر الوصول الی جامع الاصول حوالہ ابوداؤد۔ (۸۰) مشکوٰۃ حوالہ ابوداؤد۔ باب العتاقات وحق المملوک۔ (۸۱) مشکوٰۃ حوالہ مسلم کتاب الصید والذبائح۔ (۸۲) مشکوٰۃ حوالہ ابوداؤد۔ باب آداب السفر۔ (۸۳) صحیح مسلم۔ باب مراعات طیۃ الدواب فی السیر۔ (۸۴) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی وابوداؤد۔ کتاب الصید والذبائح۔ (۸۵) تیسیر الوصول۔ حوالہ بخاری ومسلم۔ (۸۶) تیسیر الوصول۔ حوالہ مالک وبخاری ومسلم وابوداؤد۔ (۸۷) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی وابوداؤد۔ باب ذکر الکلب۔ (۸۸) مشکوٰۃ حوالہ بخاری ومسلم۔ کتاب الصید والذبائح۔ (۸۹) مشکوٰۃ۔ حوالہ صحیحین کتاب الصید والذبائح۔ (۹۰) مرقات۔ حوالہ احمد وشیخین ونسائی۔ کتاب الصید والذبائح۔ (۹۱) مشکوٰۃ۔ حوالہ ابوداؤد۔ باب قتل اہل الردۃ۔ (۹۲) مرقات۔ حوالہ مسند بزار۔ جزء رابع ص ۲۳۶۔ (۹۳) مشکوٰۃ حوالہ ابوداؤد۔ (۹۴) مشکوٰۃ۔ حوالہ شرح السنۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ۔ (۹۵) مشکوٰۃ کتاب الادب۔ باب القیام۔ (۹۶) صحیح بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ باب اذ قال موسیٰ لقومہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ۔ (الآیۃ)۔ (۹۷) مشکوٰۃ حوالہ مسلم۔ باب المفاخرۃ والعصبیۃ۔ (۹۸) مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الادب۔ باب المفاخرۃ والعصبیۃ۔ (۹۹) دیکھو سیرۃ ابن ہشام امر عدی ابن حاتم۔ (۱۰۰) مشکوٰۃ باب المفاخرۃ والعصبیۃ۔ (۱۰۲) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب حسن الخلق والسخاء۔ (۱۰۳) مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ۔ (۱۰۴) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب الکبر۔ (۱۰۵) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ۔ (۱۰۶) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ (اس کی قیمت چار درہم تھی)۔ (۱۰۷) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب الردف علی الحمار۔ (۱۰۸) سیرت ابن ہشام۔ (۱۰۹) طبقات ابن سعد۔ غزوہ بدر۔ مشکوٰۃ حوالہ شرح السنۃ۔ باب آداب السفر۔ (۱۱۰) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ۔ (۱۱۱) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب لم یکن النبی ﷺ فی شاوالا مشاء۔ (۱۱۲) صحیح بخاری۔ باب لم یکن النبی ﷺ فی شاوالا مستہ حشا۔ (۱۱۳) مواہب لدنیہ حوالہ سیر

محب طبری۔ (۱۱۴) ابن ماجہ۔ باب القدید۔ (۱۱۵) مواہب لدنیہ۔ (۱۱۶) ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان۔ (۱۱۷) مشکوٰۃ۔ حوالہ صحیحین۔ کتاب الاداب۔ باب المزاح۔ (۱۱۸) دیکھو مشکوٰۃ۔ باب المزاح اور شمائل ترمذی باب ماجاء فی مزاح رسول اللہ ﷺ۔ (۱۱۹) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی مزاح رسول اللہ ﷺ۔ (۱۲۰) صحیح بخاری۔ کتاب العلم۔ باب متی یصح سماع الصغیر۔ (۱۲۱) استیعاب لابن عبدالبر۔ ترجمہ زینب بنت ابی سلمہ۔ (۱۲۲) صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب حسن الخلق والسخاء۔ (۱۲۳) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ (۱۲۴) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب ما قطع النبی ﷺ من البحرین۔ (۱۲۵) بخاری۔ باب غزوۃ الطائف۔ (۱۲۶) مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ۔ فصل اول۔ (۱۲۷) جامع ترمذی۔ باب ماجاء اعطاء المؤلفۃ قلوبہم۔ (۱۲۸) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب الشجاعۃ فی الحرب والجبن۔ (۱۲۹) صحیح بخاری۔ کتاب الاستقراض باب اداء الدیون۔ (۱۳۰) صحیح بخاری۔ کتاب التہجد۔ باب ینفخ الرجل الشیئ فی الصلوٰۃ۔ (۱۳۱) صحیح بخاری۔ کتاب اللباس۔ باب البرود والحبرۃ۔ (۱۳۲) صحیح مسلم۔ باب المومن یاکل فی معی واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء۔ مہمان کا نام غالباً فضلہ بن عمرو غفاری تھا۔ (۱۳۳) ابوداؤد جلد ثانی۔ کتاب الخراج والفئی۔ باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین۔ (۱۳۴) صحیح بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب شرب الدواب والحمیر۔ باب لا تشتروا شیئا فوہب من ساعتہ قبل ان یخرج۔ (۱۳۵) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ۔ (۱۳۶) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ۔ (۱۳۷) صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب حسن الخلق والسخاء۔ (۱۳۸) صحیح مسلم۔ غزوہ حنین۔ (۱۳۹) صحیح بخاری۔ غزوہ خندق۔ (۱۴۰) سیرت ابن ہشام۔ ۱۴۱۰) مواہب لدنیہ۔ (۱۴۲) صحیح بخاری۔ باب ماکان النبی ﷺ واصحابہ یاکلون۔ (۱۴۳) مشکوٰۃ حوالہ صحیحین۔ باب فضل الفقر۔ (۱۴۴) صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب فضل الفقر۔ (۱۴۵) صحیح بخاری۔ باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ۔ (۱۴۶) مشکوٰۃ حوالہ ترمذی۔ باب فضل الفقراء۔ (۱۴۷) صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب فضل الفقر۔ (۱۴۸) صحیح بخاری کتاب المغازی۔ باب وفات النبی ﷺ۔ (۱۴۹) صحیح بخاری۔ باب بیان ان غیر ہا امرات لا یکون طلاقا فی الجاہلیۃ صحیح بخاری باب النکاح باب موعظۃ الرجال لابنۃ لحال زوجہا۔ (۱۵۰) جامع ترمذی ابواب البر۔ (۱۵۱)

صحیح بخاری۔ کتاب الحیض۔ باب ہل یصلی المراۃ فی ثوب حاضت فیہ۔ ابوداؤد باب المراۃ تغسل ثوبہا الذی تلبسہا فی غیضہا۔ (۱۵۲) عصب کے معنی میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک بحری جانور کے دانت کو عصب کہتے ہیں۔ جس کو تراش کر منکے بنائے جاتے ہیں۔ عصب کے معنی پٹھے کے بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ اصل حیوانات کے پٹھوں کو خشک کر کے کتر کر منکے بنا لیتے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (۱۵۳) مشکوٰۃ بحوالہ احمد وابوداؤد۔ کتاب اللباس۔ باب الترجل۔ (۱۵۴) صحیح بخاری کتاب الھبۃ۔ باب ہدیۃ ما یکرہ بسببہا۔ (۱۵۵) ابوداؤد۔ کتاب الاطعمہ۔ باب الرجل یدعی فیری فیرکہ ولہ۔ (۱۵۶) ابوداؤد۔ کتاب اللباس۔ باب فی الصور۔ (۱۵۷) مشکوٰۃ بحوالہ امام احمد۔ کتاب الرقاق۔ (۱۵۸) مواہب لدنیہ بحوالہ طبرانی۔ (۱۵۹) جامع ترمذی۔ ابواب الزہد۔ باب ماجاء فی الاکلاف واصبر علیہ۔ (۱۶۰) صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب ما ذکر من درع النبی ﷺ۔ وعصاہ وسیفہ الخ۔ (۱۶۱) صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب قول النبی ﷺ لو تعلمون ما اعلم۔ الخ۔ (۱۶۲) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ ﷺ۔ (۱۶۳) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ ﷺ۔ روایت ابوذر میں ہے کہ وہ آیت یہ ہے۔ ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم۔ (سنن ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی القراءۃ فی صلوٰۃ اللیل۔) (۱۶۴) مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد۔ باب صلوٰۃ اللیل۔ (۱۶۵) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی بکاء رسول اللہ ﷺ۔ (۱۶۶) صحیح بخاری۔ باب ما یذکر من صوم النبی ﷺ والفطر۔ (۱۶۷) شرح ہمزیہ ابن حجر الہیتمی بحوالہ ابن اسحاق وابن راہویہ وابو یعلی وطبرانی وبیہقی وابو نعیم۔ (۱۶۸) صحیح بخاری۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ (۱۶۹) معجم صغیر طبرانی۔ اسم محمد۔ (۱۷۰) معجم صغیر طبرانی۔ اسم محمد۔ (۱۷۱) مستدرک حاکم۔ کتاب الاحکام۔ قصہ سرق رضی اللہ عنہ۔ (۱۷۲) صحیح بخاری کتاب الانبیاء۔ (۱۷۳) ابوداؤد۔ باب القود بغیر حدید۔ (۱۷۴) سیرت ابن ہشام۔ (۱۷۵) حدیث جبان العنبری۔ (۱۷۶) ترمذی۔ باب ماجاء فی الرخصۃ فی الشراء الی اجل۔ (۱۷۷) مشکوٰۃ شریف۔ باب فضل الصدقۃ۔ (۱۷۸) خصائص کبریٰ للسیوطی۔ بحوالہ ابن ابی شیبہ۔ وبیہقی وابی نعیم جزء اول ص ۱۱۴۔ (۱۷۹) صحیح بخاری۔ تفسیر سورہ شعراء۔ (۱۸۰) ابوداؤد باب فی الامام یستخلف اذا لم یحضر الجمعۃ۔ (۱۸۱) بخاری۔ باب اثم من قتل معاہدا بغیر جرم۔ (۱۸۲) ابوداؤد کتاب الادب۔ باب

الصدقۃ۔ (۱۸۳) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی حیاء رسول اللہ ﷺ۔ (۱۸۴) شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ۔

حوالہ جات (باب ساتواں)

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبیوں میں سے کوئی نبی نہیں۔ مگر یہ کہ معجزات میں سے اسے ایسا معجزہ عطا ہوا کہ جس کی صفت یہ ہے کہ اسے دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور سوائے اس کے نہیں کہ مجھے جو معجزہ عطا ہوا وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں امت کے لحاظ سے ان سے زیادہ ہوں گا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ (۲) (دیکھو مقدمہ تاریخ ابن خلدون۔) (۳) الفاظ عرب اعراب سے ہے۔ جس کے معنی ہیں پیدا کنندہ سخن را و بصاحت سخن گفتن)۔ (۴) اے لوگو اتم کو آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور شفاء واسطے سینوں کے روگ کے اور ہدایت اور رحمت ایمان لانے والوں کے لئے۔ (۵) کتاب الشعر والشعراء لابن قتیبہ ترجمہ لبید بن ربیعہ۔ (۶) ان مثالوں کے لئے دیکھو شفاء شریف اور مواہب لدنیہ۔ (۷) مطلب یہ ہے کہ جب وہ حضرت یوسف سے بہت مایوس ہو گئے تو الگ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے اور سوچنے لگے کہ باپ کے پاس جا کر کیا جھوٹ بنا کر کہیں گے۔ اور اس حادثہ کا کیا ذکر کریں گے۔ پس یہ تھوڑے سے لکھے اس طویل قصے کو شامل ہیں۔ (۸) دیکھو حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین للنبہانی مطبوعہ بیروت ص ۳۰۹۔ (۹) دیکھو اتقان للسیوطی۔ جزء ثانی۔ صفحہ ۶۸۔ (۱۰) لقد سمعت قول الکھنۃ فما ھو بقولھم ولقد وضعت قولہ عمی اقراء الشعراء فما یلتم علی لسان احد بعدی انہ شعر واللہ انہ الصادق وانھم لکاذبون۔ (۱۱) فوز الکبیر فی اصول التفسیر مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۱۔ ۲۳۔ (۱۲) شرارت سے مردان کا قلم کرنا راہ خدا سے روکنا' سود لینا' حالانکہ ان کو ممانعت تھی۔ تورات کتاب الاخبار باب ۵۔ آیت میں اور لوگوں کا مال ناحق کھانا ہے۔ جیسا کہ سورہ نساء رکوع ۲۲ میں آیا ہے۔ (۱۳) تفسیر کامل قرآن بزبان انگریزی مولف ویری صاحب۔ جلد اول صفحہ ۴۴۔ ۴۶۔ (۱۴) الدین این گوئری جلد ۳۲ بابت جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۳۵۹۔ (۱۵) دیباچہ ترجمہ قرآن بزبان انگریزی ص ۴۸۔ (۱۶) اخرج احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن مردویہ وابو

نعیم عن ابن عباس من رسول اللہ ﷺ قال لو ان الیھود تمنوا الموت لما توا ولرا
امقاعد ھم من النار۔ (درمنثور للسیوطی۔ جلد اول ص ۸۹)(۱۷) لایصح بعد العام مشرک
ولا طیوف بالبیت عریان۔ (یعنی شرح بخاری جزرابع ص ۲۴۳)۔ (۱۸) درمنثور بحوالہ ابن
اسحاق وابن جریر وبیہقی روایت ابن عباس۔ (۱۹) دیکھو مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ فصل ثالث۔ (۲۰) اتقان
للسیوطی۔ جزء اول ص ۱۶۔ (۲۱) شیخ جمال الدین عبدالرحیم اسنوی شافعی شہر اسنا واقع ملک مصر
میں ذی الحجہ ۷۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ۷۲۱ھ میں قاہرہ آئے اور وہاں مختلف استادوں سے ادب'
نحو اصول فقہ اور حدیث میں تعلیم پائی۔ اپنے وقت میں فقہ شافعی میں یگانہ تھے صاحب تدریس و
تصنیف تھے۔ فقہ واصول ونحو میں بہت سی کتابیں آپ کی تصنیف ہیں۔ آپ کا وصال جمادی الاولی
۷۷۲ھ میں ہوا۔ آپ کے جنازے پر انوار ولایت نمایاں تھے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو بغیۃ الدعا
اور حسن المحاضرہ ہر دو مصنف جلال الدین سیوطی) رسالہ تصحیۃ اولی الالباب فی منع استخدام الانصاری
آپ کی ہی تصنیف ہے جیسا کہ مصنف کے بیان سے ظاہر ہے۔ کشف الظنون میں ہے کہ علامہ
سیوطی نے اس رسالہ کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام جہد القریحۃ فی تجرید النصیحۃ ہے۔ علامہ جمال
الدین اسنوی کے قلم سے اسی قسم کے ایک رسالہ حسن المحاضرہ میں لکھا ہے جس کا نام الریاسۃ
الناصریہ فی الرد علی من یعظم اہل الذمہ ویحظ مہم علی المسلمین ہے۔ مگر کشف الظنون میں الریاسۃ
الناصریہ کو علامہ جمال الدین کے بھائی علامہ عماد الدین محمد بن حسن اسنوی (متوفی ۷۹۴ھ) کی
تصنیف ظاہر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (۲۲) وجعلت من امنك اقواما قلوبھم الا
جسامھم (خصائص کبریٰ للسیوطی۔ جزء ثانی ص ۱۸۵)۔ (۲۴) اس واسطے کہ وہ نگہبان ٹھہرائے
گئے تھے اللہ کی کتاب پر۔ اور اس کی خبرداری پر تھے۔ اس آیت میں کتاب سے مراد تورات ہے۔
(۲۵) دلائل حافظ ابی نعیم۔ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد۔ ص ۹۱۔ ۹۲ (۲۶)
اتقان للسیوطی جزء اول ص ۲۰۔ (۲۷) دیکھو مشکوٰۃ باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب۔ فصل
اول۔ (۲۸) دیکھو تفسیر کبیر جزء ثامن۔ تفسیر روح المعانی۔ جزاول ص ۲۸۔ (۲۹) فوز الکبیر فی
اصول التفسیر ص ۳۹۹۲۔ (۳۰) کتاب آپس میں ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں۔ دوہرائی
ہوئی۔ یعنی ایک مدعا کئی طرح تقریر کیا ہوا۔ (موضح قرآن)۔ (۳۱) دیکھو سیرت ابن ہشام۔ اگر

اسلام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ (۳۲) نحام کے معنی ہیں کھانسنے والا۔ یہ حضرت نعیم بن
عبداللہ کا لقب ہے جس کی روایت وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل
ہوا تو میں نے نعیم کے کھانسنے کی آواز سنی (اصابہ)۔ (۳۳) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی سیدنا
شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ۔ دفتر اول مکتوب سہ صد ودوم ۳۰۲۔ (۳۴) صحیح بخاری باب ہجرت
النبی ﷺ۔ (۳۵) صحیح بخاری و صحیح مسلم دیکھو۔ (۳۶) دلائل النبوت للحافظ ابی نعیم۔ جزء اول
ص ۷۸۔ ۷۹ یہ قصہ استیعاب لابن عبدالبر میں بھی مذکور ہے۔ (۳۷) دیکھو مواہب لدنیہ
للقسطلانی (۳۸) صعود۔ خرمان تھا گانہ۔ مرد فرد بے برے بردار وفرزند۔ (۳۹) تعریض یہ ہے
کہ ایک لفظ اپنے معنی میں مستعمل ہو۔ تاکہ اس کے ساتھ ایک اور معنی کی طرف اشارہ کیا جائے۔
(۴۰) اتقان جزء ثانی ص ۵۵۔ (۴۱) اتقان جزء ثانی ص ۹۶۔ (۴۲) صنعت طباق یہ ہے کہ کلام
میں ایسے دو معنی ذکر کریں۔ جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔ (۴۳) اشارہ یہ ہے کہ کلام قبیل لایا
جائے جس کے معنی بہت ہوں۔ (۴۴) صنعت ارداف یہ ہے کہ متکلم ایک معنی مراد رکھے اور
اسے لفظ موضوع لہ سے یا دلالت واشارہ سے تعبیر نہ کرے بلکہ اس کے مرادف لفظ سے ادا
کرے۔ (۴۵) تمثیل وہ ہے کہ جس کی وجہ متعدد امور سے منتزع ہو۔ (۴۶) تعلیل کا فائدہ
تقریر اور ابلاغیت ہے۔ کیونکہ نفوس احکام معاملہ کو دوسروں کی نسبت زیادہ قبول کرتے ہیں۔
(۴۷) احتراس یہ ہے کہ کسی کلام میں جو خلاف مقصود کا موہم ہو۔ وہ امر ذکر کریں۔ جو اس وہم کو
دور کردے۔ (۴۸) احسن الحسن یہ ہے کہ متکلم پے در پے معطوف جملے لائے۔ جو باہم اس طرح
پیوستہ ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی جملہ علیحدہ کر دیا جائے تو وہ بذات خود ایک مستقل جملہ ہو جس
کے معنی سمجھنے کے لئے اسی کے الفاظ کافی ہوں۔ (۴۹) مقصود کو معمول سے کم الفاظ میں ادا کرنا
ایجاز کہلاتا ہے۔ (۵۰) تسہیم یہ ہے کہ فاصلہ کا مقابل فاصلہ پر دلالت کرے۔ (۵۱) تہذیب یہ
ہے کہ کلام ایسا مہذب ہو کہ اعتراض کو اس میں گنجائش نہ ہو۔ (۵۲) تمکین یہ ہے کہ فاصلہ اپنے
محل میں متمکن اور اپنی جگہ قرار پذیر ہو۔ اور اس کے معنی کو کلام کے معنی سے ایسا تعلق تام ہو کہ
اگر وہ گر جائے تو کلام کے معنی میں خلل آجائے۔ (۵۳) انسجام یہ ہے کہ کلام پیچیدگی سے خالی
ہونے کے سبب آب رواں کی مانند جاری اور ترکیب کی سہولت اور الفاظ کی شیرینی کے سبب نرم ہو

آسان ہو۔ (۵۴) اعتراض یہ ہے کہ ایک یا زیادہ جملوں کا کوئی محل اعراب نہ ہو۔ ایک یا دو کلاموں کے درمیان رفع ابہام کے سوا کسی اور نکتہ کے لئے لائیں۔ (۵۵) کہتے ہیں کہ یہ فارس کے بادشاہ اردشیر کے قول کا ترجمہ ہے۔ الایجاز والایجاز للثعالبی ص ۱۶۔ (۵۶) اتقان۔ جزء ثانی ص ۵۵۔ (۵۷) ترجمہ۔ پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔ (۵۸) اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو تحفہ احمدیہ در ثبوت معراج محمدیہ مصنفہ شیخ العلماء مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی چشتی صابری مع حواشی خاکسار دفتر انجمن نعمانیہ لاہور سے طلب فرما کر مطالعہ کریں۔ (۵۹) بعض قصہ خوان بیان کرتے ہیں کہ چاند جناب رسالت مآب کی جیب میں داخل ہوا اور آستین سے نکل گیا مگر یہ بے اصل ہے۔ (۶۰) مسند ابو داؤد والیاسی۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن جزء اول۔ ص ۳۸ (۶۱) ابو کبشہ حضور اقدس ﷺ کا ایک جد مادری تھا۔ زمانہ جاہلیت میں قریش بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور وہ ان کے خلاف شعری عبور کی پرستش کرتا تھا اس لئے جب حضورؐ نے بتوں کی پرستش میں قریش کی مخالفت کی۔ اور خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کی تعلیم دی تو وہ آپ کو اس مخالفت کے سبب ابو کبشہ کا بیٹا کہا کرتے تھے۔ (۶۲) عرب میں خیبر سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے۔ (۶۳) اللھم انہ کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فارد ہ علیہ الشمس۔ (شفاء مواہب و خصائص کبریٰ) اس حدیث کا امام طحاوی اور قاضی عیاض نے صحیح کہا ہے اور ابن منذر و ابن شاہین و طبرانی نے اسے ایسے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جن میں سے بعض صحیح کی شرط پر ہیں۔ اور ابن مردویہ نے اسناد حسن کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ (۶۴) شفاء شریف۔ اس حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط میں اسناد حسن حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے (مواہب لدنیہ) اور بیہقی نے اسماء میں ابن عبدالرحمن سے بطریق ارسال نقل کیا ہے (خصائص کبریٰ للسیوطی)۔ (۶۵) دیکھو مواہب لدنیہ۔ (۶۶) ترجمہ۔ میں تیری اطاعت کے لئے اور تیرے دین کی تائید کے لئے حاضر و تیار ہوں۔ (۶۷) خصائص کبریٰ جزء ثانی ص ۶۷۔ (۶۸) ایک قسم کا کھانا ہے۔ جو روٹی کے ٹکڑوں / گوشت کے شوربے میں تر کرنے سے تیار ہوتا ہے۔ (۶۹) مواہب لدنیہ۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا بیہقی اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے۔ (۷۰) بخاری کتاب الجہاد۔ باب النصرۃ والمدد علی

الفزع۔ (۷۱) صحیح مسلم و شفا شریف (۷۲) ابایہ حوالہ طبرانی و ابن مندہ و ابن السکن۔ ترجمہ ام اوس حمریہ (۷۳) شفا شریف و مسند امام احمد۔ (۷۴) سیرت ابن ہشام۔ (۷۵) استیعاب و اصابہ۔ (۷۶) شفاء شریف و ابن سعد۔ (۷۷) اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ مواہب لدنیہ۔ (۷۸) اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ خصائص کبریٰ جزء ثانی ص ۲۹ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ اتباع تابعین میں سے ہیں دیکھو زرقانی علی المواہب۔ (۷۹) اس حدیث کو ابن ابی شیبہ و بغوی و بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے روایت کیا ہے (مواہب لدنیہ)۔ (۸۰) مواہب لدنیہ۔ کتاب فی المعجزات۔ (۸۱) اس حدیث اور احادیث آئندہ کے لئے دیکھو خصائص کبریٰ للسیوطی۔ جزء ثانی ص ۷۰۔ (۸۲) یہ حدیث شریف صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے (مشکوٰۃ باب فی المعجزات)۔ (۸۳) یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات)۔ (۸۴) کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں لشکر کی تعداد ایک لاکھ کو پہنچ گئی تھی۔ کزانی اشعۃ اللمعات۔ (۸۵) صحیح بخاری باب قبول الہدیۃ من المشرکین۔ (۸۶) صحیح بخاری۔ باب کیف کان عیش النبی ﷺ و اصحابہ۔ (۸۷) مواہب لدنیہ حوالہ صحیح مسلم۔ (۸۸) صحیح بخاری۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ (۸۹) وسق بار شتر و شصت صاع۔ (۹۰) صحیح بخاری۔ باب قضاء الوصیۃ و دیون الیت۔ (۹۱) صحیح بخاری۔ باب قضاء الوصیۃ و دیون الیت۔ (۹۲) ان مثالوں کے لئے بخاری و مسلم و ترمذی اور دلائل ابی نعیم و دلائل بیہقی اور طبرانی دیکھو۔ (۹۳) مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین۔ باب فی المعجزات۔ (۹۴) صحیح بخاری۔ تفسیر سورہ دخان۔ (۹۵) یعنی مدینہ کے اطراف میں بادل تھا اور مینہ برستا تھا مگر مدینہ پر نہ بادل تھا نہ مینہ برستا تھا۔ (۹۶) قنات ایک وادی کا نام ہے جو طائف کی طرف سے آتی ہے۔ اور کوہ احد میں شہداء کی قبروں تک پہنچتی ہے۔ (۹۷) صحیح بخاری۔ تفسیر سورہ دخان۔ (۹۸) زرقانی علی المواہب بروایت ابن ابی شیبہ و ابی نعیم وغیرہما۔ جزء رابع ص ۴۳۔ (۹۹) ابن سعد کی روایت میں ہے کہ عاقب اور سید کچھ مدت بعد جلد مدینہ آئے اور حضورؐ کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔ (۱۰۰) صحیح بخاری۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ (۱۰۱) اس حدیث کو امام احمد و نسائی نے روایت کیا ہے (مواہب لدنیہ) اور حافظ ابو نعیم نے بھی دلائل میں نقل کیا ہے۔ (۱۰۲) اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ (تیسیر الوصول۔

مواہب لدنیہ)۔(۱۰۳) دلائل حافظ ابو نعیم ص ۱۳۵ امام احمد و بزار نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ (نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض۔ جزء ثالث۔ ص ۸۰)۔(۱۰۴) اس قصہ کو شرح السنہ میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب فی المعجزات۔ فصل ثالث)۔(۱۰۵) مشکوٰۃ باب فی المعجزات۔ بحوالہ شرح السنہ خصائص کبریٰ جزء ثانی ص ۶۲ میں ہے کہ اس حدیث کو امام احمد و حافظ نعیم نے بسند صحیح روایت کیا ہے۔(۱۰۶) قول واقدی اس کا نام ابیان بن اوس اسلمی تھا جو حرۃ ابوہر میں ریوڑ چرا رہا تھا۔ ابیان مذکور صحابی ہیں جنہوں نے حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا۔(۱۰۷) حرۃ ابوہر مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے۔ دیکھو وفاء الوفاء بمطالعۃ المصطفیٰ سمہودی۔(۱۰۸) مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی۔ باب اشراط الساعۃ۔(۱۰۹) اس حدیث کو حافظ ابو نعیم اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۶۳۔(۱۱۰) شیر کی کنیت ہے۔(۱۱۱) اس حدیث کو ابن سعد و ابو یعلیٰ و بزار و ابن منذر و دحاکم و بیہقی و ابو نعیم نے نقل کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور بغوی و ابن عساکر نے بھی نقل کیا ہے۔ خصائص کبریٰ جزء ثانی ص ۶۵۔(۱۱۲) اس حدیث کو بزار و ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ)(۱۱۳) مشکوٰۃ۔ باب فی المعجزات۔(۱۱۴) اس حدیث کو امام احمد نے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور دارمی و ترمذی و حاکم و بیہقی و ابو نعیم و ابو یعلیٰ و ابن سعد نے روایت کیا ہے اور ترمذی اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ (خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۳۶)(۱۱۵) اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب فی المعجزات۔ فصل اول)۔(۱۱۶) ترمذی شریف مطبوعہ مطبع احمدی جلد ثانی ص ۲۲۳۔(۱۱۷) اس حدیث کو بزار و طبرانی و ابو نعیم و بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (خصائص کبریٰ۔ مواہب لدنیہ)(۱۱۸) ابن عساکر کی روایت میں حدیث انس میں حضرت عثمان غنی کے بعد یوں آیا ہے۔ ثم صیرھن فی ایدینا جلا رجلا فما سمعت حصاۃ منھن۔ (خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۷۵) پھر حضورؐ نے ان سنگریزوں کو ہم میں سے ایک ایک کے ہاتھ میں رکھا۔ ان میں سے کسی سنگریزے نے تسبیح نہ پڑھی۔(۱۱۹) اس سے معلوم ہوا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے جو ابوذر کو باوجودیکہ وہ مجلس میں اوروں کی نسبت آپ سے زیادہ قریب تھے سنگریزے نہ دیئے بلکہ ان کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو دیئے اس کی وجہ یہ تھی

کہ حضرت ابوذر خلفاء میں سے نہ تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بظاہر اس موقع پر حاضر نہ تھے۔ (۱۲۰) دیکھو شفاء قاضی عیاض۔(۱۲۱) صحیح بخاری۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔(۱۲۲) اس حدیث کو بیہقی نے دلائل میں بالطوالت روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے بالاختصار نقل کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ) حافظ ابو نعیم نے بھی دلائل میں اسے روایت کیا ہے۔(۱۲۳) ان کے نام مبارک یہ ہیں۔ فضل، عبداللہ، عبیداللہ، قاسم، معبد، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم یہ سب ام الفضل کے بطن سے تھے۔(۱۲۴) اس حدیث کو امام بخاری و امام احمد و ترمذی و ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ)۔(۱۲۵) یہ حدیث نسائی و ترمذی و دارقطنی میں ہے۔ (مواہب لدنیہ)۔(۱۲۶) یعنی جو تھے پر ہیں ان میں سے ہر ایک نہیں ہے مگر نبی یا صدیق یا شہید۔ مطلب یہ کہ ان میں سے ہر ایک اوصاف ثلاثہ سے خارج نہیں۔(۱۲۷) عشرہ مبشرہ جو دس صحابی ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ان کے نام مبارک یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبدالرحمٰن بن عوف و ابو عبیدہ بن جراح و سعید بن زید رضی اللہ عنہم۔(۱۲۸) دیکھو مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ۔(۱۲۹) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب فی المعجزات)(۱۳۰) صحیح مسلم۔ غزوہ حنین(۱۳۱) انتباہ الاذکیاء فی حیات الانبیاء مطبوعہ مطبع محمدی واقع لاہور۔(۱۳۲) مشکوٰۃ۔ کتاب الفتن۔ فصل اول۔(۱۳۳) صحیح مسلم۔ جلد ثانی۔ کتاب الفتن۔ (۱۳۴) عبارت است از حصول تمام علوم جزئی و کلی و احاطہ آں۔ اشعۃ اللمعات۔(۱۳۵) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ۔ باب المساجد۔(۱۳۶) مشکوٰۃ کتاب الایمان۔ باب الایمان بالقدر فصل ثانی۔ (۱۳۷) مواہب لدنیہ۔ مقصد ثامن۔ فصل ثالث۔(۱۳۸) مواہب لدنیہ۔ مقصد ثامن۔ فصل ثالث۔(۱۳۹) خصائص کبریٰ للسیوطی۔ جزء ثانی ص ۱۹۷۔(۱۴۰) مواہب لدنیہ۔ کتاب فی المعجزات والخصائص الفصل الثانی فیما خصہ اللہ تعالیٰ بہ من المعجزات۔ ایک روایت میں میری امت کی جائے دنیا کا لفظ ہے دیکھو زرقانی۔(۱۴۱) نقد بفتح نون و قاف۔ ایک قسم کی بد شکل بجری ہوتی ہے جس کے ہاتھ پاؤں چھوٹے ہوتے ہیں۔ یہ ذلت میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اذل من النقد یعنی نقد سے زیادہ ذلیل۔ اس کی جمع نقاد۔(۱۴۲) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ کتاب الفتن امام بخاری کی ولادت ۱۹۴ھ میں اور وفات ۲۵۶ھ میں امام مسلم کی ولادت ۲۰۴ھ میں اور وفات ۲۶۱

ہ میں ہوئی۔ (۱۴۳) ملک شام کے ایک شہر کا نام۔ (۱۴۴) مفصل حالات کے لئے دیکھو وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ للعلامۃ السمہودی المتوفی ۹۹۱ھ جزء اول صفحہ ۹۹ تا ۱۰۶۔ (۱۴۵) یعنی اہل، عیال اور مال واسباب کو بیلوں پر لاد پر جنگل کو چلے جائیں گے۔ (۱۴۶) ابوداؤد کی ولادت ۲۰۲ھ میں اور وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی۔ (۱۴۷) مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ باب الملاحم فصل ثانی۔ (۱۴۸) اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ باب الملاحم۔ ۱۱۰ تا ۱۱۶۔ (۱۴۹) مفصل حالات کے لئے دیکھو طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للتاج السبکی المتوفی ۷۷۱ھ جزء خامس ص ۱۰۰ تا ۱۱۶۔ (۱۵۰) کرخ بفتح اول وثانی وخائے معجمہ دبے است قریب بغداد وقیل محلہ از بغداد۔ غیاث اللغات۔ (۱۵۱) نہیں مانا اس سے پہلے کسی بستی نے جس کو ہلاک کیا ہم نے اب یہ کیا مانیں گے۔ (۱۵۲) حکمت یہ کہ ان میں سے بعض ایمان لائیں اور بعض کی نسل سے مومن پیدا ہوں گے۔

حوالہ جات (باب آٹھواں)

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دینے کا جس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہیں۔ (۲) دیکھو زرقانی علی المواہب۔ جزء ثالث ص ۵۴۔ (۳) خصائص کبریٰ بحوالہ شیخین۔ جزء اول ص ۲۳۰۔ (۴) جب غزوہ تبوک کے بعد رمضان ۹ھ میں حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس نے آپ کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند شعر کہے ہیں۔ ان میں سے ایک شعر یہ ہے۔ آپ حضرت خلیل اللہ کی آگ میں پوشیدہ داخل ہوئے۔ آپ ان کی پشت میں تھے وہ کیسے جل سکتے تھے۔ طبرانی وغیرہ نے اس قصہ کو روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب وزرقانی۔ غزوہ تبوک۔ (۵) خصائص کبریٰ۔ جزء ثانی ص ۷۹۔ (۶) زرقانی علی المواہب جزء خامس ص ۱۹۳۔ (۷) کشف الغمہ للعثرانی بحوالہ خصائل للسیوطی۔ جزء ثانی ص ۳۶۔

حوالہ جات (باب نواں)

(۱) موضح قرآن میں ہے کہ یہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر ہیں ان کو بدلا ثواب ہے۔ حضرت کی ازواج سب نیک ہی ہیں والطیبات للطیبین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تاکہ وہ نڈر نہ ہو جاوے۔

خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔ مدارک وبیضاوی میں ہے کہ متن میں من بیانیہ ہے۔ کیونکہ ازواج مطہرات سب محسنات تھیں۔ (۲) یہ آنحضرت ﷺ سے خطاب ہے۔ یعنی اگر بر سبیل فرض وتقدیر تو شرک کرے گا اگرچہ یہ محال ہے تیرا عمل باطل ہو جائے گا۔ (زمر ع ۷) (۳) یہ حالات عموماً زرقانی علی المواہب سے ماخوذ ہیں زرقانی نے بحوالہ دیگر کتب ان کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ (۴) طبقات ابن سعد۔ جزء ثامن ترجمہ زہرا (۵) وفاء الوفاء للسمہودی (۶) زہر الربیع للسیوطی وحاشیہ سندی بر نسائی۔

حوالہ جات (دسواں باب)

(۱) صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب موت یوم الاثنین۔ (۲) نسیم الریاض بحوالہ ابوداؤد وبخاری۔ (۳) وفاء الوفاء اول ص ۳۴۸۔ (۴) نسیم الریاض بحوالہ احمد وابن اسحاق۔ اصابہ ترجمہ ابو طالب۔ (۵) ذہبی وبزار۔ اصابہ ترجمہ ابو طالب بحوالہ ابن اسحاق۔ (۶) الادب المفرد للبخاری۔ باب ما یقول الرجل اذا حذرت رجلہ۔ (۷) شفاء شریف۔ (۸) زرقانی علی المواہب بحوالہ امام احمد وغیرہ۔ (۹) اصابہ بحوالہ طبرانی۔ ۱۰۰) اصابہ۔ ترجمہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی۔ (۱۱) سیرت ابن ہشام۔ (۱۲) استیعاب ترجمہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ (۱۳) نسیم الریاض وغیرہ۔ (۱۴) صحیح مسلم۔ باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر۔ (۱۵) ترمذی۔ ابواب الزہد۔ (۱۶) مشکوٰۃ بحوالہ شیخین۔ باب الحب فی اللہ ومن اللہ (۱۷) درمنثور بحوالہ طبرانی وابن مردویہ وابو نعیم فی الحلیۃ والضیاء المقدسی فی صفۃ الجنۃ (۱۸) درمنثور بحوالہ طبرانی وابن مردویہ وابو نعیم فی الحلیۃ والضیاء المقدسی فی صفۃ الجنۃ (۱۹) بخاری۔ تفسیر سورۂ حجرات۔ (۲۰) اسباب نزول للواحدی۔ (۲۱) صحیح مسلم۔ باب مخافات المومن ان یحبط عملہ۔ (۲۲) صحیح بخاری کتاب الشروط (۲۳) شمائل ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۂ احزاب۔ (۲۴) ترمذی ابواب المناقب۔ (۲۵) شمائل ترمذی۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ۔ (۲۶) الادب المفرد للبخاری۔ باب قرع الباب۔ اس روایت سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دروازوں میں حلقے نہ تھے۔ صحابہ کرام پاس ادب جائے دستک دینے کے ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ (۲۷) زاد المعاد ابن قیم۔ قصہ حدیبیہ۔ اور درمنثور للسیوطی تفسیر سورۂ فتح۔ (۲۸) صحیح مسلم باب کون الاسلام یہدم ما قبلہ وکذا الحج والعمرۃ۔ (۲۹) اصابہ بحوالہ طبرانی۔ ترجمہ اسلع الاعرجی۔ تفسیر درمنثور

بحوالہ طحاوی و دار قطنی، طبرانی و بیہقی وغیرہ۔ (۳۰) ترمذی۔ کتاب الطہارت۔ باب ماجاء فی مصافحۃ الجنب۔ (۳۱) کشف الغمہ للشعرانی۔ جزء ثانی ص ۱۸۴۔ (۳۲) جامع ترمذی۔ باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ۔ (۳۳) اصابہ ترجمہ سعید بن بریوع۔ (۳۴) الادب المفرد للبخاری۔ باب الرجل یقبل ابنہ۔ (۳۵) جامع ترمذی۔ ابواب الاستیذان والادب۔ باب ماجاء فی قبلۃ الید والرجل۔ (۳۶) ابن ماجہ باب الرجل یقبل ید الرجل۔ (۳۷) الادب المفرد للبخاری۔ باب تقبیل الید۔ تفسیر درمنثور بحوالہ ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہ۔ (۳۸) ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی قبلۃ الجسد۔ الادب المفرد للبخاری۔ باب تقبیل الید۔ (۳۹) زرقانی علی المواہب۔ وفد عبدالقیس الادب المفرد للبخاری۔ باب التودد فی الامور۔ (۴۰) دلائل حافظ ابی نعیم۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ص ۱۳۸۔ (۴۱) صحیح بخاری کتاب اللباس۔ باب الزند بالذہب۔ (۴۲) اصابہ بحوالہ ابن اسحاق ترجمہ محجن بن ادرع اسلمی۔ نیز مشکوٰۃ بحوالہ بخاری باب اعداد آلۃ الجہاد۔ (۴۳) صحیح مسلم۔ باب اباحۃ اکل الثوم۔ (۴۴) شفاء شریف علی القاری شرح میں لکھتے ہیں کہ اسے ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔ (۴۵) وفاء الوفاء بحوالہ ابن زبالہ۔ جزء اول ص ۳۹۸۔ (۴۶) مناصع مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ کا نام ہے۔ جہاں عورتیں زمانہ جاہلیت میں رات کے وقت بول و براز کے لئے جایا کرتی تھیں۔ کذا فی معجم البلدان للیاقوت۔ (۴۷) تاریخ صغیر للبخاری مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد ص ۴۴۔ (۴۸) طبقات ابن سعد۔ جزء ثالث۔ قسم ثانی ص ۸۷۔ (۴۹) ایک قسم کی خوشبو ہے جو مرکب ہوتی ہے۔ (۵۰) کافور و صندل وغیرہ جو مردے کے کفن و جسم پر مل دیا جاتا ہے۔ (۵۱) حیوان للدمیری۔ تحت عکبوت۔ زرقانی علی المواہب۔ باب ہجرۃ المصطفیٰ واصحابہ الی المدینہ۔ (۵۲) صحیح مسلم باب تحریم اناء الذہب والفضۃ علی النساء والرجال۔ (۵۳) دیکھو وفاء الوفاء للسمہودی اور شفاء السقام للسبکی۔ (۵۴) وفاء الوفاء ثانی ص ۴۱۲۔ (۵۵) وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۴۲۴۔ (۵۶) السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل۔ تکملہ علامہ کوثری۔ ص ۱۵۶۔ (۵۷) وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۴۲۰۔ (۵۸) سنن دارمی باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ ﷺ بعد موتہ۔ (۵۹) قاضی زین الدین ابوبکر بن حسین بن عمر عثمانی مراغی نزیل مدینہ منورہ (متوفی ۸۱۲ھ) نے مدینہ منورہ کے حالات میں اپنی کتاب تحقیق النصرہ بتحلیص معالم دار الہجرۃ لکھی ہے جس کے مقدمہ سے

وہ ۷۶۶ھ میں فارغ ہوئے۔ کشف الظنون۔ (۶۰) وفاء الوفاء جزء اول ۳۹۸۔ (۶۱) وفاء الوفاء۔ جزء ثانی ص ۴۲۰۔ (۶۲) عمر بن شبہ نے عبدالعزیز بن عمران سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ سوائے پانچ اشخاص کی قبروں کے اور کسی کی قبر میں نہیں اترے۔ ان پانچ میں تین عورتیں اور دو مرد ہیں بدیں تفصیل۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ۔ عائشہ صدیقہؓ کی والدہ ام رومان۔ حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد۔ ابن خدیجہ اور عبداللہ بن نعیم مزنی ملقب بہ ذوالجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۸۷۔ (۶۳) محمد بن عبیداللہ بن عمرو بن معاویہ بن عمرو بن عتبہ بن ابی سفیان صخر بن حرب (متوفی ۲۲۸ھ) (۶۴) وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۴۱۱۔ (۶۵) عروس کے لئے سب چیزیں آراستہ کی جاتی ہیں۔ سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں اور اس کو خوش کرنے کے اسباب مہیا کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ ملک و ملکوت میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق ہیں۔ اساطہ و مرکبات میں آپ کا تصرف ہے۔ اور یہ عالم آپ ہی کے لئے بنا ہے۔ پس آپ عروس مملکت ہیں۔ کذا فی مطالع المسرات۔ (۶۶) علامہ سمہودی اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ابوبکر مقری کا واقعہ وفاء ابن الجوزی میں ہے۔ باقی واقعات مذکورہ بالا کو ابن جوزی کے علاوہ اوروں نے بھی ذکر کیا ہے۔ (۶۷) وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۴۲۹۔ (۶۸) پیٹ کی ایک بیماری کا نام ہے۔ (۶۹) حجۃ اللہ علی العالمین للعلامہ محمد بن شاکر بن احمد کتبی متوفی ۷۶۴ھ ترجمہ محمد بن سعید بوصیری۔ (۷۳) وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۴۳۰۔

يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان (۵۵/۲۲)

نزهة الواعظين

ترجمہ

دُرۃُ الناصحین

﴿جلد دوم﴾

مصنف

حضرت العلام الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر الخوبوی

(المتوفی ۱۲۴۳ھ)

مترجم

مولانا علامہ محبوب احمد چشتی

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر

شبیر برادرز ۴۰- اُردو بازار لاہور

صحیح بخاری

3 جلدیں مکمل

صحیح مسلم شریف

3 جلدیں مکمل

جمال السنہ

تنہا 8 جلدیں مکمل

جامع الاحادیث

10 جلدیں مکمل

امجد الاحادیث

2 جلدیں مکمل

اظہار خطابت

2 خطبات

شبیر برادرز

042-7246006